پاک و ہند میں زبان زدِ عوام و خواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

6

مفتی طارق امیر خان صاحب
متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق

فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر
مقدمہ	۱۳

فہرست روایات

	وبك أقاتل". اے اللہ! میں تجھ ہی سے اپنے مقاصد کی کامیابی طلب کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے دشمنوں پر حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے جہاد کرتا ہوں۔	
روایت⑦	حدیث عَطَّارَہ حولاء، جس میں حاملہ عورت کی فضیلت، بیوی سے بوس وکنار، ہمبستری اور غسل جنابت کی فضیلت، نیز گھر کے سامان کو سلیقہ سے رکھنے کی فضیلت کو ذکر کیا گیا ہے۔	۲۴۷
روایت⑧	"جو شخص دن میں پچیس مرتبہ "اللهم بارك لي في الموت، وفيما بعد الموت" پڑھے گا، اللہ تعالی اسے شہیدوں جیسا اجر عطا فرمائیں گے، اگرچہ اسے موت اپنے بستر پر ہی کیوں نہ آئے"۔	۲٦۸
روایت⑨	روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرنے سے روزِ قیامت شہداء کے ساتھ حشر۔	۲۷۳
روایت⑩	گناہوں کو یاد کرکے غم زدہ ہوجانے والے کے لئے روزِ قیامت شہداء کے ساتھ حشر کی بشارت۔	۲۷۷
روایت⑪	"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ آپ کی امت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کرکے روتا رہے"۔	۲۸۰
روایت⑫	ایک شخص کا اللہ کے راستہ میں نکلتے وقت بیوی کو گھر سے نہ نکلنے کا حکم دینا، پھر اس عورت کے والد کا بیمار ہونا، اور	۲۸۲

	اس عورت کا حضور ﷺ سے اپنے باپ کی تیمار داری کے لئے اجازت چاہنا، جس پر آپ ﷺ کا اس کو شوہر کی اطاعت کرنے کا حکم دینا، اور پھر اس کے والد کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ کا اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور اس عورت کو خاوند کی اطاعت گزاری پر اس کے والد کی مغفرت کی بشارت دینا۔	
روایت⑬	”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: میں تمہیں پانچ سو یا پانچ ہزار بکریاں ہبہ کروں یا پانچ کلمات سکھا دوں جن سے تمہارا دین اور دنیا دونوں ٹھیک ہو جائیں گے“۔	۲۹۶
روایت⑭	”خدمتك زوجك صدقة“. اپنے خاوند کی خدمت کرنا تمہارا صدقہ ہے۔	۳۱۰
روایت⑮	”ألا! طال شوق الأبرار إلى لقائي، وأنا إليهم لأشد شوقا“. آگاہ ہو جاؤ! نیک بندوں کا مجھ سے ملاقات کا شوق بہت بڑھ گیا ہے، اور میں ان سے بھی زیادہ ان کا مشتاق ہوں۔	۳۱۵
روایت⑯	آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ”موتوا قبل أن تموتوا“. اپنے آپ کو مردہ سمجھو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آجائے۔	۳۲۱
روایت⑰	”حضور ﷺ کا اپنے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو بٹھانا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس پر تعجب کا اظہار کرنا، اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ یہ شخص مجھ پر یہ درود پڑھتا ہے: ”أللهم صل على محمد كما تحب وترضى له“.	۳۲۵

روایت⑱	"من بشرني بخروج صفر، بشرته بدخول الجنة". جو مجھے ماہ صفر کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا میں اسے جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری دوں گا۔	۳۳۰
روایت⑲	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"من حفر لمسلم قليبا أوقعه الله فيه قريبا". جو شخص کسی مسلمان کے لئے کنواں کھودے اللہ تعالی جلد ہی اسے اس میں گرادیتے ہیں۔	۳۳۳
روایت⑳	حکایت: آیت شریفہ "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا" کی تفسیر میں نصوح نامی شخص کا قصہ	۳۳۷

روایت	متن	صفحہ
	ہونے پر اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا، اور اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ فرمانا: اللہ کریم اس مومن کے ساتھ کیا برتاؤ کریں گے جس نے پوری زندگی اللہ تعالی کی وحدانیت کی گواہی دی۔	
روایت⑧	روزہ رکھنے کی وجہ سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں کا خشک ہو جانا اور رنگ کا زرد پڑ جانا، اور اس پر باری تعالی کی طرف سے ان کا اکرام فرمانا۔	۳٦۹
روایت⑨	”بے وقوف ہمارا دشمن ہے، اور عقلمند ہمارا دوست ہے“۔	۳۷۱
روایت⑩	”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی ہذیل کے ایک نوجوان شخص کو لشکر کا امیر مقرر کرنا، اور اس پر ایک شخص کا اعتراض کرنا کہ اسے امیر نہ بنائیں، کیونکہ آپ ہی کا فرمان ہے کہ پیشوا بوڑھا ہونا چاہیئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص سے فرمانا کہ اے ظاہر بیں! تو اس کو جوان اور بے ہنر نہ سمجھ“۔	۳۷۲
روایت⑪	”اللہ تعالی نے فرشتوں کو پیدا کر کے ان میں عقل رکھی، اور چوپایوں کو پیدا کر کے ان میں شہوت رکھی، اور بنی آدم کو پیدا کر کے ان میں عقل اور شہوت دونوں رکھی ہیں، تو جس کی عقل شہوت پر غالب آگئی وہ ملائکہ سے افضل ہے، اور جس کی شہوت عقل پر غالب آگئی وہ چوپایوں سے کمتر ہے“۔	۳۷٦
روایت⑫	”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ علماء اور فقہاء سے دور بھاگیں گے، تو اللہ تعالی ان کو تین مصیبتوں میں مبتلا کر دیں گے: ① ان کی کمائی	۳۷۹

	سے برکت اٹھالی جائے گی، ② اللہ تعالی ان پر ظالم بادشاہ مسلط کردیں گے، ③ وہ دنیا سے بغیر ایمان کے جائیں گے"۔	
روایت ⑬	"پیغمبر ﷺ نے فرمایا: لڑائیوں سے پہلے بہادری کچھ نہیں ہے"۔	۳۸۱
روایت ⑭	نبی ﷺ نے فرمایا: "ليس للماضين هم الموت، وإنما لهم حسرة الفوت". جانے والوں کو موت کا غم نہیں ہے، ان کو فوت کی حسرت ہے۔	۳۸۲
روایت ⑮	"آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے یہ درود شریف پڑھا توگویا مجھ پر سارے درود بھیج دیئے: "اللهم صل على محمد بعدد كل ذكره ألف ألف مرة". اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت کاملہ نازل فرما ان کے ہر مرتبہ ذکر کے عدد کے بقدر لاکھوں مرتبہ"۔	۳۸۴
روایت ⑯	"پیغمبر ﷺ نے فرمایا: مومن بانسری ہے، خالی ہونے کے وقت شور کرنے والی ہے"۔	۳۸۵
روایت ⑰	"ہر مرنے والا ضرور یہ تمنا کرے گا کہ وہ پہلے مر جاتا، نیک تو اس لئے کہ جلد بھلائی کی طرف پہنچ جاتا، اور بد اس لئے کہ بدکاری کم ہوتی"۔	۳۸۶
روایت ⑱	"پیغمبر ﷺ نے فرمایا: رزق کا دروازہ بند اور اس پر تالا لگا ہوا ہے، اس کی کنجی محنت، کوشش، اور کمانا ہے"۔	۳۸۷

روایت	متن	صفحہ
روایت(۱۹)	اس درود کے پڑھنے والے کو آسمان وزمین بھر کر اور عرش عظیم کے برابر ثواب ملتا ہے: "اللهم صل على محمد ملء السموات والأرض وملء العرش العظيم".	۳۸۸
روایت(۲۰)	"قسّام في النار". بانٹنے والا جہنمی ہے۔	۳۸۹
روایت(۲۱)	"جو شخص بعد نماز ظہر و عصر ۳، ۳ مرتبہ اور جمعہ کے دن ہر نماز کے بعد ۷، ۷ مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرے تو اسے اس درود شریف کے ہر صیغہ پر اس قدر ثواب ہو گا کہ فرشتوں کے لئے اس کا ثواب لکھنا آسان نہیں ہو گا: "اللهم صل على محمد عبدك ورسولك النبي الأمي وعلى آله وأزواجه وذريته وسلم عدد خلقك ورضا نفسك وزنة عرشك ومداد كلماتك".	۳۹۰
روایت(۲۲)	درج ذیل کلمات پڑھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کہ حساب نہ لیا جائے، اور یہ کہ اللہ تعالی نے بخش دیا: "اللهم آمنّا في أوطاننا، وأصلحنا وأصلح ولاة أمورنا، اللهم صل على محمد كلما ذكره الذاكرون، وكلما غفل عن ذكره الغافلون".	۳۹۴
روایت(۲۳)	"شیطان کافر کے ساتھ کھانے پینے سونے ہر حال میں شریک رہتا ہے، البتہ مومن کو غافل دیکھ کر حملہ کرتا ہے"۔	۴۰۱
روایت(۲۴)	اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتے ہیں: "من أحبني قتلته، ومن قتلته فأنا ديته". جس نے مجھ سے محبت کی میں نے اسے قتل کیا، اور جسے میں نے قتل کیا میں خود ہی اس کی دیت ہوں۔	۴۰۴

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ،

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ

عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى، أما بعد!

اللہ جل جلالہ کا عظیم فضل ہوا کہ اس نے بندہ اور میرے ساتھیوں کو کتاب "غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ" کے حصہ ششم کی تالیف کی توفیق بخشی۔

یہ حصہ حسبِ سابق ان تمام اصول وضوابط پر برقرار ہے، جو پہلے پانچ حصوں میں تھے، اس مجموعہ میں سابقہ ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ایک جماعت شریک رہی ہے، خصوصاً مولوی سلیم صاحب اور مولوی حمزہ نذیر صاحب کے تعاون کا میں انتہائی شکر گزار ہوں۔

طارق امیر خان
(03423210056)
متخصص فی علوم الحدیث
جامعہ فاروقیہ کراچی

فصل اول (مفصل نوع)

روایت نمبر ①

روایت: "يقول الله تعالى: لا إله إلا الله حصني فمن دخله أمن عذابي". اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے، جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔

حکم: حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو مختلف سندوں اور مختلف الفاظ سے "من گھڑت" قرار دیا ہے، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ضعف شدید کی جانب اشارہ کیا ہے، بہر صورت اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

زیر بحث روایت نو (۹) مختلف طرق سے علی بن موسی الرضا کے واسطہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

① روایت بطریق احمد بن علی بن صدقہ ② روایت بطریق ابو الصلت عبد السلام بن صالح ہَرَوِی ③ روایت بطریق ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن عامر طائی ④ روایت بطریق داود بن سلیمان جرجانی غازی ⑤ روایت بطریق احمد بن یوسف مؤدب ⑥ روایت بطریق ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم بَلَاذُرِی ⑦ روایت بطریق ابو اشرس کوفی ⑧ روایت بطریق علی بن علی بن رزین ⑨ روایت بطریق ابو الحسن علی بن احمد بن یوسف ہکّاری۔

⑩ دسواں طریق جعفر بن نسطور رومی کا ہے۔

الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دو مختلف طرق سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے: ⑪ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ بطریق یوسف بن خالد سمتی ⑫ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ بطریق وہب بن راشد رَقِّی بصری ⑬ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بطریق ابو حفص عمر بن محمد بن عیسی سَذابِی۔

ان تمام طرق کی تفصیل ذیل میں مذکورہ بالا ترتیب سے ملاحظہ فرمائیں:

① روایت بطریق احمد بن علی بن صدقہ

روایت کا مصدر

قاضی ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ قضاعی رحمۃ اللہ علیہ "مسند الشهاب"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرنا محمد بن الفضل الإمام [إمام مسجد عبد الله]، ثنا الحسين بن غياث، ثنا أحمد بن علي، ثنا علي بن موسى الرضا، قال: حدثني أبي موسى بن جعفر، حدثني أبي جعفر بن محمد، حدثني أبي محمد بن علي، حدثني أبي علي بن الحسين، حدثني أبي الحسين بن علي، حدثني علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله تعالى: لا إله إلا الله حصني، فمن دخله أمن عذابي".

[1] مسند الشهاب: ٣٢٣/٢، رقم: ١٤٠١، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مؤسسة الرسالة ــ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے، جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔

زیر بحث روایت حافظ ابو طاہر سِلَفی رحمۃ اللہ علیہ نے "معجم السفر"[1] میں تخریج کی ہے، دونوں سندیں سند میں موجود راوی علی بن موسی رضا پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ:

قاضی ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ قُضَاعی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق میں احمد بن علی بن صدقہ اور علی بن موسی الرضا کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے جبکہ حافظ ابو طاہر سِلَفی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق میں احمد بن علی اور علی بن موسی الرضا کے درمیان علی بن صدقہ کا واسطہ ہے۔

روایت پر ائمہ رجال کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں زیر بحث روایت کو "فصل ثالث" میں نقل کر کے فرماتے ہیں:

"قال الحافظ العراقي في تخريج الإحياء: رواه الحاكم في تاريخ نيسابور، وأبو نعيم في الحلية، والقُضَاعي في مسند الشهاب من رواية

[1] معجم السفر: ص: ١٤١، رقم: ٤٣٣، ت: عبد الله عمر البارودي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ١٤٧/١، رقم: ٣٩، ت: عبدالوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

علي بن موسى الرضى، عن آبائه، وهو ضعيف جدا، قال ابن طاهر في الكشف عن أخبار الشهاب: راويه عن علي الرضى في الحلية أبو الصلت الهروي متفق على ضعفه، وراويه عن علي عند القُضَاعي أحمد بن علي بن صدقة متهم بالوضع، وأما قول صاحب الفردوس: إن هذا الحديث ثابت مشهور، فمردود عليه انتهى، وقوله في أبي الصلت: متفق على ضعفه، فيه نظر، كما سيعلم من الفصل الثاني من كتاب الإيمان، فطريقه: هي أشبه طرق الحديث، قال الشيخ ركن الدين ابن القَوْبَع: وقوله: فقد أمن من عذابي يعني به العذاب الذي يوجبه الكفر، والله أعلم".

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "تخریج احیاء" میں فرماتے ہیں: اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ نیشاپور" میں، حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیہ" میں اور قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الشہاب" میں علی بن موسی الرضا، عن آبائہ کی سند سے روایت کیا ہے، اور موسی بن علی ضعیف جداً ہے، ابن طاہر رحمۃ اللہ علیہ "الکشف عن اخبار الشہاب" میں کہتے ہیں: "حلیہ" میں علی الرضا سے نقل کرنے والا راوی ابو صلت ہروی ہے جس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے، اور علی بن موسی سے نقل کرنے والا راوی قُضَاعی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق میں احمد بن علی بن صدقہ ہے اور وہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے، اور صاحبِ فردوس کا قول کہ یہ حدیث ثابت، مشہور ہے، مردود ہے، انتہی، (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور ابو صلت کے بارے میں "متفق علی ضعفہ" کا جو قول ہے اس میں نظر ہے، جیسا کہ عنقریب کتاب الایمان کی فصل ثانی میں معلوم ہو گا، پس ان کا طریق حدیث کے باقی طرق سے اشبہ ہے، شیخ رکن الدین

ابن قوَیع فرماتے ہیں: اور یہ قول کہ وہ میرے عذاب سے بچ جائے گا یعنی اس سے مراد وہ عذاب ہے جس کا سبب کفر ہے، واللہ اعلم۔

سند میں موجود راوی احمد بن علی بن صدقہ رَقّی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروکین"[1] میں فرماتے ہیں: "حدث عن أبيه، عن علي بن موسى نسخة موضوعة، وفيها أحاديث سرقها، قالها [كذا في الأصل] ابن طاهر". احمد بن علی نے عن ابیہ، عن علی بن موسی کے طریق سے من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے، اس نسخہ میں ایسی احادیث ہیں جن کا اس نے سرقہ کیا ہے، یہ بات ابن طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے کہی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[2] میں احمد بن علی کے بارے میں فرماتے ہیں: "عن أبيه، عن علي بن موسى الرضا، وتلك نسخة مكذوبة". وہ عن ابیہ، عن علی بن موسی الرضا کے طریق سے روایت کرتا ہے، اور (اس کا) یہ جھوٹا نسخہ ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[3] میں اور حافظ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف الحثیث"[4] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] الضعفاء والمتروكين: ٨١/١، رقم: ٢٢٢، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ١٢٠/١، رقم: ٤٧١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] لسان الميزان: ٥٣٩/١، رقم: ٦٣٨، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] الكشف الحثيث: ص: ٥٠، رقم: ٦٧، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان"[1] میں فرماتے ہیں: "اتهمه الدار قطني بوضع الحديث". دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني في الضعفاء"[2] میں فرماتے ہیں: "عن علي الرضا بخبر كذب". علی بن رضا سے جھوٹی خبر روایت کرتا ہے۔

روایت بطریق احمد بن علی بن صدقہ کا حکم

سند میں موجود راوی احمد بن علی بن صدقہ کو امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے، خصوصاً جب وہ علی بن موسی الرضا سے روایت کرے، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی اس سند کو نقل کرکے احمد بن علی بن صدقہ کو متہم بالوضع قرار دیا ہے، الحاصل اس روایت کو اس سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

② روایت بطریق ابو الصلت عبد السلام بن صالح ہَرَوِی

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "حلية الأولياء"[3] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا أبو إسحاق إبراهيم بن عبد الله بن إسحاق المعدل، ثنا أبو علي أحمد بن علي الأنصاري بنيسابور، ثنا أبو الصلت عبد السلام بن صالح الهَرَوِي، ثنا علي بن موسى الرضا، حدثني أبي موسى بن جعفر،

---

[1] ميزان الاعتدال: ١٢٠/١، رقم: ٤٧١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] المغني في الضعفاء: ٩٠/١، رقم: ٣٧٤، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[3] حلية الأولياء: ١٩١/٣، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

حدثني أبي جعفر بن محمد، حدثني أبي محمد بن علي، حدثني أبي علي بن الحسين بن علي، حدثني أبي الحسين بن على، حدثني أبي علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهم، حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن جبريل عليه السلام، قال: قال الله عز وجل: إني أنا الله لا إله إلا أنا فاعبدوني، من جاءني منكم بشهادة أن لا إله إلا الله بالإخلاص دخل في حصني، ومن دخل في حصني أمن من عذابي".

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتے ہیں: بے شک میں اللہ ہی ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تم میری عبادت کرو، تم میں سے جو شخص میرے پاس اخلاص کے ساتھ اس بات کی گواہی لے کر آئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ میرے قلعہ میں داخل ہو گیا، اور جو شخص میرے قلعہ میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔

زیر بحث روایت علامہ یحیی بن حسین شَجَرِی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأمالي"[1] میں اور

---

[1] الأمالي: ۱۵/۱، رقم:۱۶، ت:محمد حسن محمد حسن، دارالکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۲هـ.
واضح رہے کہ "الامالی للشَّجَرِی" میں علی بن موسی الرضا سے نقل کرنے والا راوی ابو الصلت ہروی، علی بن الرضا سے اس روایت کو نقل کرنے والوں میں تین افراد: احمد بن حرب، یاسین بن نصر اور یحیی بن یحیی کا ذکر کرتا ہے، ملاحظہ ہو: "أخبرنا المطهر بن محمد بن علي بن محمد العبدي الخطيب، واللفظ له، وأبو بكر محمد بن علي بن أصيب بن أبان بن الوليد بأصفهان، قالا: حدثنا أبو بكر محمد بن علي الغزال، قال: حدثنا أبو بكر محمد بن الأغلب، قال: حدثنا أحمد بن علي بن الحسن الأنصاري، قال: حدثنا عبد السلام بن صالح الهروي، قال: كنت مع علي بن موسى الرضى عليهما السلام، وهو راكب على بغلة شهباء، ثم قال أبو الصلت الهروي: لا أدري أكانت بغلة أو بغلا، فدخل نيسابور، وغدا في طلبه علماء البلد: أحمد بن حرب، وياسين بن النصر، ويحيى بن يحيى، وعدة من أهل العراق، فتعلقوا بلجامه في المربعة، فقالوا: بحق آبائك الطاهرين حدثنا حديثا..." (الأمالي: ۱٤/۱، رقم:۱۵، ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ).

علامہ محمد عبد الباقی ایوبی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المناهل السلسلة"[1] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو علی احمد بن علی انصاری پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "حلية الأولياء"[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث ثابت مشهور بهذا الإسناد من رواية الطاهرين عن آبائهم الطيبين، وكان بعض سلفنا من المحدثين إذا روى هذا الإسناد

ان تین افراد: احمد بن حرب، یاسین بن نصر اور یحیی بن یحیی کا ذکر حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق" میں علی بن موسی الرضا سے اس روایت کے نقل کرنے والوں میں تعلیقاً کیا ہے، ملاحظہ ہو:"قال لنا أبو سعد إسماعيل في كلام له: لما دخل علي بن موسى نيسابور، تعلق أحمد بن حرب الزاهد بلجام دابته، والنضر بن ياسين، ومحمد بن يحيي، فحدثهم بهذا الحديث"(انظر تاريخ دمشق:٤٦٣/٥،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ).

پھر بعد میں "تاریخ دمشق" میں ابو المعالی فضل بن محمد ہروی کے ترجمہ میں یہ موصولاً بھی ملا، جس میں صرف یاسین بن نضر کا ذکر ہے، ملاحظہ ہو:"أخبرنا أبو محمد بن الأكفاني، حدثنا أبو محمد الكتاني، أنبأنا أبو المعالي فضل بن محمد الهروي الفقيه، حدثنا أبو الحسن محمد بن يحيى، حدثنا أبو الفضل، حدثنا محمد بن علي بن موسى، حدثنا أبو علي أحمد بن علي الخزرجي، حدثنا أبو الصلت الهروي، قال: كنت مع علي بن موسى الرضا، فدخل نيسابور وهو راكب بغلة شهباء أو أشهب، قال أبو الصلت: الشك مني، وقد عدوا في طلبه، فتعلقوا بلجامه وفيهم ياسين بن النضر، قالوا: يابن رسول الله! بحق آبائك الطاهرين حدثنا بحديث سمعته من أبيك ..."(انظر تاريخ دمشق:٣٦٦/٤٨،رقم:٥٦٢٧،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ).

الحاصل یہ تمام طرق در حقیقت ابو الصلت ہروی سے منقول ہیں۔

[1] مناهل السلسة في الأحاديث المسلسلة:ص:١١٩،رقم:٩٣،مكتبة القدسي،الطبعة ١٣٥٧هـ.

[2] حلية الأولياء:١٩٢/٣،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

قال: لو قرئ هذا الإسناد على مجنون لأفاق، قال الأنصاري: وقال لي أحمد بن رزين: سألت الرضا عن الإخلاص، فقال: طاعة الله عز وجل".

یہ حدیث اس سند سے ثابت، مشہور ہے، طاہرین عن آبائہم الطیبین کی سند سے، اور ہمارے اسلاف کے بعض محدثین جب اس سند کو روایت کرتے تو فرماتے: اگر یہ سند مجنون پر پڑھی جائے تو اسے افاقہ ہو گا، انصاری کہتے ہیں کہ احمد بن رزین نے مجھ سے کہا: میں نے رضا سے اخلاص کے بارے میں پوچھا، انہوں نے فرمایا: اللہ عزوجل کی اطاعت کرنا۔

اہم فائدہ:

طاہرین عن آبائہم الطیبین کے بعد سند کے راوی ابو الصلت ہروی کے بارے میں حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی جرح عنقریب آرہی ہے۔

علامہ یحیی بن حسین شجری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ یحیی بن حسین شجری رحمۃ اللہ علیہ "الأمالي"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "قال أحمد بن حنبل: لو قرئ هذا الإسناد على مجنون لبرئ من جنونه". احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر یہ سند مجنون پر پڑھی جائے تو وہ جنون سے بری ہو جائے گا۔

اہم فائدہ:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب یہ قول ابو الصلت ہروی کی سند سے ہے، جن کے بارے میں ائمہ کرام کی جرح آرہی ہے، تاحال کسی دوسری سند

[1] الأمالي: ١٥/١، رقم: ١٦، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

سے یہ قول نہیں مل سکا ہے، نیز ”سنن ابن ماجہ“ میں ایک دوسری روایت کے تحت یہی قول ابو الصلت ہروی کے مقولہ کے طور پر منقول ہے[1]، البتہ ”التدوین فی اخبار قزوین“ میں یہ قول امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب ہے، اس کی سند میں بھی ایک راوی علی بن حسن بن بُندار تمیمی، متہم بالکذب ہے، واللہ اعلم[2]۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ”المغني“[3] میں زیر بحث روایت کے تحت فرماتے ہیں:

”الحاكم في التاريخ، وأبو نعيم في الحلية من طريق أهل البيت من حديث علي بإسناد ضعيف جدا، وقول أبي منصورالديلمي: إنه حديث ثابت، مردود عليه“.

اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”تاریخ“ میں اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ”حلیہ“ میں اہل بیت کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے انتہائی ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ابو منصور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ یہ حدیث ثابت ہے، مردود ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ”تنزيه الشريعة“[4] میں زیر بحث روایت کو ”فصل ثالث“ میں نقل کر کے فرماتے ہیں:

---

[1] انظر سنن ابن ماجه: ٢٥/١،رقم:٦٥،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،دار إحياء الكتب العربية ـفيصل عيسى البابي الحلبي.

[2] انظر التدوين في أخبار قزوين:٤٨٢/٣،ت:عزيز الله العطاردي،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة ١٤٠٨هـ.

[3] المغني عن حمل الأسفار:ص:١١٩،رقم:٤٥٦،مكتبة دار طبرية ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ١٤٧/١،رقم:٣٩،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

”قال الحافظ العراقي في تخريج الإحياء: رواه الحاكم في تاريخ نيسابور، وأبو نعيم في الحلية، والقُضَاعي في مسند الشهاب من رواية علي بن موسى الرضى، عن آبائه، وهو ضعيف جدا، قال ابن طاهر في الكشف عن أخبار الشهاب: راويه عن علي الرضى في الحلية أبو الصلت الهروي متفق على ضعفه، وراويه عن علي عند القضاعي أحمد بن علي بن صدقة متهم بالوضع، وأما قول صاحب الفردوس: إن هذا الحديث ثابت مشهور، فمردود عليه انتهى، وقوله في أبي الصلت: متفق على ضعفه، فيه نظر، كما سيعلم من الفصل الثاني من كتاب الإيمان، فطريقه: هي أشبه طرق الحديث، قال الشيخ ركن الدين ابن القَوْبَع: وقوله: فقد أمن من عذابي يعني به العذاب الذي يوجبه الكفر، والله أعلم“.

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ”تخریج احیاء“ میں فرماتے ہیں: اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”تاریخ نیشاپور“ میں، حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ”حلیہ“ میں اور قُضَاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مسند الشہاب“ میں علی بن موسی الرضا، عن آبائہ کی سند سے روایت کیا ہے، اور موسی بن علی ضعیف جداً ہے، ابن طاہر رحمۃ اللہ علیہ ”الکشف عن اخبار الشہاب“ میں کہتے ہیں: ”حلیہ“ میں علی الرضا سے نقل کرنے والا راوی ابو صلت ہروی ہے جس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے، اور علی بن موسی سے نقل کرنے والا راوی قُضَاعی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق میں احمد بن علی بن صدقہ ہے اور وہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے، اور صاحبِ فردوس کا قول کہ یہ حدیث ثابت، مشہور ہے، مردود ہے، انتہی، (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور ابو صلت کے بارے میں ”متفق علی ضعفہ“ کا جو قول ہے اس میں نظر ہے، جیسا کہ عنقریب کتاب الایمان کی فصل ثانی میں معلوم

ہو گا، پس ان کا طریق حدیث کے باقی طرق سے اشبہ ہے، شیخ رکن الدین ابن قَوْبَع فرماتے ہیں: اور یہ قول کہ وہ میرے عذاب سے بچ جائے گا یعنی اس سے مراد وہ عذاب ہے جس کا سبب کفر ہے، واللہ اعلم۔

علامہ محمد عبد الباقی ایوبی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ محمد عبد الباقی ایوبی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ "المناهل السلسلة"[1] میں تخریج روایت کے بعد لکھتے ہیں:

"قال ابن الطيب: أبو الصلت وثقه ابن معين وقال: ليس ممن يكذب، وقال غيره: كان من المعدودين في الزهاد، فلا اعتداد بقول ابن الجوزي: إنه متهم، لا يجوز الاعتداد به، كما صرح به الخلال في تعقباته".

ابن طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الصلت کی توثیق کی ہے، اور فرمایا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو جھوٹ بولتے ہیں، اور ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ فرماتے ہیں: یہ زاہد لوگوں میں شمار ہوتا تھا، چنانچہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ یہ متہم ہے، اور اس پر اعتماد جائز نہیں ہے وزن نہیں رکھتا، جیسا کہ اس کی تصریح خلال نے "تعقبات" میں کی ہے۔

سند میں موجود راوی ابو الصَلْت عبد السلام بن صالح ہروی (المتوفی ۲۳۶ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابراہیم بن یعقوب جُوْزَجانی رحمۃ اللہ علیہ " أحوال الرجال "[2] میں فرماتے

---

[1] مناهل السلسة في الأحاديث المسلسلة: ص: ۱۲۰ رقم: ۹۳، مكتبة القدسي، الطبعة ۱۳۵۷ھ۔

[2] أحوال الرجال: ص: ۳٤۸، رقم: ۳۸٤، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد، باكستان، الطبعة الأولى ۱٤۱۱ھ۔

ہیں: ”كان زائغا عن الحق، مائلا عن القصد، سمعت من حدثني عن بعض الأئمة أنه قال فيه: هو أكذب من روث حمار الدجال، وكان قديما متلوثا في الأقذار“. حق سے روگرداں، اعتدال سے اعراض کرنے والا تھا، میں نے ان لوگوں سے سنا جنہوں نے مجھے بعض ائمہ کے واسطہ سے بیان کیا، وہ بعض ائمہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ دجال کے گدھے کی لید سے زیادہ جھوٹا ہے، اور وہ پہلے سے ہی گندگیوں میں ملوث ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ليس ممن يكذب“[1]. یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو جھوٹ بولتے ہیں۔

حافظ حاتم بن یونس جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سألت ابن معين عنه، فقال: صدوق، أحمق“[2]. میں نے ابو الصلت کے بارے میں ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ صدوق، احمق ہے۔

حافظ عباس دُورِی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”سمعت يحيى يوثق أبا الصلت“[3]. میں نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا: وہ ابو الصلت کی توثیق کرتے تھے۔

لیکن حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”سير أعلام النبلاء“[4] میں فرماتے ہیں: ”قلت: جبلت القلوب على حب من أحسن إليها، وكان هذا بارا بيحيى، ونحن نسمع من يحيى دائما، ونحتج بقوله في الرجال، ما لم يتبرهن لنا وهن رجل انفرد بتقويته، أو قوة من وهاه“.

---

[1] ميزان الاعتدال: ٦١٦/٢، رقم: ٥٠٥١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] سير أعلام النبلاء: ٤٤٧/١١، رقم: ١٠٣، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٦١٦/٢، رقم: ٥٠٥١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] سير أعلام النبلاء: ٤٤٧/١١، رقم: ١٠٣، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

میں (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ دلوں میں راسخ کی گئی ہے اس شخص کی محبت جو اس کے ساتھ بھلائی کرے، اور یہ شخص یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے اچھا سلوک رکھتا تھا، اور ہم یحیی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو ہمیشہ ہی سنتے ہیں، اور ہم رجال میں ان کے قول سے احتجاج کرتے ہیں، جب تک ہمیں دلیل سے معلوم نہ ہو جائے کہ یہ اکیلے ایسے شخص کی توثیق کر رہے ہیں جو کہ ضعیف ہے، یا اس راوی کا قوی ہونا دلیل سے معلوم ہو جائے جس کو یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[1] میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے ابو الصلت ہروی کے بارے میں پوچھا، انہوں نے فرمایا: "لم يكن عندي بصدوق، وهو ضعيف، ولم يحدثني عنه". وہ میرے نزدیک صدوق نہیں ہے، وہ ضعیف ہے، اور والد نے مجھے ان کی کوئی روایت بیان نہیں کی۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وأما أبو زرعة: فأمر أن يضرب على حديث أبي الصلت، وقال: لا أحدث عنه، ولا أرضاه"[2]. ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الصلت کی حدیث کو ترک کرنے کا حکم دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ میں اس سے حدیث بیان نہیں کرتا، اور نہ ہی میں اس سے راضی ہوں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "تسمية مشايخ"[3] میں فرماتے ہیں: "رافضي خبيث، ليس بثقة ولا مأمون".

---

[1] الجرح والتعديل: ٤٨/٦، رقم: ٢٥٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٣٧١هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٤٨/٦، رقم: ٢٥٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٣٧١هـ.

[3] تسمية مشايخ أبي عبد الرحمن النسائي: ٦٣/١، رقم: ١١٢، ت: الشريف حاتم العوني، دار عالم الفوئد ـ مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الکبیر"[1] میں فرماتے ہیں: "كان رافضيا خبيثا". رافضی خبیث تھا۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[2] میں فرماتے ہیں: "يروي عن حماد بن زيد، وأهل العراق العجائب في فضائل علي وأهل بيته، لا يجوز الاحتجاج به إذا انفرد". حماد بن زید اور اہل عراق سے علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے فضائل میں عجائبات روایت کرتا تھا، اکیلے ہونے کی صورت میں اس سے احتجاج جائز نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر علی بن موسی الرضا کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں: "يجب أن يعتبر حديثه إذا روى عنه غير أولاده وشيعته وأبى الصلت خاصة، فإن الأخبار التي رويت عنه وبين بواطيل [كذا في الأصل]، إنما الذنب فيها لأبي الصلت ولأولاده وشيعته، لأنه في نفسه كان أجل من أن يكذب"[3].

ضروری ہے کہ علی بن موسی الرضا کی احادیث کا "اعتبار" کیا جائے، جبکہ ان سے ان کی اولاد اور ان کے شیعہ خصوصاً ابو الصلت کے علاوہ دوسرے لوگ روایت کر رہے ہوں، کیونکہ علی بن موسی الرضا سے منقول واضح باطل روایات میں گناہ صرف ابو الصلت، علی بن موسی کی اولاد اور ان کے شیعہ کا ہے، کیونکہ علی بن موسی الرضا بذاتِ خود اس سے بلند مقام کے حامل ہیں کہ وہ جھوٹ بولیں۔

---

[1] الضعفاء الكبير: ٧٠/٣، رقم: ١٠٣٦، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
[2] المجروحين: ١٥١/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.
[3] الثقات لابن حبان: ٤٥٦/٨، دائرة المعارف العثمانية - حيدر آباد الدكن، الطبعة ١٣٩٣هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] **میں چند احادیث میں ابو الصلت کو متہم قرار دے کر فرماتے ہیں:** "ويروي عن علي بن موسى الرضا حديث: الإيمان معرفة بالقلب، وهو متهم في هذه الأحاديث". **اور یہ علی بن موسیٰ الرضا سے حدیث "الایمان معرفۃ القلب" کو روایت کرتا ہے، اور وہ ان احادیث میں متہم ہے۔**

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں:** "رافضي خبيث، متهم بوضع حديث: الإيمان إقرار بالقلب"[2]. **رافضی خبیث ہے، حدیث: "الایمان اقرار بالقلب" کے گھڑنے میں متہم ہے۔**

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[3] **میں فرماتے ہیں:** "يروي عن حماد بن زيد، وأبي معاوية، وعباد بن العوام، وغيرهم أحاديث منكرة". **حماد بن زید، ابو معاویہ اور عباد بن عوام وغیرہ سے منکر احادیث روایت کرتا ہے۔**

حافظ ابو یعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[4] **میں لکھتے ہیں:** "وليس بقوي عندهم". **محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف"[5] **میں لکھتے ہیں:** "واه، شيعي، متهم مع صلاحه". **یہ واہی، شیعی ہے، صلاح کے باوجود متہم ہے۔**

---

[1] الكامل في الضعفاء:٢٥/٧،رقم:١٤٨٦،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] ميزان الاعتدال:٦١٦/٢،رقم:٥٠٥١،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] الضعفاء لأبي نعيم:ص:١٠٨،رقم:١٤٠،ت:فاروق حمادة،مطبعة النجاح الجديدة.

[4] الإرشاد في معرفة علماء الحديث:٨٧٣/٣،رقم:٧٨٨،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[5] الكاشف:٦٥٣/١،رقم:٣٣٦٨،ت:محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "دیوان الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "اتهمه بالكذب غير واحد، قال أبو زرعة: لم يكن بثقة، وقال ابن عدي: متهم، وقال غيره: رافضي، ق". کئی لوگوں نے اسے جھوٹ بولنے میں متہم قرار دیا ہے، ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ثقہ نہیں ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے متہم کہا ہے، اور ان کے علاوہ نے اسے رافضی کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقریب"[2] میں فرماتے ہیں: "صدوق، له مناكير، وكان يتشيع، وأفرط العقيلي فقال: كذاب". صدوق ہے، اس کے پاس مناکیر ہیں، اور یہ شیعہ تھا، اور عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے افراط سے کام لیا اور اسے کذاب کہہ دیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں: "وقد كذبوه"[3]. محدثین نے ابو الصلت کو جھوٹا کہا ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری حدیث کے تحت لکھتے ہیں: "فيه أبو الصلت، وهو ضعيف يسرق الحديث"[4]. اس میں ابو الصلت ہے، یہ ضعیف ہے، حدیث میں سرقہ کرتا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو علی احمد بن علی اصبہانی انصاری (المتوفی ۳۱۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الإسلام"[5] میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل

---

[1] ديوان الضعفاء: ص: ٢٤٩، رقم: ٢٥٢٨، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ المكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[2] التقريب: ص: ٣٥٥، رقم: ٤٠٧٠، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[3] الإصابة: ٣٠٧/٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[4] الدراية في تخريج أحاديث الهداية: ١٣٣/١، عبد الله هاشم اليماني، دار المعرفة ـ بيروت.

[5] تاريخ الإسلام: ٣٣٦/٧، رقم: ٣٤٦، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

کرتے ہیں: ”غريب، طير طرأ علينا، يضعفه بذلك“. یہ غریب ہے، ایسا پرندہ ہے جو ہمارے اوپر اڑ کر آیا ہے، اس جملے سے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تضعیف کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المغني“[1] میں اسے ”واہ“ قرار دیا ہے۔

علامہ یوسف بن حسن ابن مبرد صالحی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۰۹ھ) ”بحر الدم“[2] میں لکھتے ہیں: ”قال أحمد: واہ“. احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ابو علی انصاری کو ”واہی“ کہا ہے۔

روایت بطریق ابو الصلت عبد السلام بن صالح ہروی کا حکم

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی اس سند کو ”شدید ضعیف“ کہا ہے، نیز سند میں موجود راوی ابو الصلت ہروی کے بارے میں حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: وہ دجال کے گدھے کی لید سے زیادہ جھوٹا ہے، وہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے، ثقہ نہیں ہے، جھوٹا ہے، علی بن موسی الرضا سے منقول واضح باطل روایات میں گناہ صرف ابو الصلت، علی بن موسی کی اولاد اور ان کے شیعہ کا ہے، متروک الحدیث ہے، رافضی خبیث ہے)، اسی طرح سند میں موجود ایک دوسرے راوی ابو علی احمد بن علی بن عبید اللہ انصاری کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ”واہ“ کہا ہے، لہذا اس روایت کو اس طریق سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] المغني في الضعفاء: ۸۰/۱، رقم: ۳٦۹٤، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[2] بحر الدم فيمن تكلم فيه الإمام أحمد بمدح أو ذم: ص: ۱۱، رقم: ۱۰، ت: روحية عبد الرحمن، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.

اہم نوٹ:

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ ابو الصلت کی توثیق کی ہے، لیکن اس توثیق کا جواب حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔

③ روایت بطریق ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن عامر طائی

قاضی ابو بکر محمد بن عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۳۵ھ) ”أحاديث الشيوخ الثقات“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”أخبرنا هناد بن إبراهيم، قال أخبرنا أبو الفرج محمد بن عمر بن يونس البزاز ببغداد، قال حدثنا أبو إسحاق إبراهيم بن أحمد بن إبراهيم البُزُوْرِي المقري، قال حدثنا عبد الله بن أحمد بن عامر بن سليمان الطائي، قال حدثني أبي أحمد بن عامر سنة ستين ومائتين، قال حدثني أبو الحسن علي بن موسى الرضا سنة أربع وتسعين ومائة، قال حدثني أبي موسى بن جعفر، قال حدثني أبي جعفر بن محمد، قال حدثني أبي محمد بن علي، قال حدثني أبي علي بن الحسين، قال: حدثني أبي الحسين بن علي، قال حدثني أبي علي بن أبي طالب رضي الله عنهم، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله عز وجل: لا إله إلا الله حصني، فمن دخله أمن عذابي“.

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے، جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔

---

[1] أحاديث الشيوخ الثقات: ص: ۸۷۳، رقم: ۳۲۱، ت: الشريف حاتم بن عارف العوني، دار عالم الفوائد۔ مكة المكرمة.

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[۱] میں تخریج کی ہے، اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزيادات على الموضوعات"[۲] میں ذکر کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن عامر طائی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزيادات"[۳] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "قال في (المغني): عبد الله بن أحمد بن عامر، عن أبيه، عن أهل البيت، له نسخة باطلة". ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "مغنی" میں فرماتے ہیں: عبد اللہ بن احمد بن عامر، عن ابیہ، عن اہل البیت کے طریق سے روایت کرتا ہے، اس کا ایک باطل نسخہ ہے۔

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف السادة"[۴] میں فرماتے ہیں:

---

[۱] تاريخ دمشق: ١١٥/٧، رقم: ١٨٨٧، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[۲] الزيادات على الموضوعات: ٣٨/١، رقم: ٥، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[۳] الزيادات على الموضوعات: ٣٨/١، رقم: ٥، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[۴] إتحاف السادة المتقين: ٢٣٥/٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ.

"وأخرجه الحافظ ابن ناصر الدين الدمشقي في مسلسلاته من طريق أبي إسحق البزدري [كذا في الأصل، والصحيح: البُزُوْرِي، كما مر]، عن عبد الله بن أحمد الطائي المذكور، ثم نقل عن الذهبي قوله: ما تنفك هذه النسخة من وضعه أي: عبد الله بن أحمد أومن وضع أبيه".

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی "مسلسلات" میں ابو اسحاق بُزورِی، عن عبد اللہ بن احمد طائی کے طریق سے تخریج کیا ہے، پھر ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ نسخہ عبد اللہ بن احمد طائی یا اس کے والد کا گھڑا ہوا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن عامر طائی (المتوفی ۳۲۴ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[1] میں عبد اللہ بن احمد بن عامر کے بارے میں فرماتے ہیں: "روى عن أبيه، عن علي بن موسى الرضا، عن آبائه نسخة". اس نے عن ابیہ، عن علی بن موسی الرضا، عن آبائہ کے طریق سے نسخہ روایت کیا ہے۔

حافظ ابن غلام زہری رحمۃ اللہ علیہ، عبد اللہ بن احمد بن عامر کے بارے میں فرماتے ہیں: "كان أميا، لم يكن بالمرضي، روى عن أبيه، عن علي بن موسى الرضا"[2]. ان پڑھ تھا، پسندیدہ نہیں تھا، عن ابیہ، عن علی بن موسی الرضا کے طریق سے روایت کیا ہے۔

---

[1] تاريخ بغداد: ۲۷/۱۱، رقم: ٤٩٢٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] تاريخ بغداد: ۲۷/۱۱، رقم: ٤٩٢٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروکین"[1] میں فرماتے ہیں: "يروي عن أهل البيت نسخة باطلة". عبد اللہ بن احمد بن عامر نے اہل بیت کے انتساب سے باطل نسخہ نقل کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[2] میں فرماتے ہیں: "عبدالله بن أحمد بن عامر، عن أبيه، عن علي الرضا، عن آبائه بتلك النسخة الموضوعة الباطلة، ماتنفك عن وضعه، أو وضع أبيه". عبد اللہ نے اپنے والد سے، ان کے والد نے علی الرضا سے، انہوں نے اپنے آباء سے اس باطل نسخہ کو نقل کیا ہے، یہ من گھڑت نسخہ یا تو عبد اللہ بن احمد بن عامر نے گھڑا ہے، یا ان کے والد احمد بن عامر نے گھڑا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[3] میں اور علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[4] میں اکتفاء کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[5] میں عبد اللہ بن احمد بن عامر کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "وأحسبه واضع تلك النسخة". میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس عبد اللہ بن احمد نے یہ نسخہ گھڑا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک دوسرے مقام پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

---

[1] الضعفاء والمتروكين: ۱۱۵/۲، رقم: ۱۹۸٤، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ۳۵۳/۲، رقم: ۳۹۹۲، ت: محمد رضوان، الرسالة العالمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[3] لسان الميزان: ٤٢٥/٤، رقم: ٤١٤٣، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] الكشف الحثيث: ٤٦، رقم: ٤٦، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٧هـ.

[5] تاريخ الإسلام: ١٤٩/٢٤، رقم: ١٧٣، ت: عمر عبد السلام تدمري، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

(یعنی میزان والا) نقل کرکے لکھا ہے: "فما أتهم إلا الابن دون الأب..."[1]. میں تو صرف بیٹے یعنی عبد اللہ بن احمد بن عامر ہی کو متہم سمجھتا ہوں نہ کہ ان کے والد کو۔۔۔"۔

روایت بطریق ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن عامر طائی کا حکم

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو اس سند سے "من گھڑت" روایات میں شمار کیا ہے۔

نیز سند میں موجود راوی عبد اللہ بن احمد بن عامر طائی کے بارے میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عن ابیہ، عن علی الرضا، عن آبائہ کے طریق سے باطل نسخہ روایت کرتا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، لہٰذا اس روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

④ روایت بطریق داؤد بن سلیمان جرجانی غازی

علامہ نجم الدین عمر بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے "القند"[2] میں زیر بحث روایت عثمان بن یحییٰ بن محمد سمرقندی کے ترجمہ میں تخریج کی ہے:

"قال: رأيت بخطه في كتاب له عندي، حدثنا الشيخ الفقيه أبو القاسم عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن أحمد بن عبد الله الأنصاري، عشية الجمعة في المسجد الحرام سنة ست وعشرين وأربعمائة، قال: أخبرنا

---

[1] جمع الجوامع: ۵۲۹/۱۸، دار السعاده ـ الأزهر، الطبعة ۱٤۲٦هـ.

[2] القند في ذكر علماء سمرقند: ص: ٤۹٦، رقم: ۸٦۳، ت: يوسف الهادي، آينه ميراث ـ تهران، الطبعة الأولى ۱۳۷۸هـ.

أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن عبد الله بن علي بن يزداد ببخاری، قال: حدثنا أبو الحسن علي بن محمد بن مهرويه القزويني، قال: حدثنا أبو داود سليمان بن موسى الغازي، قال: حدثنا علي بن موسى الرضا سنة أربع وتسعين ومائتين، قال: حدثني أبي موسى ابن جعفر، قال: حدثنا أبي جعفر بن محمد، قال: حدثنا أبي محمد بن علي، قال: حدثني أبي علي ابن الحسين، قال: حدثني أبي الحسين بن علي، قال: حدثني أبي علي بن أبي طالب رضي الله عنهم، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله تعالى: لا إله إلا الله حصني، فمن دخله أمن عذابي".

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے، جو شخص اس میں داخل ہوگیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔

اہم نوٹ:

سند میں موجود راوی ابو داؤد سلیمان بن موسی نقل کر رہا ہے کہ ہمیں ۲۹۴ھ میں علی بن موسی الرضا نے یہ حدیث بیان کی ہے، جبکہ علی بن موسی الرضا کا انتقال ۲۰۴ھ میں ہوا ہے[1]۔

سند میں موجود راوی ابو سلیمان داؤد بن سلیمان جرجانی غازی مولی قریش کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو مجهول"[2]. وہ مجہول ہے۔

[1] انظر تاريخ الإسلام:۱۳۰/۵،رقم:۲۷۱،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲٤هـ. وتاريخ بغداد:۳۳۷/۹،رقم:٤٤۱۸،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[2] الجرح والتعديل:٤۱۳/۳،رقم:۱۸۹۱،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ۱۳۷۱هـ.

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أبو سليمان الجرجاني كذاب، يشتري الكتب"[1]. ابو سلیمان جرجانی جھوٹا ہے، کتابیں خرید تا تھا۔

مراد یہ ہے کہ کتابیں خرید کر ان سے لوگوں کو احادیث بیان کرتا تھا، حالانکہ اس نے وہ احادیث شیوخ سے خود نہیں سنی ہوتی تھیں۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[2] میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم"[3]. محدثین کے نزدیک لیس بالقوی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[4] میں فرماتے ہیں: "عن علي بن موسى الرضا وغيره،كذبه يحيى بن معين، ولم يعرفه أبو حاتم، وبكل حال فهو شيخ كذاب، له نسخة موضوعة على الرضا، رواها علي بن محمد بن مهرويه القزويني الصدوق عنه".

علی بن موسی الرضاوغیرہ سے روایت کرتا ہے، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی معرفت نہیں، بہر حال وہ جھوٹا شیخ ہے،

---

[1] تاريخ بغداد: ۳۳۷/۹،رقم:٤٤١٨،ت:بشارعواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ۔

[2] الضعفاءوالمتروكين: ۲٦٣/١،رقم:١١٤٥،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦ھ۔

[3] الأسامي والكنى: ٧١/٤،رقم:٣٠٠٢،ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٦ھ۔

[4] ميزان الاعتدال: ٨/٢،رقم:٢٦٠٨،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

اس کے پاس ایک ایسا نسخہ ہے جو علی الرضا پر گھڑا ہوا ہے، اس نسخہ کو علی بن محمد بن مہرویہ قزوینی جو کہ صدوق ہے، نے اس سے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیہ الشریعۃ"[2] میں داؤد بن سلیمان جرجانی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "قال ابن معين: كذاب، له نسخة موضوعة على ابن أبي موسى الرضى". ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ کذاب ہے، اس کے پاس علی بن موسی الرضا پر گھڑا ہوا نسخہ ہے۔

روایت بطریق داؤد بن سلیمان جرجانی غازی کا حکم

سند میں موجود راوی داود بن سلیمان جرجانی کو حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کذاب ذکر کیا ہے، لہذا اس سند سے بھی اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑤ روایت بطریق احمد بن یوسف مؤدب

علامہ عبد الکریم بن محمد قزوینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۳ھ) نے "التدوین"[3] میں زیر بحث روایت احمد بن عیسی بن علی بن حسین صغیر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے ترجمہ میں محمد بن علی بن جارود سے تعلیقاً نقل کی ہے، ملاحظہ ہو:

---

[1] لسان الميزان: ۳۹۷/۳، رقم: ۳۰۲۵، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳ھـ.

[2] تنزيه الشريعة: ۵۸/۱، رقم: ۷، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱ھـ.

[3] التدوين في أخبار قزوين: ۱۲۰/۱، رقم: ۳۷۰، ت: عزيز الله العطاردي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰۸ھـ.

”حدث محمد بن علي بن الجارود، عن علي بن أحمد البَجَلِي، ثنا أحمد بن يوسف المؤدب، ثنا أحمد بن عيسى العلوي، ثنا علي بن موسى الرضا، عن أبيه موسى، عن أبيه جعفر، عن أبيه علي بن الحسين، عن أبيه الحسين بن علي، عن أبيه علي بن أبي طالب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، عن جبرئيل عليه السلام، عن الله عز وجل: لا إله إلا الله حصني، ومن دخل حصني أمن من عذابي“.

اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے، جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔

اہم نوٹ:

سند میں موجود راوی علی بن احمد بَجَلی اور احمد بن یوسف مؤدب کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود کتب رجال میں نہیں مل سکا، نیز علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۳ھ) نے یہ روایت محمد بن علی بن جارود (المتوفی ۳۲۵ھ) سے تعلیقاً نقل کی ہے، یعنی ان دونوں کے درمیان سند متصل نہیں ہے۔

روایت بطریق احمد بن یوسف مؤدب کا حکم

سند میں موجود دو راوی احمد بن یوسف اور علی بن احمد بَجَلی کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا، نیز یہ بھی واضح رہے کہ اس متن کو اس سند کے علاوہ دیگر طرق سے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”من گھڑت“ کہہ چکے ہیں، لہذا اس روایت کو اس سند سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑥ روایت بطریق ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم بَلَاذُرِی

علامہ یحیی بن حسین شجری رحمۃ اللہ علیہ "الأمالي"[1] میں تخریج کرتے ہیں:

"وبه: قال: أخبرنا أبو يعلى الخليل بن عبد الله بن أحمد بن إبراهيم الحافظ، إملاء من حفظه، ولفظه بقزوين، قال: حدثنا أبو الحسن أحمد بن محمد بن عمر الزاهد، ومحمد بن عبد الله بن محمد الحافظ، جميعا بنيسابور، قالا: حدثني أحمد بن محمد بن هاشم البَلاَذُرِي الحافظ، قال: حدثني الحسن بن علي بن محمد، إمام عصره عند الإمامية بمكة، قال: حدثني أبي علي بن محمد المفتي، قال: حدثني أبي محمد بن علي السيد المحجوب، قال: حدثني أبي علي بن موسى الرضى، قال: حدثني أبي موسى بن جعفر المرتضى، قال: حدثني أبي جعفر بن محمد الصادق، قال: حدثني أبي محمد بن علي الباقر، قال: حدثني أبي علي بن الحسين زين العابدين، قال: حدثني أبي الحسين بن علي سيد الشهداء، قال: حدثني أبي علي بن أبي طالب سيد الأوصياء عليهم السلام، قال: حدثني محمد صلى الله عليه وآله وسلم سيد الأنبياء، قال: حدثني جبريل سيد الملائكة، عن الله رب الأرباب تعالى، قال: إنني أنا الله لا إله إلا أنا، من قالها دخل حصني، ومن دخل حصني أمن عذابي".

اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں: میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں،

---

[1] الأمالي: ٥٤/١، رقم: ١٨٥، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

جس نے یہ پڑھا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو گیا، اور جو شخص میرے قلعہ میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ شمس الدین محمد بن جزری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۳۳ھ) نے "مناقب الأسد الغالب"[1] میں اپنی سند سے تخریج کی ہے، اور علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے علامہ محمد بن احمد بن سعید حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۵۰ھ) نے "الفوائد الجليلة"[2] میں، علامہ زَبِیدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۰۵ھ) نے "إتحاف السادة"[3] میں اور علامہ محمد عبد الباقی ایوبی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۴ھ) نے "المناهل السلسلة"[4] میں تخریج کی ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ "الامالی للشجری" اور "اتحاف السادۃ" میں حافظ بَلَاذُرِی اور حسن بن علی بن محمد بن علی کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے، جبکہ علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کی "مناقب الاسد الغالب" میں حافظ بَلَاذُرِی اور حسن بن محمد بن علی کے درمیان ان کا بیٹا محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی، عن ابیہ مذکور ہے، نیز "مناقب الاسد الغالب" کے نسخہ میں سند میں دیگر تصحیفات بھی ہیں۔

---

[1] مناقب الأسد الغالب:ص:٤٣،رقم:٤٧،ت:طارق الطنطاوي،مكتبة القرآن ـ القاهرة .

[2] الفوائد الجليلة:ص:٩١،ت:محمد رضا القهوجي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[3] إتحاف السادة المتقين:٣/٢٣٤،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ.

[4] المناهل السلسة في الأحاديث المسلسلة:ص:٢٠٦رقم:١٩٦،مكتبة القدسي،الطبعة ١٣٥٧هـ.

اسی طرح علامہ محمد بن احمد بن سعید حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۵۰ھ) کی "الفوائد الجلیلہ" میں اور علامہ محمد عبد الباقی ایوبی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی "المناہل السلسلہ" میں بھی حافظ بَلَاذُرِی اور حسن بن محمد بن علی کے درمیان ان کا بیٹا محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی، عن ابیہ مذکور ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم بَلَاذُرِی پر ائمہ کا کلام

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف السادة"[1] میں اپنی متصل سند بطریق ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کی تخریج کرنے کے بعد حافظ بَلَاذُرِی کے علاوہ اس کے دیگر طرق اور ان پر ائمہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد[2]، زیر بحث بَلَاذُرِی کے طریق کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

---

[1] إتحاف السادة المتقين:٣/٢٣٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ.

[2] علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "قال العراقي: رواه الحاكم في التاريخ، وأبو نعيم في الحلية، من طريق أهل البيت من حديث علي باسناد ضعيف جدا، وقول أبي منصور الديلمي: إنه حديث ثابت، مردود عليه.

قلت: هذا الحديث قد وقع لي في مسلسلات شيخ شيوخنا أبي عبد الله محمد بن أحمد بن سعيد الحنفي المِسْكِي فيما قرأته علي شيخي الإمام رضي الدين عبد الخالق بن أبي بكر المِزْجَاجِي الحنفي بمدينة بيد في شهور سنة ١١٦٢، قال: حدثنا به أبو عبد الله المكي المذكور قراءة عليه، أخبرنا الحسن بن علي بن يحيي المكي، أخبرنا محمد بن العلاء الحافظ، أخبرنا النور علي بن محمد بن عبد الرحمن، أخبرنا البدر الكرخي، وحسن بن الجاني الحنفيان، أخبرنا الحافظ جلال الدين أبو الفضل السيوطي، أخبرنا الحافظ أبو النعيم رضوان بن محمد العُقْبِي، أخبرنا الحافظ شمس الدين محمد بن محمد بن الخزري[كذا فيه، والصحيح: الجزري]، أخبرنا الجمال محمد بن محمد الجمالي، أخبرنا شيخ المحدثين ببلاد فارس سعيد الدين أبو محمد محمد بن مسعود بن محمد بن مسعود البلياني الكَازْرُوْنِي من ولد الاستاذ أبي علي الدقاق، أخبرنا الظهير

إسماعيل بن المظفر بن محمد الشيرازي، أخبرنا أبو طاهر عبد السلام بن أبي الربيع الحنفي، أخبرنا أبو بكر عبد الله بن محمد بن سابور القَلاَنِسِي، أخبرنا أبو مبارك عبد العزيز بن محمد بن منصور الآدمي، أخبرنا الحافظ أبو مسعود سليمان بن إبراهيم بن محمد بن سليمان، حدثنا أبو صالح أحمد بن عبد الملك بن علي النيسابوري، حدثنا الأستاذ أبو طاهر محمد بن محمد بن محمش الزيادي، حدثنا أبو محمد أحمد بن محمد بن إبراهيم بن هاشم البَلاَذُرِي الحافظ، حدثنا الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى الكاظم، حدثني أبي علي بن محمد، حدثني أبي محمد بن علي، حدثني أبي علي بن موسي الرضي، حدثني أبي موسى الكاظم، حدثني أبي جعفر الصادق، حدثني أبي محمد الباقر، حدثني أبي زين العابدين، حدثني أبي الحسين بن علي، حدثني أبي أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه، حدثني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم، حدثني جبريل سيد الملائكة عليه السلام، قال : قال الله سيد السادات جل وعلا: أنا الله لا إله إلا أنا، من أقر لي بالتوحيد دخل حصني، ومن دخل حصني أمن من عذابي، هكذا أورده نور الدين بن الصباغ في الفصول المهمة، وأبو القاسم القُشَيْرِي في الرسالة.

ورواه أبو بكر بن شاذان بن بحير المُطَّوِعِي الرازي بنيسابور، فقال: حدثنا أيوب بن منصور بن أيوب، حدثنا عبد الله بن أشرش، قال: مر بنا علي بن موسى الرضى من آل محمد صلى الله عليه وسلم، فقمت اليه، فقلت: سألتك بالله لما حدثتني، قال: حدثني أبي، عن ابيه، عن جده، عن النبي صلى الله عليه وسلم، عن جبريل، عن الله عز وجل، قال: لا إله إلا الله حصني، ومن دخل حصني، أمن من عذابي.

وأخرجه أحمد، والبخاري، ومسلم، والترمذي، وابن ماجه، كلهم من غير تسلسل، عن أنس، رفعه: إني أنا الله لا إله إلا أنا، فساقوه بمثل رواية ابن الجزري، وفي مسند الفردوس لابن الديلمي من رواية هارون بن راشد، عن فرقد السَبَخِي، عن أنس، رفعه: لا إله إلا الله كلمتي، وأنا هو، فمن قاله ادخلته حصني، ومن أدخلته حصني فقد أمن، والقرآن كلامي ومني خرج. قال الحافظ السيوطي في ذيله على الموضوعات: هارون بن راشد قال الذهبي: مجهول، وفرقد ضعفه الدار قطني، والراوي عن هارون، يوسف بن خالد، وهو كذاب، قلت: وأخرجه الشيرازي في الألقاب: عن علي نحوه، إلا أنه قال: كلامي بدل كلمتي، وفي آخره أمن من عقابي، وأخرجه ابن عساكر، وابن النجار في تاريخيهما من رواية أحمد بن عامر بن سليمان الطائي، عن علي بن موسى، عن آبائه، وفيه: حدثني جبريل قال: يقول الله تعالى: لا إله إلا الله حصني، فمن دخله أمن من عذابي، قال الذهبي في المغني: عبد الله بن أحمد بن عامر الطائي له نسخة عن أهل البيت باطلة، وأخرجه الحافظ بن ناصر الدين الدمشقي في مسلسلاته من طريق أبي إسحاق البزدري [كذا فيه، والصحيح: البُزُوْرِي]، عن عبد الله بن أحمد الطائي المذكور، ثم نقل عن الذهبي قوله: ما تنفك هذه النسخة من وضعه أي: عبد الله بن أحمد أو من وضع أبيه "(إتحاف السادة المتقين:۲۳٤/۳،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ).

اہم نوٹ: واضح رہے کہ بظاہر مذکورہ عبارت میں کہا گیا ہے کہ یہ زیر بحث متن بلا تسلسل امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے، یہ بات ذہول پر مبنی ہے، ہمارے زیر بحث مضمون جس میں "حصنی" کا ذکر ہے، ان کتب میں کہیں بھی موجود نہیں ہے۔

"وأخرجه ابن الجزري كما تقدم، وقال: هكذا هو في المسلسلات السعيدية يعني به محمد بن مسعود الكَازْرُوْنِي المتقدم بذكره قال والعهدة فيه علي البَلاَذُرِي أي: هو متكلم فيه،، وقد أخرجه الحاكم النيسا بوري في التاريخ عن البَلاَذُرِي وقال: لم نكتبه إلا عنه".

پہلے گزر چکا ہے کہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کی ہے، اور وہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "مسلسلاتِ سعیدیہ" میں اسی طرح ہے، (علامہ مرتضی زَبِیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کی اس مسلسلات سے مراد محمد بن مسعود کازُرُونی کی مسلسلات ہے، جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، (علامہ مرتضی زَبِیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ (تخریج روایت کے بعد) فرماتے ہیں: اس روایت میں ذمہ داری بَلَاذُرِی پر ہے، (علامہ مرتضی زَبِیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) یعنی اس روایت میں بَلَاذُرِی متکلم فیہ ہے[1]، اور حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت

---

[1] علامہ مرتضی زَبِیدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ بَلَاذُرِی متکلم فیہ ہے قابل نظر ہے، کیونکہ ہماری جستجو کے مطابق اس بلاذری صغیر پر کسی نے بھی جرح نہیں کی، بلکہ مدح کے کلمات فرمائے ہیں، ملاحظہ ہو:

ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم البَلَاذُرِی الطوسی (المتوفی ۳۳۹ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تذکرۃ الحفاظ" میں موصوف کے بارے میں "الإمام الحافظ البارع" کے لفظوں سے ترجمہ قائم کرکے لکھتے ہیں:

"قال أبو عبد الله الحاكم: كان واحد عصره في الحفظ والوعظ، كان شيخنا أبو علي الحافظ ومشايخنا يحضرون مجلس وعظه، يفرحون بما يذكره على رؤوس الملأ من الأسانيد، ولم أرهم قط غمزوه في إسناد أو اسم أو حديث، سمع محمد بن أيوب البَجَلِي، وتميم بن محمد الحافظ، وعبد الله بن محمد بن شيرويه، وطبقتهم بخراسان والعراق، وخرج صحيحا على وضع كتاب مسلم، إلى أن قال: واستشهد بالطابران وهي مرحلة من نيسابور في سنة تسع وثلاثين وثلاثمائة، قلت: هذا البَلاَذُرِي الصغير.

فأما الكبير: فإنه أحمد بن يحيى صاحب التاريخ المشهور من طبقة أبي داود السجستاني، حافظ أخباري علامة، أخبرنا طائفة إجازة عن زاهر بن أحمد، أنا إسماعيل بن محمد الحافظ، أنا أحمد بن خلف، أنا أبو عبد الله الحاكم، سمعت أبا محمد البَلاَذُرِي، سمعت محمد بن جرير، يقول: إنما لقب محمد بن سليمان المِصِّيْصِي بلُوَيْن،

بَلَاذُرِی سے نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ ہم نے اسے صرف بَلَاذُرِی سے روایت کیا ہے۔

اس کے بعد علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ بَلَاذُرِی کی زیر بحث روایت کے بعض دیگر مصادر بھی ذکر کئے ہیں[1]۔

حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا بن موسی بن جعفر صادق ہاشمی عسکری (المتوفی ۲۶۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

واضح رہے کہ ائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک حافظ بَلَاذُرِی سے متن تک کے راوی ثقہ ہیں، البتہ سند میں مذکور راوی حسن بن علی کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[2] میں ایک من گھڑت حدیث کے تحت "لیس بشيء" کہا ہے۔

تاہم حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "موضوعات" کی اس من گھڑت حدیث میں حسن بن علی کے علاوہ دیگر راویوں کو علت قرار دیا ہے[3]، اور بذات خود حسن بن علی کو ایک دوسرے مقام پر "من سادة قومه، لم يبلغ رتبة آبائه في العلم والفقه".

لأنه كان يبيع الدواب ببغداد فيقول: هذا الفرس له لوين، هذا الفرس له قديد، فلقب بلُوَيْن "(تذكرة الحفاظ: ۷۲/۳، رقم: ۸٦۰، ت: زكريا عميرات، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ).

[1] دیگر مصادر ملاحظہ فرمائیں: "وأخرجه أيضا في الجزء المعروف بفوائد الفوائد كذلك من طريق البَلاذُرِي، وأخرجه أبو عثمان سعد بن محمد البحيري في كتابه في الأحاديث الألف التي يعز وجودها عن أبي محمد عبد الله بن أحمد الدَوْمِي، عن البَلاذُرِي، وقد ألفت في جمع أسانيد هذا الحديث رسالة سميتها: الإسعاف بالحديث المسلسل بالإشراف وألممت ببعض من خرجه، ورواه في التعليقة الجليلة على مسلسلات ابن عقيلة، فمن أراد الزيادة فليراجع هناك، والله أعلم" (إتحاف السادة المتقين: ۲۳٦/۳، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ۱٤۳۳هـ).

[2] كتاب الموضوعات: ص: ۲۹۳، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۹هـ.

[3] انظر: ميزان الاعتدال: ٤۹٦/۲، رقم: ٤٥٦۸، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

"ميزان الاعتدال" کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال ابن الجوزي: هذا موضوع، لعله من وضع ابن شاذان أو صاحبه الحسن بن أحمد الهماني الذي رواه عنه".

(اپنی قوم کا سردار ہے، البتہ علم و فقہ میں اپنے آباء کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکے) قرار دیا ہے [1]۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "موافقة الخبر الخبر"[2] میں ایک حدیث کے تحت سند پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وأما الحسن بن علي وآباؤه: فهم

---

[1] سير أعلام النبلاء: ۱۲۱/۱۳، ت: شعيب الأرنوؤط، موسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثالثة ۱٤۰۵هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "فمولانا الإمام علي: من الخلفاء الراشدين، المشهود لهم بالجنة رضي الله عنه، نحبه أشد الحب، ولا ندعي عصمته، ولا عصمة أبي بكر الصديق، وابناه الحسن والحسين: فسبطا رسول الله صلى الله عليه وسلم، وسيدا شباب أهل الجنة، لو استخلفا لكانا أهلا لذلك، وزين العابدين: كبير القدر، من سادة العلماء العاملين، يصلح للإمامة، وله نظراء، وغيره أكثر فتوى منه، وأكثر رواية، وكذلك ابنه أبو جعفر الباقر: سيد، إمام، فقيه، يصلح للخلافة، وكذا ولده جعفر الصادق: كبير الشأن، من أئمة العلم، كان أولى بالأمر من أبي جعفر المنصور، وكان ولده موسى: كبير القدر، جيد العلم، أولى بالخلافة من هارون، وله نظراء في الشرف والفضل، وابنه علي بن موسى الرضا: كبير الشأن، له علم وبيان، ووقع في النفوس، صيره المأمون ولي عهده لجلالته، فتوفي سنة ثلاث ومائتين، وابنه محمد الجواد: من سادة قومه، لم يبلغ رتبة آبائه في العلم والفقه، وكذلك ولده الملقب بالهادي: شريف جليل، وكذلك ابنه الحسن بن علي العسكري رحمهم الله تعالى".

[2] موافقة الخبر الخبر في تخريج أحاديث المختصر: ۳۵۷/۱، ت: حمدي عبدالمجيد السلفي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الثانية ۱٤۱٤هـ.

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "وقد وقع لنا حديث علي في المدمن، قرأت على أبي الحسن بن أبي عبد الله الخطيب، عن عيسى بن عبد الرحمن، أخبرنا محمد بن عبد الواحد الحافظ، أخبرنا أبو الحسين بن حمزة، أخبرنا أبو بكر الغزالي، قال: سمعت أبا الفضل حمد بن أحمد الحداد يقول: أخبرنا أبو نعيم (ح)، وأخبرنيه عاليا أحمد بن الحسن المقدسي، أخبرنا محمد بن غالي، أخبرنا أبو الفرج الحراني، عن أبي المكارم اللبان، أخبرنا أبو علي الحداد، أخبرنا أبو نعيم، حدثني أبو الحسن علي بن محمد القزويني ببغداد، حدثنا محمد بن أحمد بن عبد اللّه بن قضاعة، حدثنا القاسم بن العلا، حدثني الحسن بن علي، حدثني أبي علي بن محمد، حدثني أبي محمد بن علي، حدثني أبي علي بن موسى، حدثني أبي موسى بن جعفر، حدثني أبي جعفر بن محمد، حدثني أبي محمد بن علي، حدثني أبي علي بن الحسين، حدثني أبي الحسين بن علي، حدثني علي بن أبي طالب رضي الله عنهم، قال: حدثني رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: قال لي جبريل عليه السلام: يا محمد! إن مدمن خمر كعابد وثن.

وبالسند الثاني إلى أبي نعيم قال: هذا حديث صحيح غريب، لم نكتبه على هذا الشرط إلا عن هذا الشيخ، وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم من غير طريق، انتهى، وأراد بقوله: على هذا الشرط شرط

فضلاء ثقات، وهم الأئمة عند الإمامية الإثني عشرية، يضيفون إليهم محمد بن الحسن هذا الذي يدعون أنه المنتظر، والحسن بن علي بن أبي طالب".

اور بہر حال حسن بن علی اور اس کے آباء: تو وہ فضلاء ثقات ہیں، اور وہ اثنا عشریہ امامیہ فرقہ کے نزدیک ائمہ ہیں، وہ ان کے ساتھ اس محمد بن حسن کو بھی شامل کرتے ہیں جن کے بارے میں دعوی کرتے ہیں کہ وہ مُنتَظَر ہے، اور حسن بن علی بن ابی طالب کو بھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی "لسان المیزان"[1] میں حسن بن علی بن محمد کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "أحد من يعتقد الإمامية إمامته، ضعفه ابن الجوزي في الموضوعات". **یہ ان میں سے ایک ہے جن کے بارے میں فرقہ امامیہ امامت کا عقیدہ رکھتا ہے، اسے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے موضوعات میں ضعیف قرار دیا ہے۔**

یہ بھی واضح رہے کہ علی بن موسی الرضا کے بارے میں ائمہ کے اقوال ایک دوسری روایت کے تحت پہلے گزر چکے ہیں[2]۔

التسلسل وهو قول كل راو في الإسناد المذكور: أشهد بالله وأشهد لله لقد حدثني فلان، هكذا إلى منتهاه، وأراد بقوله: صحيح وصف المتن لمجيئه من غير وجه، وبقوله: غريب، تفرد رواة هذا الإسناد به، فإنه لا يعرف إلا من هذا الوجه، وشيخ أبي نعيم وشيخه وشيخ شيخه لا يعرفون، وأما الحسن بن علي وآباؤه فهم فضلاء ثقات، وهم الأئمة عند الإمامية الإثني عشرية يضيفون إليهم محمد بن الحسن هذا الذي يدعون أنه المنتظر، والحسن بن علي بن أبي طالب".

[1] لسان الميزان: ۹۷/۳، رقم: ۲۳۵۰، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الاسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[2] **علی بن موسی الرضا کے بارے میں اقوال ملاحظہ ہوں:**

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي عن أبيه العجائب، روى عنه أبو الصلت وغيره، كأنه كان يهم ويخطئ". *یہ اپنے والد سے عجائب روایت کرتا ہے، ان سے ابو الصلت وغیرہ نے روایت کی ہے، گویا کہ ان سے وہم اور خطاء ہوئی تھی* (المجروحين: ۱۰٦/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ).

سند میں موجود راوی محمد بن حسن مُنتَظَر کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "مجموع الفتاوی"[1] میں فرماتے ہیں: "وأما محمد بن الحسن المنتظر، والغوث المقيم بمكة، ونحو هذا: فإنه باطل، ليس له وجود". محمد بن حسن مُنتَظَر نیز غَوث جو کہ مکہ میں مقیم ہے اور اس جیسی باتیں باطل ہیں، ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔

نیز حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "جامع الرسائل"[2] میں فرماتے ہیں: "منهم الإثنا

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "يجب أن يعتبر حديثه إذا روى عنه غير أولاده وشيعته وأبي الصلت خاصة، فإن الأخبار التي رويت عنه وبين [كذا في الأصل] بواطيل، إنما الذنب فيها لأبي الصلت ولأولاده وشيعته، لأنه في نفسه كان أجل من أن يكذب...". ضروری ہے کہ ان کی احادیث کا اعتبار کیا جائے جب ان سے نقل کرنے والا ان کی اولاد اور ان کے شیعہ اور خاص طور پر ابو الصلت کے علاوہ کوئی راوی ہو، اس لئے کہ علی بن موسی کی جو اخبار ابو الصلت سے منقول ہیں، اور جن کا باطل ہونا واضح ہے، ان اخبار میں برائی ابو الصلت، اور ان کی اولاد اور شیعہ کی وجہ سے ہے، کیونکہ علی بن موسی بذاتِ خود اس سے بلند ہے کہ وہ جھوٹ بولے۔۔۔"(الثقات لابن حبان:٤٥٦/٨،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة ١٣٩٣هـ).

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وقد كذبت الرافضة على علي الرضا وآبائه رضي الله عنهم أحاديث ونسخا، هو بريء من عهدتها، ومنزه من قولها، وقد ذكروه من أجلها في كتب الرجال...". اور رافضیوں نے علی بن موسی اور ان کے آباء پر جھوٹی احادیث اور نسخے گھڑے ہیں، وہ ان احادیث سے بری ہیں، اور وہ ان کی باتوں سے منزہ ہیں، اسی وجہ سے محدثین نے ان کو رجال کی کتب میں ذکر کیا ہے۔۔۔"(تاريخ الإسلام:٢٧٢/١٤،رقم:٢٨١،ت:عمر عبد السلام تدمري،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ).

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "رويت عنه نسخة فيها عجائب، وهو صدوق". ان سے ایک نسخہ منقول ہے جس میں عجائب ہیں، اور یہ "صدوق" ہے(ديوان الضعفاء:ص:٢٨٦،رقم:٢٩٦٩،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثية ـ المكة المكرمة،الطبعة ١٣٨٧هـ).

[1] مجموع الفتاوى:٩٩/١٧،ت:عبد الرحمن بن محمد بن قاسم،مجمع الملك فهد ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٤١٥هـ۔ "مجموع الفتاوى" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "ولهذا يقال: ثلاثة أشياء ما لها من أصل (باب النُصَيْرِيَة) و(مُنْتَظَر الرافضة) و(غوث الجهال: فإن النُصَيْرِيَة تدعي في الباب الذي لهم ما هو من هذا الجنس أنه الذي يقيم العالم فذاك شخصه موجود، ولكن دعوى النصيرية فيه باطلة، وأما محمد بن الحسن مُنْتَظَر، والغوث المقيم بمكة، ونحو هذا: فإنه باطل، ليس له وجود".

[2] جامع الرسائل:٢٦٣/١،ت:محمد رشاد سالم،دار العطاء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ۔

عشرية الذين يقولون: بأن الإمامة انتقلت بالنص من واحد إلى واحد إلى المنتظر محمد بن الحسن الذي يزعمون أنه دخل سِرْدَاب سامراء سنة ستين ومائتين وهو طفل، له سنتان أو ثلاث، وأكثر ما قيل: خمس، ويزعمون مع ذلك: أنه إمام معصوم، يعلم كل شيء من أمر الدين، ويجب الإيمان به على كل أحد، ولا يصح إيمان أحد إلا بالإيمان به، ومع هذا فله اليوم أكثر من أربعمئة وأربعين سنة لم يعرف له عين، ولا أثر، ولا سمع له أحد بما يعتمد عليه من الخبر، وأهل المعرفة بالنسب يقولون: إن الحسن بن علي العسكري والده لم يكن له نسل ولا عقب، واتفق العقلاء على أنه لم يدخل السِرْدَاب أحد ....".

"ان میں سے اثنا عشریہ کے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ امامت بالنص ایک سے ایک کی طرف منتقل ہوتے ہوئے محمد بن حسن منتظر تک پہنچی ہے، جس کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ محمد بن حسن سامراء کے تہہ خانہ میں سنہ ۲۶۰ھ میں دو یا تین اور اکثر کے قول کے مطابق پانچ سال کی عمر میں داخل ہوا تھا، اور ساتھ ساتھ وہ یہ بھی دعوی کرتے ہیں کہ وہ امام معصوم ہے، وہ تمام دینی امور سے واقف ہے، ہر ایک کے لئے اس پر ایمان لانا واجب ہے، کسی کا ایمان اس پہ ایمان لائے بغیر صحیح نہیں ہو سکتا، اس کے باوجود چار سو چالیس سے زیادہ سال گزر چکے ہیں، نہ اسے کسی آنکھ نے دیکھا، نہ اس کے کوئی آثار ہیں، اور جو اس خبر پر اعتماد کرتے ہیں ان میں سے کسی نے اسے نہیں سنا، اور نسب کی معرفت رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہے کہ حسن بن علی جو کہ مُنْتَظَر کے والد ہیں ان کی کوئی نسل اور اولاد نہیں تھی، اور اہل عقل کا اتفاق ہے کہ تہہ خانے میں کوئی بھی داخل نہیں ہوا ہے۔۔۔"۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "سير أعلام النبلاء"[1] میں فرماتے ہیں:

"فأما محمد بن الحسن هذا: فنقل أبو محمد بن حزم، أن الحسن مات عن غير عقب، قال: وثبت جمهور الرافضة على أن للحسن ابنا أخفاه، وقيل: بل ولد له بعد موته، من أمة اسمها: نرجس، أو سوسن، والأظهر عندهم أنها صقيل، وادعت الحمل بعد سيدها، فأوقف ميراثه لذلك سبع سنين، ونازعها في ذلك أخوه جعفر بن علي، فتعصب لها جماعة، وله آخرون، ثم انفش ذلك الحمل، وبطل، فأخذ ميراث الحسن أخوه جعفر، وأخ له، وكان موت الحسن: سنة ستين ومائتين.... [كذا في الأصل] إلى أن قال: وزادت فتنة الرافضة بصقيل وبدعواها، إلى أن حبسها المعتضد بعد نيف وعشرين سنة من موت سيدها، وجعلت في قصره إلى أن ماتت في دولة المقتدر.

قلت: ويزعمون أن محمدا دخل سردابا في بيت أبيه، وأمه تنظر إليه، فلم يخرج إلى الساعة منه، وكان ابن تسع سنين، وقيل دون ذلك، قال ابن خلكان: وقيل: بل دخل وله سبع عشرة سنة، في سنة خمس وسبعين ومائتين، وقيل: بل في سنة خمس وستين، وأنه حي.

نعوذ بالله من زوال العقل، فلو فرضنا وقوع ذلك في سالف الدهر، فمن الذي رآه، ومن الذي نعتمد عليه في إخباره بحياته، ومن الذي نص لنا على عصمته، وأنه يعلم كل شيء؟ هذا هوس بين، إن سلطانه على

---

[1] سير أعلام النبلاء: ۱۲۱/۱۳، رقم: ٦٠، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

العقول ضلت وتحيرت، بل جوزت كل باطل، أعاذنا الله وإياكم من الاحتجاج بالمحال والكذب، أو رد الحق الصحيح كما هو ديدن الإمامية.

وممن قال إن الحسن العسكري لم يعقب: محمد بن جرير الطبري، ويحيى بن صاعد، وناهيك بهما معرفة وثقة".

محمد بن حسن کے بارے میں ابو محمد بن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حسن اولاد چھوڑے بغیر وفات پا گئے تھے، جبکہ جمہور رافضہ کے نزدیک حسن کا ایک بیٹا تھا، جسے اس نے چھپا رکھا تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وفات کے بعد ان کا بیٹا اس باندی سے پیدا ہوا جس باندی کا نام نرجس یا سوسن تھا، ان کے ہاں زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس باندی کا نام صقیل تھا، اس نے اپنے آقا کی وفات کے بعد حاملہ ہونے کا دعوی کیا، اسی وجہ سے حسن کی میراث کو سات سال تک روکا گیا، اس باندی کے ساتھ حسن کے بھائی جعفر بن علی نے جھگڑا کیا، ایک جماعت باندی کی طرفدار ہو گئی اور دوسرے لوگوں نے حسن کے بھائی کی طرفداری کی، پھر اس حمل کی تحقیق کی گئی تو باندی کا دعوی باطل ثابت ہوا، اور حسن کی میراث کو ان کے بھائی جعفر اور اس کے بھائی نے لے لیا، حسن کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی۔۔۔ اس کے بعد رافضیوں کا فتنہ صقیل اوراس کے دعوی کے بارے میں بڑھ گیا، یہاں تک کہ معتضد نے اس باندی کو اس کے آقا کی وفات کے ۲۰ سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک اپنے محل میں بند رکھا، اور اسی حال میں مقتدر کے زمانۂ حکومت میں باندی کی وفات ہو گئی۔

میں (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ رافضیوں کا خیال ہے کہ محمد (یعنی مُنتَظَر) اپنے والد کے گھر کے تہہ خانہ میں داخل ہوا، ماں اس کے انتظار میں تھی، مگر وہ ابھی

تک وہاں سے نہیں نکلا ہے، جب وہ داخل ہوا تھا تو اس کی عمر ۹ سال تھی، عمر اس سے کم بھی بتائی گئی ہے، ابن خَلِّکان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہا گیا ہے کہ جب وہ داخل ہوا تھا تو اس وقت اس کی عمر ۱۷ سال تھی، اور سن ۲۷۵ھ تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سن ۲۶۵ھ تھا، اوراس وقت تک وہ زندہ ہے۔

(حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) ہم اللہ کی پناہ میں آنا چاہتے ہیں عقل کے زائل ہونے سے، اگر ہم مان لیں کہ یہ واقعہ پہلے زمانہ میں واقع ہوا ہے تو اس کا دیکھنے والا کون تھا، اور ایسا کون سا شخص ہے کہ ہم اس کی اس خبر پر اعتماد کریں کہ وہ ابھی تک زندہ ہے، اور ایسا کون سا شخص ہے کہ جو ہمارے سامنے اس کے معصوم ہونے کی صراحت کرے، اوراس بات کی صراحت کرے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے؟

یہ ایک واضح خواہش پرستی ہے، اگر ہم اسے عقلوں پر مسلط کر دیں تو وہ حیران اور گمراہ ہو جائیں، بلکہ پھر تو عقل ہر باطل چیز کو صحیح قرار دینے لگے گی، اللہ تعالی ہم سب کو محال اور جھوٹی باتوں سے استدلال کرنے اورواضح حق کو ٹھکرانے سے بچائے، جو کہ فرقہ امامیہ کی عادت ہے۔

جنہوں نے یہ کہا ہے کہ حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد نہیں تھی وہ محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی بن صاعد رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان دونوں کی آگاہی اور معتمد ہونا آپ کے لئے کافی ہے۔

روایت بطریق بَلَاذُرِی کا حکم

الحاصل یہ کہ حافظ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت بطریق بَلَاذُرِی میں "والعہدۃ علیہ" کہہ کر کم از کم اس طریق سے بھی متن پر عدمِ اعتماد کا اظہار کیا ہے،

اور اسی طریق میں معتد بہ مصادر کے مطابق محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی بھی موجود ہے، جس کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا کوئی وجود نہیں ہے بلکہ حسن بن علی بن محمد بن علی کی کوئی اولاد ہی نہیں تھی۔

نیز قطع نظر اس سند کے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف سندوں اور مختلف الفاظ سے اسے من گھڑت کہا ہے، اس لئے درج بالا تفصیل کی روشنی میں اس روایت کو اس سند سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑦ روایت بطریق ابو اشرس کوفی

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں فرماتے ہیں:

"وبإسناده[أي: أخبرنا يعقوب بن إسحاق العافي، قال: حدثنا عاصم بن عصام البيهقي خزان، قال: حدثنا أبو أشرس الكوفي، قال: حدثنا شريك، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن آبائه] قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال الله: لا إله إلا الله كلامي، وأنا هو، من قالها مخلصا دخل في حصني، ومن دخل في حصني فقد أمن عذابي".

اللہ تعالی فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ میرا کلام ہے، اور میں وہی ہوں، جس نے اسے اخلاص کے ساتھ پڑھا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو جائے گا، اور جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔

[1] المجروحين: ١٥٤/٣، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ یہ روایت علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف السادة المتقين"[1] میں حافظ ابو بکر بن شاذان کے طریق سے تخریج کی ہے[2]، جس میں راوی عبد اللہ بن اشرس لکھا ہے، جبکہ "المجروحین" میں ابو اشرس کوفی ہے۔

نیز "اتحاف" میں عبد اللہ بن اشرس اس روایت کو علی بن موسی الرضا سے نقل کر رہا ہے، جبکہ "المجروحین" میں ابو اشرس اس روایت کو علی بن موسی الرضا کے بجائے شریک، عن جعفر بن محمد، عن ابیہ کے طریق سے روایت کر رہا ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "المجروحین"[3] میں اس روایت کو ابو اشرس کوفی کی اُن من گھڑت روایات میں شمار کیا ہے جنہیں وہ شریک سے نقل کرتا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[4] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] إتحاف السادة المتقين:۲۳۵/۳،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة ۱٤۳۳هـ.

[2] علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "ورواه أبو بكر بن شاذان بن بحير المُطَّوِعِي الرازي بنيسابور، فقال: حدثنا أيوب بن منصور بن أيوب، حدثنا عبد الله بن أشرش[كذا فيه، والصحيح: أشرس]، قال: مربنا علي بن موسى الرضى من آل محمد صلى الله عليه وسلم، فقمت اليه فقلت: سألتك بالله لما حدثتني، قال: حدثني أبي، عن أبيه، عن جده، عن النبي صلي الله عليه وسلم، عن جبريل، عن الله عز وجل، قال: لا إله إلا الله حصني، ومن دخل حصني أمن من عذابي "(إتحاف السادة المتقين:۲۳۵/۳،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة ۱٤۳۳هـ).

[3] المجروحين:۱٥٤/۳،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[4] تذكرة الحفاظ:ص:۳۷۷،رقم:۹٦٤،ت:حمدي بن عبد المجيد،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

سند میں موجود راوی ابو اشرس کوفی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] میں فرماتے ہیں: "شيخ، يروي عن شريك الأشياء الموضوعة التي ما حدث بها شريك فقط [كذا في الأصل]، لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل الإنباء عنه".

یہ شیخ ہے، شریک کے انتساب سے ایسی من گھڑت اشیاء روایت کرتا ہے جن کو شریک نے کبھی بیان نہیں کیا، اس کا کتب میں ذکر کرنا حلال نہیں ہے سوائے اس پر خبر دار کرنے کے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[2] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[3] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[4] میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[5] میں، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأجوبة المرضية"[6] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[7] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان"[8] میں فرماتے ہیں: "متهم، لا يوثق به".

---

[1] المجروحين: ۱۵٤/۳، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲ھـ.

[2] تذكرة الحفاظ: ص: ۳۷۷، رقم: ۹٦٤، ت: حمدي بن عبد المجيد، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۵ھـ.

[3] الضعفاء والمتروكين: ۲۲٦/۳، رقم: ۳۸۸۲، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦ھـ.

[4] ميزان الاعتدال: ٤۹۲/٤، رقم: ۹۹٦٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[5] لسان الميزان: ۱٤/۹، رقم: ۸۷٤۷، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳ھـ.

[6] الأجوبة المرضية: ٤۹۵/۲، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھـ.

[7] تنزيه الشريعة: ۱۳۱/۱، رقم: ۲، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱ھـ.

[8] ديوان الضعفاء: ص: ٤۵۲، رقم: ٤۸۵۷، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ۱۳۸۷ھـ.

متہم ہے، اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت کے تحت فرماتے ہیں: "أبو الأشرس الكوفي كذاب، عن شريك، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن آبائه". ابواشرس کوفی جھوٹا ہے، شریک، عن جعفر بن محمد، عن ابیہ، عن آبائہ کے طریق سے روایت کرتا ہے۔

روایت بطریق ابو اشرس کوفی کا حکم

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو سند میں موجود راوی ابو اشرس کوفی کی من گھڑت روایات میں شمار کیا ہے، اور ابو اشرس کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ شریک کے انتساب سے من گھڑت روایتیں نقل کرتا ہے، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، لہذا اس سند سے بھی زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑧ روایت بطریق اسماعیل بن علی بن علی بن رزین خزاعی

علامہ ابو عبد اللہ قاسم بن فضل ثقفی (المتوفی ۴۸۹ھ) کی "الجزء الثامن من الفوائد العوالي"[2] میں زیر بحث روایت اس سند سے تخریج کی گئی ہے:

"ثنا هلال بن محمد بن جعفر البغدادي ببغداد، ثنا أبو القاسم

---

[1] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٢٤٢،رقم:٦٢٣،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] الجزء الثامن من الفوائد العوالي رواية الحافظ أبي طاهر السلفي:مخطوط:ص:١٦،مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

إسماعيل بن علي بن علي بن رزين الخزاعي، ثنا أبي علي بن علي بن رزين، سنة اثنتين وسبع ومائتين إملاء، ثنا أبو الحسن علي بن موسى الرضا بطوس، سنة ثمان وتسعين ومائة، ثنا أبي موسى بن جعفر، ثنا أبي جعفر بن محمد، ثنا أبي محمد بن علي، ثنا أبي علي بن الحسين، ثنا أبي الحسين بن علي، ثنا أبي علي بن أبي طالب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه: يقول الله تعالى: لا إله إلا أنا حصني، ومن دخله أمن من عذابي".

اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: لا الہ الا انا میرا قلعہ ہے، جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔

سند میں موجود راوی ابو القاسم اسماعیل بن علی بن علی بن رزین خزاعی (المتوفی ۳۵۲ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[1] میں اسماعیل بن علی کے بارے میں فرماتے ہیں: "وكان غير ثقة". اور یہ ثقہ نہیں تھا۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[2] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[3] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر ایک حدیث تخریج

[1] تاريخ بغداد: ۳۰۷/۷، رقم: ۳۳۰۲، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين: ١١٧/١، رقم: ٣٩٩، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] المغني في الضعفاء: ١٢٧/١، رقم: ٦٩١، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

کرنے کے بعد اسے "من گھڑت" قرار دیا، پھر فرماتے ہیں: "والحمل فيه عندي: على إسماعيل بن علي، والله أعلم"[1]. اور اس میں ذمہ داری اسماعیل بن علی پر ہے، واللہ اعلم۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[2] میں فرماتے ہیں: "متهم، يأتي بأوابد". متہم ہے، "اوابد" لاتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[3] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لم يكن مرضيا"[5]. وہ پسندیدہ نہیں تھا۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[6] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "فقوله: متهم مع قوله يأتي بأوابد ما يقتضي أن يكون هو واضعها". ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ "یہ متہم ہے اور اوابد لاتا ہے" یہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ وہ ان کا گھڑنے والا ہے۔

---

[1] تاريخ بغداد: ٢٠/١٥، رقم: ٦٩٤٠، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٢٣٨/١، رقم: ٩١٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] لسان الميزان: ١٤٩/٢، رقم: ١٢٠٤، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ٣٩/١، رقم: ٢٩٦، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[5] لسان الميزان: ١٤٩/٢، رقم: ١٢٠٤، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الاسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[6] الكشف الحثيث: ص: ٧٠، رقم: ١٤٤، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

روایت بطریق اسماعیل بن علی بن علی بن رزین خزاعی کا حکم

سند میں موجود راوی اسماعیل بن علی بن علی کے بارے میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے شدید جرح کے الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: اس گھڑی ہوئی حدیث کی ذمہ داری اسماعیل بن علی خزاعی پر ہے، یہ متہم ہے) لہذا اس سند سے بھی اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑨ روایت بطریق ابوالحسن علی بن احمد بن یوسف ہکاری

علامہ محمد عبد الباقی ایوبی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ "المناهل السلسلة"[1] میں یہ روایت تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وهو مسلسل بالعراقيين وبالأشراف والسادة القادرية وبالآباء وبالتلقين، وذلك ما: أرويه، عن العلامة المحقق الصوفي نقيب الأشراف ببغداد مولاي الشريف السيد عبد الرحمن المحض بن النقيب السيد علي بن النقيب السيد سلمان بن السيد مصطفى بن السيد زين الدين بن السيد محمد درويش بن السيد حسام الدين بن السيد نور الدين بن السيد ولي الدين بن السيد زين الدين بن السيد شرف الدين بن السيف شمس الدين بن السيد محمد الهتاك بن السيد عبد العزيز بن الغوث الأعظم مولانا عبد القادر الجيلاني القادري البغدادي سماعا منه في بيته ببغداد، عن أبيه السيد علي وأمه السيدة زينب بنت السيد محمد بن السيد

[1] مناهل السلسة في الأحاديث المسلسلة:ص:۱۸۵رقم:۱۸۵،مكتبة القدسي،الطبعة ۱۳۵۷هـ.

زكريا، أما والد شيخنا السيد علي بن سلمان القادري: فعن ابن عمه السيد عبد القادر القادري، عن والده السيد أبي بكر بن إسماعيل القادري، عن والده السيد إسماعيل بن عبد الوهاب القادري، عن والده السيد عبد الوهاب بن نور الدين القادري، عن والده السيد نور الدين بن محمد درويش القادري، عن والده السيد محمد درويش بن حسام القادري، عن والده السيد حسام الدين القادري، عن ابن عمه السيد أبي بكر بن يحيى القادري، عن والده السيد يحيى بن نور الدين القادري، عن والده السيد نور الدين بن ولي الدين القادري، عن والده السيد ولي الدين بن زين الدين القادري، عن والده السيد زين الدين بن شرف الدين، عن والده شرف الدين بن شمس الدين، عن والده السيد شمس الدين بن محمد القادري، عن والده السيد محمد الهتاك بن عبد العزيز القادري، عن والده السيد عبد العزيز بن قطب الأقطاب مولاي السيد عبد القادر الجيلاني، عن والده، وأما والدة شيخنا السيدة زينب بنت محمد بن زكريا القادري: فعن عمها النقيب السيد محمود بن زكريا القادري، عن والده السيد زكريا، عن عمه السيد علي القادري، عن أخيه السيد فيض الله القادري، عن أخيه السيد علي القادري، عن والده السيد فرج الله القادري، عن والده السيد عبد القادر بن عبد الرزاق القادري.

ح ورويناه عن الشيخ البركة الدال على الله تعالى مولاي السيد مصطفى بن عبد القادر بن عبد الله بن عبد القادر بن سلطان بن عبد القادر بن عبد الرزاق بن محمود بن فرج الله بن محمد بن الشمس محمد بن شرف

الدين قاسم بن الشهاب أحمد بن بدر الدين حسين بن علاء الدين علي بن شمس الدين محمد بن شرف الدين يحيى بن شهاب الدين أحمد بن أبي صالح نصر بن السيد عبد الرزاق القادري إمام مسجد جده هكذا ساق نسبه الشريف، يروي عن ابن عم أبيه السيد محمد القادري، عن أبيه عبد العزيز القادري، عن أخيه عبد الله القادري، عن أبيه عبد القادر، عن أبيه السلطان، عن أبيه عبد القادر القادري، عن أبيه عبد الرزاق، عن أبيه محمود، عن أبيه فرج الله، عن أبيه محمد، عن ابن عمه الحسين القادري، عن أبيه شمس الدين محمد، عن أبيه شرف الدين قاسم، عن ابن عمه أبي محمد عبد الباسط، عن أبيه شهاب الدين أحمد هذا عنها، وقال الآخر: بل عن فرج الله، عن أبيه محمد، عن أبيه شمس الدين محمد، عن أبيه شرف الدين قاسم، عن أبيه الشهاب أحمد قالا: والشهاب أحمد، عن أبيه بدر الدين حسين بالياء، عن أبيه علاء الدين علي، عن أبيه شمس الدين محمد، عن أبيه شرف الدين يحيى، عن والده الشهاب أحمد القادري، عن والده أبي صالح نصر، عن والده عبد الرزاق، عن قطب الأقطاب مولاي أبي محمد محيي الدين عبد القادر الجيلاني بن أبي صالح موسى بن عبد الله بن يحيى الزاهد بن محمد بن داود بن موسى بن عبد الله بن موسى الجون بن عبد الله المحض بن الحسن المثنى بن الإمام الحسن سبط النبي صلى الله عليه وسلم، عن أبي سعيد المبارك بن علي بن الحسين بندار المخزومي البغدادي المخرمي، عن أبي الحسن علي بن أحمد بن يوسف الهَكَّاري، عن أبي الفرج محمد بن عبد الله الطَرْطُوْسِي، عن أبي الفضل عبد الواحد بن عبد العزيز بن الحارث التميمي،

عن أبي بكر محمد بن دلف بن خلف بن محمد بن جحدر الشبلي، عن سيد الطائفة أبي القاسم الجنيد بن محمد البغدادي، عن خاله أبي الحسن السَرِي بن المغلس السَقَطِي، عن أبي محفوظ معروف بن فيروز الكرخي، عن أبي الحسن علي بن موسى الرضا قال: حدثني أبي موسى الكاظم، عن أبيه جعفر الصادق، عن أبيه محمد الباقر، عن أبيه زين العابدين، عن أبيه سيد شباب أهل الجنة أبي عبد الله الحسين، عن أبيه أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، قال: حدثني حبيبي وقرة عيني رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: حدثني جبريل، قال: سمعت رب العزة جل جلاله، يقول: لا إله إلا الله حصني، فمن قالها دخل حصني، ومن دخل حصني أمن من عذابي "۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے، جس نے یہ پڑھا وہ قلعہ میں داخل ہوگیا، جو شخص اس میں داخل ہوگیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔

سند میں موجود راوی ابو الحسن علی بن احمد بن یوسف قرشی اموی ہکّاری الملقب بشیخ الاسلام (المتوفی ۴۸۶ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لم يكن موثقا في روايته"[1]۔ وہ اپنی روایت میں ثقہ نہیں ہے۔

حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ "ذيل تاريخ بغداد"[2] میں ابو الحسن ہکّاری کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: "وكان الغالب على حديثه الغرائب والمنكرات، ولم يكن

---

[1] سير أعلام النبلاء: ۶۸/۱۹، رقم: ۳۷، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثالثة ۱۴۰۵ھ۔

[2] ذيل تاريخ بغداد: ۱۱۹/۱۸، رقم: ۶۵۱، ت: مصطفى عبد القادر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۵ھ۔

حديثه يشبه حديث أهل الصدق، وفي حديثه متون موضوعة مركبة على أسانيد صحيحة، وقد رأيت بخط بعض أصحاب الحديث بأصبهان أنه كان يضع الأحاديث".

ابو الحسن کی روایات میں غرائب اور منکرات غالب ہیں، اور اس کی حدیث اہل صدق کی احادیث کی طرح نہیں ہے، ان سے منقول احادیث کے الفاظ من گھڑت ہیں، جنہیں صحیح سندوں کے ساتھ چسپاں کیا گیا ہے، (ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں نے اصبہان کے بعض محدثین کی تحریرات میں دیکھا کہ یہ ابو الحسن ہکّاری حدیثیں گھڑتا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں ابو الحسن ہکّاری کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: "وقال ابن النجار: متهم بوضع الحديث وتركيب الأسانيد، قاله في ترجمة عبد السلام بن محمد". ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر حدیث گھڑنے اور (متون کے ساتھ) سندیں جوڑنے کا اتہام کیا ہے، یہ بات انہوں نے عبد السلام بن محمد کے ترجمہ میں کہی ہے۔

واضح رہے کہ راقم الحروف کو ابو الحسن ہکّاری پر حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ کا کلام "ذيل تاريخ بغداد"[2] میں ابو الحسن ہکّاری کے ترجمہ میں ملا ہے، واللہ اعلم۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی "تاريخ الإسلام"[3] میں ابو بکر دِینَوَرِی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: "قال ابن النجار ... روى شيخ الإسلام أبوالحسن الهَكَّاري

---

[1] ميزان الاعتدال:٣/ ١١٢،رقم:٥٧٧٤،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] ذيل تاريخ بغداد:١١٩/١٨،رقم:٦٥١،ت:مصطفى عبد القادر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

[3] تاريخ الإسلام:٢٩٧/٢٩،ت:عمر عبد السلام تدمري،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

عن أبي بكر الدِيْنَوَرِي أربعين حديثا لسلمان الفارسي رضي الله عنه، قلت: موضوعة هي".

"ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے ۔۔۔ شیخ الاسلام ابو الحسن ہَکّاری نے ابو بکر دِیْنَوَرِی سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرکے چالیس روایات ذکر کی ہیں، میں (یعنی حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ یہ روایات من گھڑت ہیں"۔

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب"[1] میں لکھتے ہیں: "تفرد مدة بطاعة الله في الجبال، وابتنى أربطة ومواضع يأوي إليها الفقراء والصالحون، وكان كثير الخير والعبادة، مقبولا وقورا".

ابو الحسن ہَکّاری نے مدت تک پہاڑوں میں تنہا اللہ کی عبادت کی ہے، جہاں ان کے بنائے ہوئے رِباط اور ٹھکانے پر فقراء وصالحین آتے رہتے تھے، ابو الحسن ہَکّاری بہت نیک، عبادت گزار، مقبول اور باوقار شخص تھا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[2] میں ابو الحسن ہَکّاری کے بارے میں حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[3] کے مقدمہ میں اور علامہ

---

[1] الأنساب للسمعاني: ٦٤٥/٥، ت: عبد الله عمر البارودي، دار الجنان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[2] لسان الميزان: ٤٨٣/٥، رقم: ٥٣٠٩، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ٨٦/١، رقم: ٢٨٣، ت: عبد الله الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الکشف الحثیث“[1] میں ابو الحسن ہکّاری کے بارے میں ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ مرتضی زَبیدِی رحمۃ اللہ علیہ ”إتحاف السادة المتقين“[2] میں ایک دوسری حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ”ورأيت طُرَّة بخط الإمام شمس الدين الحرير ابن خال الخَيْضِرِي على هامش نسخة الإحياء ما نصه: قد صنف الشيخ أبو الحسن علي بن يوسف الهَكَّارِي المعروف بشيخ الإسلام كتابا سماه بفضائل الأعمال وأوراد العُمَّال، ذكر فيه عجائب وغرائب من هذه الأحاديث ومن غيرها مرتبة على الليالي والأيام بأسانيد مظلمة، إذا نظر العارف فيها قضى العجب، وساقها بأسانيد له، وقد ذكره الذهبي في ميزانه وذكر عن ابن عساكر أنه لم يكن موثوقا به، وذكره ابن السمعاني في الأنساب وذكر شيوخه ووفاته بعد الثمانين وأربعمائة، فلعل الغزالي نقل عنه اهـ“.

میں نے ”احیاء“ پر شمس الدین حریر ابن خال خَیْضِرِی کے حاشیہ میں موصوف کی تحریر دیکھی ہے، جس میں لکھا ہے کہ شیخ ابو الحسن علی بن یوسف ہکّاری جو شیخ الاسلام سے مشہور ہیں، انہوں نے ایک کتاب بنام ”فضائل الاعمال واوراد العُمّال“ تصنیف کی ہے، جس میں انھوں نے یہی اور ان کے علاوہ عجیب وغریب احادیث مظلم سندوں کے ساتھ ذکر کی ہیں، جو شب وروز پر مرتب کی گئی ہیں، جب کوئی پہچان رکھنے والا شخص اسے دیکھتا ہے تو تعجب کرتا ہے، اور یہ اپنی سند سے ان احادیث

---

[1] الكشف الحثيث: ١٨٤/١، رقم: ٤٩٧، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
[2] إتحاف السادة المتقين: ٣/ ٦٢١، دار الكتب العلمية - بيروت.

کو لاتے ہیں، ان کا تذکرہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان" میں کیا ہے، اور کہا ہے کہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ شخص ثقہ نہیں ہے، نیز ابن سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "انساب" میں ان کا اور ان کے شیوخ کا تذکرہ کیا ہے، اور ۴۸۰ھ کے بعد ان کی وفات ذکر کی ہے، شاید کہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایتیں ان سے لی ہوں اھ۔

روایت بطریق ابوالحسن علی بن احمد بن یوسف ہکّاری کا حکم

سند میں موجود راوی ابوالحسن علی بن احمد ہکّاری کو حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے، حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں ہے (جرح شدید)، اس لئے اس روایت کو اس سند سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑩ روایت بطریق جعفر بن نسطور رومی

امام ابو علی حسن بن احمد بن حسن حداد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۱۵ھ) کی "الجزء الأول من معجم أسامي مشايخ"[1] میں یہ روایت اس سند سے تخریج کی گئی ہے:

"وبإسناده (حدثنا أبو العباس أحمد بن محمد بن عمر الواعظ القُومَسِي الحنفي الغزي إملاء، قدم علينا، ثنا أبو شجاع محمد بن علي بن أحمد المعروف بالغَرَّافِي الخَاقَانِي، ثنا الزاهد منصور بن الحكم الفَرْغَانِي

---

[1] الجزء الأول من معجم أسامي مشايخ أبي علي الحداد: رواية أبي الحسن مسعود بن أبي منصور الخياط: مخطوط: ص: ١٢، مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

بفرغانة، ثنا جعفر بن نسطور الرومي، صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله تعالى: لا إله إلا الله حصني، فمن دخل حصني أمن من عذابي".

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے، جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔

یہی روایت حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[1] میں امام ابو علی حداد رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے نقل کی ہے۔

روایت بطریق جعفر بن نسطور رومی پر ائمہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[2] میں جعفر بن نسطور رومی کی زیر بحث روایت کو من گھڑت روایات میں ذکر کیا ہے۔

سند میں موجود راوی جعفر بن نسطور رومی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "موضوعات"[3] میں نسطور رومی کی احادیث کو من گھڑت روایات میں شمار کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الا عتدال"[4] میں فرماتے ہیں: "لم أر له ذكرا في كتب الضعفاء، هو أسقط من أن يشتغل بكذبه". میں نے ضعفاء کی کتابوں میں اس کا ذکر نہیں دیکھا، وہ اس لائق بھی نہیں ہے کہ اس کے جھوٹ کا ذکر کیا جائے۔

---

[1] اللآلئ المصنوعة: ۱۷۸/۱، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة: ۱۷۸/۱، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[3] الموضوعات للصغاني: ص: ۳۰، رقم: ۱۷، ت: نجم عبد الرحمن خلف، دار نافع، الطبعة الأولى ۱٤۰۱هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ٤۱۹/۱، رقم: ۱٥٤۰، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تجريد أسماء الصحابة"[1] میں جعفر بن نسطور کے بارے میں فرماتے ہیں: "الإسناد إليه ظلمات، والمتون باطلة،وهو دجال، أو لا وجود له". اس تک کی اسناد تاریک ہے، اور متون باطل ہیں، اور وہ دجال ہے، یا اس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الإصابة"[3] میں فرماتے ہیں: "أحد الكذابين الذين ادعوا الصحبة بعد النبي صلى الله عليه وسلم بمئين من السنين". یہ ان جھوٹوں میں سے ایک ہے جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو سو سال کے بعد صحابی ہونے کا دعوی کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "التكميل"[4] میں فرماتے ہیں: "نسطور الرومي، ويقال جعفر بن نسطور، ادعى هذا الشخص الصحابة [كذا في الأصل] بعد الثلاثمائة، فكذبه أئمة الحديث الذين بلغهم ذلك، ومنهم من ينكر وجوده بالكلية ويطعن في الإسناد إليه". نسطور رومی اسے جعفر بن نسطور بھی کہا جاتا

---

[1] تجريد أسماء الصحابة: ۸۵/۱،رقم:۸۰۵،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] لسان الميزان: ۴۷۸/۲،رقم:۱۹۲۷،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۲۳هـ.

[3] الإصابة: ۶۴۸/۱،رقم:۱۳۴۵،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۵هـ.

[4] التكميل في الجرح والتعديل: ۳۴۱/۱،رقم:۵۶۵،ت:شادي بن محمد بن سالم آل نعمان،مكتبة ابن عباس ـ مصر،الطبعة الأولى ۱۴۳۲هـ.

ہے، اس شخص نے تین سو سال بعد صحابی ہونے کا دعوی کیا ہے، چنانچہ جن ائمہ کو یہ بات پہنچی ہے انہوں نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے، بعض محدثین تو بالکل اس کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں اور اس تک پہنچنے والی سند پر طعن کرتے ہیں۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[1] میں جعفر بن نسطور رومی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرة الموضوعات"[2] میں جعفر بن نسطور رومی کی روایات کو من گھڑت روایات میں شمار کیا ہے۔

اسی طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسرار المرفوعة"[3] اور "المصنوع"[4] میں، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء"[5] میں، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[6] میں اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللؤلؤ المرصوع"[7] میں جعفر بن نسطور رومی اور بعض دیگر راویوں کی روایات کو من گھڑت روایات میں شمار کیا ہے۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ٤٦/١، رقم: ٣٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] تذكرة الموضوعات: ص: ٩، احياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[3] الأسرار المرفوعة: ص: ٤٠٦، ت: محمد الصباغ، دار الأمانة ـ بيروت، الطبعة ١٣٩١هـ.

[4] المصنوع: ص: ٢٤٠، رقم: ٤٤١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.

[5] كشف الخفاء: ٤١٥/٢، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥١هـ.

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وأحاديث الأشج، وأحاديث خراش، وأحاديث نسطور الرومي، وأحاديث يسر، وأحاديث يغنم ويشخب، ونسخة إبراهيم بن هدية القيسي، وأحاديث رتن الهندي، وما يحكى عن بعض الجهال من أنه اجتمع بالنبي صلى الله عليه وسلم وسمع منه ودعا له عليه السلام بقوله: عمرك الله، ليس له أصل عند أئمة الحديث وعلماء السنة، ولم يعش من الصحابة ممن لقي النبي صلى الله عليه وسلم أكثر من خمس وتسعين سنة".

[6] الفوائد المجموعة: ص: ٤٢٤، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[7] اللؤلؤ المرصوع: ص: ٢٣٨، ت: فواز أحمد زمرلي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

سند میں موجود راوی منصور بن حکم زاہد فَرْغَانِی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں فرماتے ہیں: "عن جعفر بن نسطور، طير غريب، متهم بالكذب".

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیہ الشریعۃ"[3] میں منصور بن حکم کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کیا ہے۔

روایت بطریق جعفر بن نسطور رومی کا حکم

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اس سند سے "من گھڑت" قرار دیا ہے۔

نیز سند میں موجود راوی جعفر بن نسطور رومی کے بارے میں حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: وہ اس لائق نہیں کہ اس کے جھوٹ کو ذکر کیا جائے، اس تک کی اسناد مظلم ہے، اور متون باطل ہیں، وہ دجال ہے بلکہ اس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے، یہ ان جھوٹوں میں سے ایک ہے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو سو سال بعد صحابی ہونے دعوی کیا ہے)، لہذا اس طریق سے بھی زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ١٨٣/٤، رقم: ٨٧٧٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] لسان الميزان: ١٥٧/٨، رقم: ٧٩٢٠، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ١٢٠/١، رقم: ٣٧٠، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

(۱۱) روایت بطریق یوسف بن خالد

امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ **نے یہ روایت** "مسند الفردوس"[1] **میں اس سند سے تخریج کی ہے:**

"الديلمي في (مسند الفردوس): أخبرنا أبي، أخبرنا أبو علي الحسن بن أحمد البناء، حدثنا إبراهيم بن عمر بن أحمد، حدثنا محمد بن إسماعيل بن العباس، حدثنا علي بن محمد بن أحمد الفقيه، حدثنا إسماعيل بن محمود النيسابوري، حدثنا الحسين بن عبد الرحمن، حدثنا يوسف بن خالد، حدثنا هارون بن راشد، عن فَرْقَد السَبَخِي، عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (قال الله عز وجل: لا إله إلا الله كلمتي، وأنا هو، من قالها أدخلته حصني، ومن أدخلته حصني فقد أمن، والقرآن كلامي ومني خرج)".

حضرت **انس** رضی اللہ عنہ **سے روایت ہے آپ** صلی اللہ علیہ وسلم **نے فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ میرا کلمہ ہے، اور میں ہی وہ ہوں، جس نے اس کلمہ کو پڑھا میں نے اسے اپنے قلعہ میں داخل کر دیا، اور جسے میں نے اپنے قلعہ میں داخل کر دیا وہ محفوظ ہو گیا، اور قرآن میرا کلام ہے اور مجھ سے ہی نکلا ہے۔**

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزیادات"[2] **میں مذکورہ روایت ذکر کرنے کے بعد**

---

[1] انظر: الزيادات على الموضوعات: ۳۷/۱ رقم: ٤، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.

[2] انظر: الزيادات على الموضوعات: ۳۷/۱ رقم: ٤، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.

فرماتے ہیں: ”يوسف بن خالد كذاب، وهارون بن راشد قال الذهبي: مجهول، وفَرْقَد ضعفه الدارقطني“. **یوسف بن خالد جھوٹا ہے، اور ہارون بن راشد کو ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مجہول قرار دیا ہے، اور فَرْقَد کی دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے تضعیف کی ہے۔**

علامہ زَبِیدِی رحمۃ اللہ علیہ نے ”إتحاف السادة“[1] **میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔**

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ”تنزيه الشريعة“[2] **زیر بحث حدیث کو ”فصل ثالث“ میں نقل کر کے فرماتے ہیں:**

”(مي)من حديث أنس من طريق يوسف بن خالد، عن هارون بن راشد، عن فَرْقَد، عن أنس، قلت: وأورده العقيلي من رواية علي بن معبد، عن وهب بن راشد، عن فَرْقَد، عن أنس، بلفظ: إن ربي يقول: نوري هداي، ولا إله إلا الله كلمتي، ومن قاله أدخلته حصني.

وكنت جوزت أن يكون هارون بن راشد ووهب بن راشد واحدا، غير اسمه بعض الرواة، ثم ظهر لي أنهما غيران، لأن وهبا معروف متهم، وهارون جهلوه، وذكره ابن حبان في الثقات، ووقع أيضا في حديث جعفر بن نسطور الدجال المشهور يقول الله: لا إله إلا الله حصني، فمن دخل حصني أمن من عذابي، والله أعلم“.

---

[1] إتحاف السادة المتقين: ۲۳۵/۳،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة ۱۴۳۳ھـ.

[2] تنزيه الشريعة: ۱۴۷/۱،رقم:۳۸،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱۴۰۱ھـ.

یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ ہے، یوسف بن خالد، عن ہارون بن راشد، عن فَرْقَد، عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے، میں (یعنی علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، علی بن معبد کی روایت کو عن وہب بن راشد، عن فَرْقَد، عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ لائے ہیں: میرا رب کہتا ہے: میرا نور میری ہدایت ہے، اور لا الہ الا اللہ میرا کلمہ ہے، جس نے اس کو پڑھا میں اسے اپنے قلعہ میں داخل کروں گا۔

اور میری تجویز (سوچ) یہ تھی کہ ہارون بن راشد اور وہب بن راشد دونوں ایک ہی ہیں، ان کے نام کو بعض راویوں نے تبدیل کر دیا ہے، پھر بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ دونوں الگ الگ ہیں، اس لئے کہ وہب معروف، متہم ہے، اور ہارون کو محدثین نے مجہول قرار دیا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ثقات" میں ذکر کیا ہے، نیز مشہور دجال جعفر بن نسطور کی حدیث میں آیا ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے، جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے، واللہ اعلم۔

سند میں موجود راوی ابو خالد یوسف بن خالد بن عمیر سَمْتِی قرشی اموی (المتوفی ۱۸۹ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[1] میں فرماتے ہیں: "سكتوا عنه".

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[2] میں فرماتے ہیں: "غير ثقة".

---

[1] التاريخ الكبير:٢٦٣/٨، رقم: ١٢٧٦٤، ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] أحوال الرجال:ص:١٧٨،رقم:١٦٨،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـفيصل آباد ـباكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب خبيث، عدو الله، رجل سوء، رأيته بالبصرة ما لا أحصي، لا يحدث عنه أحد فيه خير"[1]. جھوٹا ہے، خبیث ہے، اللہ کا دشمن ہے، برا آدمی ہے، میں نے اسے بصرہ میں کئی مرتبہ دیکھا ہے، اس سے کوئی ایسا شخص روایت نہیں کرتا جس میں بھلائی ہو۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "كذاب زنديق، لا يكتب حديثه"[2]. جھوٹا ہے، زندیق ہے، اس کی حدیث کو نہ لکھا جائے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[3] میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے یوسف بن خالد کے متعلق پوچھا، تو فرمایا: "أنكرت قول يحيى بن معين فيه: إنه زنديق، حتى حمل إلي كتاب قد وضعه في التجهم بابا بابا، ينكر الميزان في القيامة، فعلمت أن يحيى بن معين لا يتكلم إلاعلى بصيرة وفهم، قلت: ما حاله؟ قال: ذاهب الحديث".

میں اس کے بارے میں یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول "یہ زندیق ہے" کو اچھا نہیں سمجھتا تھا، یہاں تک کہ وہ ایک کتاب میرے پاس لایا جسے اس نے فرقہ جہمیہ کے حق میں بصورت باب باب گھڑا تھا، وہ روزِ قیامت میزان کا منکر تھا، میں سمجھ گیا کہ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کسی کے بارے میں بصیرت اور فہم کے بغیر

---

[1] الجرح والتعديل: ۲۲۱/۹، رقم: ۹۲۵، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[2] الجرح والتعديل: ۲۲۱/۹، رقم: ۹۲۵، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[3] الجرح والتعديل: ۲۲۲/۹، رقم: ۹۲۵، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

کلام نہیں کرتے، میں نے سوال کیا کہ اس کی کیا حالت ہے؟ تو جواب دیا کہ "ذاہب الحدیث" ہے۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ذاهب الحديث، ضعيف الحديث، اضرب على حديثه، كان يحيى بن معين يقول: كان يكذب"[1]. وہ ذاہب الحدیث، ضعیف الحدیث ہے، اس کی حدیث کو ترک کر دو، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔

حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يوسف يكذب"[2]. یوسف جھوٹ بولتا تھا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الكنى والأسماء"[3] میں اور حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الكبير"[4] میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابو عبید آجری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "قلت لأبي داود: يوسف السَمْتِي كذاب؟ قال: بلغني عن يحيى كلام شديد، قال أبو داود: كان طويل الصلاة"[5]. میں نے ابو داود رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: کیا یوسف سَمْتِی کذاب ہے؟ ابو داود رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] الجرح والتعديل: ٢٢٢/٩، رقم: ٩٢٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[2] الكامل في الضعفاء: ٤٩١/٨، رقم: ٢٠٦٧، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الكنى والأسماء لمسلم: ٢٨٣/١، رقم: ٩٩٨، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] الضعفاء الكبير: ٤٥٣/٤، رقم: ٢٠٨٢، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[5] سؤالات أبي عبيد الآجري: ٦٢/٢، رقم: ١١٣٥، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

نے فرمایا: مجھے یحیی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے ان کے بارے میں شدید کلام پہنچا ہے، ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ لمبی نماز پڑھتا تھا۔

حافظ ابو یوسف یعقوب بن سفیان فَسَوِی رحمۃ اللہ علیہ "المعرفة والتاريخ"[1] میں فرماتے ہیں: "ويوسف بن خالد السَمْتِي لا يكتب حديثه، ولا يروي عنه أهل الديانة والعقل والمعرفة". اور یوسف بن خالد سَمْتِی کی حدیث نہ لکھی جائے، اور دیانت، عقل اور معرفت والے اس سے روایت نہیں کرتے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "وكان يضع الحديث على الشيوخ ويقرأ عليهم، ثم يرويها عنهم، لا تحل الرواية عنه بحيلة، ولا الاحتجاج به بحال". اور یہ مشائخ پر حدیث گھڑ کر ان پر پڑھتا تھا، پھر ان کے انتساب سے روایت کرتا تھا، اس سے کسی بھی طرح میں روایت کرنا حلال نہیں ہے، اور نہ ہی کسی حال میں اس سے احتجاج جائز ہے۔

حافظ ابو الحسین احمد بن سلیمان رَہَاوِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سألت أبا جعفر بن نفيل قلت: حدثتنا زمانا عن يوسف السَمْتِي، ثم تركته، وعن إبراهيم بن أبي يحيى، فلم تحدثنا عنه بشيء؟ قال: بلغني أنهما كانا يضعان الحديث وضعا"[3]. میں نے ابو جعفر بن نفیل سے پوچھا: آپ ہمیں ایک زمانے تک یوسف سَمْتِی سے حدیث بیان کرتے تھے، پھر آپ نے اسے ترک کر دیا، اور اسی طرح ابراہیم بن ابی یحیی کے واسطہ سے بیان کرتے تھے، اب

---

[1] المعرفة والتاريخ: ٦٦٥/٢، ت: أكرم ضياء العمري، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[2] المجروحين: ١٣١/٣، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] المجروحين: ١٣١/٣، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

ہمیں ان کے واسطے سے کوئی چیز کیوں بیان نہیں کرتے؟ جواب میں فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ دونوں خوب حدیث گھڑتے تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث"[1].

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں فرماتے ہیں: "وليوسف غير ما ذكرت من الحديث، ورواياته فيها نظر، وكان من أصحاب أبي حنيفة، وقد أجمع على كذبه أهل بلده". اور میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی یوسف کی احادیث ہیں، اور اس کی روایات میں نظر ہے، اور یہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھا، اور اس کے شہر والوں نے اس کے جھوٹا ہونے پر اتفاق کیا ہے۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "متروك الحديث"[3] کہا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[4] میں فرماتے ہیں: "في حديثه مناكير". اس کی حدیث میں مناکیر ہیں۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[5] میں فرماتے ہیں: "روى عن زياد بن سعد وغيره من الثقات المناكير". زیاد بن سعد اور دوسرے ثقات

---

[1] الكامل في الضعفاء: ٤٩١/٨، رقم: ٢٠٦٧، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الكامل في الضعفاء: ٤٩٧/٨، رقم: ٢٠٦٧، ت: عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] الأسامي والكنى: ١١٨/٣، رقم: ٢١٤٨، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[4] الضعفاء لأبي نعيم: ص: ١٦٣، رقم: ٢٨٠، ت: فاروق حمادة، مطبعة النجاح الجديدة.

[5] المدخل إلى الصحيح: ص: ٢٣٠، رقم: ٢٢٨، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

سے مناکیر روایت کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الکاشف"[1] میں فرماتے ہیں: "ترکوه". محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تہذیب التہذیب"[2] میں حافظ عجلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ليس بثقة، وقال مرة: متروك الحديث". ثقہ نہیں ہے، اور ایک مرتبہ فرمایا: متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "تقریب"[3] میں فرماتے ہیں: "تركوه، وكذبه ابن معين، وكان من فقهاء الحنفية". محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے، اور ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے، اور یہ حنفیہ کے فقہاء میں سے تھا۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں یوسف بن خالد کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کیا ہے۔

روایت بطریق یوسف بن خالد کا حکم

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اس سند سے "من گھڑت" روایات میں شمار کیا ہے۔

نیز سند میں موجود راوی یوسف بن خالد کے بارے میں حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ ،

---

[1] الكاشف: ۳۹۹/۲، رقم: ٦٤٣٢، ت: محمد عوامة، أحمد محمد نمر الخطيب، دار القبلة للثقافة ـ جده.

[2] تهذيب التهذيب ۲۳۷/۷، رقم: ۹۱۹٤، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] التقريب: ص: ٦١٠، رقم: ۷۸٦۲، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ١٣٠/١، رقم: ٦٩، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

حافظ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابوحسین رہاوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عجلی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: غیر ثقہ، کذاب ہے، خبیث ہے، اللہ کا دشمن ہے، زندیق ہے، ذاہب الحدیث، متروک الحدیث، شہر والوں نے اس کے جھوٹا ہونے پر اتفاق کیا ہے، یہ مشایخ پر احادیث گھڑتا تھا، محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے)، لہذا زیر بحث روایت کو اس سند سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑫ روایت بطریق وہب بن راشد

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت "الضعفاء الکبیر"[1] میں وہب بن راشد کے ترجمہ میں تخریج کی ہے:

"حدثنا المقدام قال: حدثنا علي بن معبد قال: حدثنا وهب بن راشد، عن فَرْقَد السَبَخِي، عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن ربي عز وجل يقول: نوري هداي، ولا إله إلا هو كلمتي، وأنا هو، فمن قالها أدخلته حصني، ومن أدخلته حصني فقد أمن".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] الضعفاء الكبير: ٣٢٢/٤، رقم: ١٩٢٤، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

میرا رب عزوجل فرماتا ہے: میرا نور میری ہدایت ہے، اور لا الہ الا اللہ میرا کلمہ ہے، اور میں وہی ہوں، جس شخص نے یہ کلمہ پڑھا تو میں نے اسے اپنے قلعہ میں داخل کر دیا، اور جسے میں نے اپنے قلعہ میں داخل کر دیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكامل"[1] میں اور حافظ ابو علی حسن بن احمد بغدادی المعروف ابن البَنّاء نے "فضل التهليل وثوابه الجزيل"[2] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی وہب بن راشد رَقّی بصری پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ:

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسير الطبري"[3] میں اس روایت کو وہب بن راشد ہی کی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ان الفاظ سے تخریج کیا ہے: "حدثني سليمان بن عمر بن خالد الرقّي، قال: ثنا وهب بن راشد، عن فَرْقَد، عن أنس بن مالك، قال: إن إلهي يقول: نوري هداي".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک میرا اللہ ارشاد فرماتا ہے: میرا نور میری ہدایت ہے۔

---

[1] الكامل في الضعفاء:۸/۳٤۰،رقم:۱۹۹۲،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] فضل التهليل وثوابه الجزيل:ص:۳۱،رقم:۲،ت:عبد الله بن يوسف الجديع،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۰۹هـ.

[3] تفسير الطبري:۱۷/۲۹٦،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار الهجر ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الکبیر"[1] میں زیر بحث روایت اور ایک دوسری راویت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "أما الحديث الأول فيروى بإسناد جيد من غير هذا الوجه، وأما الثاني: فلا يتابعه عليه إلا من هو نحوه".

بہر حال پہلی حدیث: وہ اس طریق کے علاوہ جید سند کے ساتھ مروی ہے، اور دوسری (یعنی زیر بحث) روایت: اس کی متابعت کوئی نہیں کرتا سوائے ان لوگوں کے جو اس (وہب بن راشد) جیسے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں زیر بحث اور دیگر روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث عن ثابت وعن فَرْقَد غير محفوظة، ولا أعلم يرويها غير وهب بن راشد".

اور یہ احادیث عن ثابت وعن فَرُقَد کے طریق سے غیر محفوظ ہیں، اور مجھے

---

[1] الضعفاء الكبير: ٣٢٣/٤، رقم: ١٩٢٤، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] لسان الميزان: ٣٩٧/٨، رقم: ٨٣٩١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] الكامل في الضعفاء: ٣٤١/٨، رقم: ١٩٩٢، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

معلوم نہیں کہ اس کو وہب بن راشد کے علاوہ کسی اور نے بھی روایت کیا ہو۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخیرة الحفاظ"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] زیر بحث حدیث کو "فصل ثالث" میں نقل کر کے فرماتے ہیں:

"(مي) من حديث أنس من طريق يوسف بن خالد، عن هارون بن راشد، عن فَرْقَد، عن أنس، قلت: وأورده العقيلي من رواية علي بن معبد، عن وهب بن راشد، عن فَرْقَد، عن أنس، بلفظ: إن ربي يقول: نوري هداي، ولا إله إلا الله كلمته، ومن قاله أدخلته حصني.

وكنت جوزت أن يكون هارون بن راشد ووهب بن راشد واحدا، غير اسمه بعض الرواة، ثم ظهر لي أنهما غيران، لأن وهبا معروف متهم، وهارون جهلوه، وذكره ابن حبان في الثقات، ووقع أيضا في حديث جعفر بن نسطور الدجال المشهور يقول الله: لا إله إلا الله حصني، فمن دخل حصني أمن من عذابي، والله أعلم".

یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ ہے، یوسف بن خالد، عن ہارون بن راشد، عن فَرْقَد، عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے، میں (یعنی علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اس روایت کو عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، علی بن معبد، عن وہب بن راشد، عن فَرْقَد، عن انس رضی اللہ عنہ

---

[1] ذخيرة الحفاظ: ٢٥٣٧/٥، رقم: ٥٨٩٩، ت: عبد الرحمن الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ١٤٧/١، رقم: ٣٨، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ لائے ہیں: میرا رب کہتا ہے: میرا نور میری ہدایت ہے، اور لا الہ الا اللہ میرا کلمہ ہے، جس نے اس کو پڑھا تو میں نے اسے اپنے قلعہ میں داخل کر دیا۔

اور میری تجویز (سوچ) یہ تھی کہ ہارون بن راشد اور وہب بن راشد دونوں ایک ہی ہیں، ان کے نام کو بعض راویوں نے تبدیل کر دیا ہے، پھر بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ دونوں الگ الگ ہیں، اس لئے کہ وہب معروف، متہم ہے، اور ہارون کو محدثین نے مجہول قرار دیا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ثقات" میں ذکر کیا ہے، نیز مشہور دجال جعفر بن نسطور کی حدیث میں آیا ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے، جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے، واللہ اعلم۔

سند میں موجود راوی وہب بن راشد رَقّی بصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث، حدث بأحاديث بواطيل"[1]. یہ منکر الحدیث ہے، اس نے باطل احادیث بیان کی ہیں۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[2] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث".

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں فرماتے ہیں: "عن ثابت، ومالك بن دينار، وفَرْقَد السبخي، ليست روايته عنهم بالمستقيمة". یہ ثابت، مالک بن دینار اور فَرْقَد سَبَخِی کے انتساب سے روایت کرتا ہے، ان سے اس کی روایت

---

[1] الجرح والتعديل: ٢٧/٩، رقم: ١٢١، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة ١٣٧١هـ.

[2] الضعفاء الكبير: ٣٢٢/٤، رقم: ١٩٢٤، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] الكامل في الضعفاء: ٣٣٩/٨، رقم: ١٩٩٢، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت.

درست نہیں ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، وہب کی چند احادیث ذکر کرکے فرماتے ہیں: "ولوهب غير ما ذكرت، وأحاديثه كلها فيها نظر"[1]. اور وہب کی میری ذکر کردہ روایات کے علاوہ بھی روایات ہیں، اور اس کی تمام احادیث میں نظر ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "متروك"[2] کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[3] میں فرماتے ہیں: "شيخ، يروي عن مالك بن دينار العجائب، لا يحل الرواية عنه، ولا الاحتجاج به". یہ شیخ ہے، مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے عجائبات نقل کرتا ہے، اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، اور نہ ہی احتجاج کرنا حلال ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[4] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[5] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[6] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] الكامل في الضعفاء:٣٤١/٨،رقم:١٩٩٢،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] ميزان الاعتدال: ٣٥٢/٤،رقم:٩٤٢٨،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] المجروحين:٧٥/٣،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[4] تذكرة الحفاظ:ص:٣٠٩،رقم:٧٧٥،ت:حمدي بن عبد المجيد،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[5] ميزان الاعتدال: ٣٥٢/٤،رقم:٩٤٢٨،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[6] لسان الميزان:٣٩٧/٨،رقم:٨٣٩١،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

کی عبارت ذکر کرنے کے بعد حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیہ الشریعۃ"[1] میں وہب بن راشد کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں ذکر کرکے حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

روایت بطریق وہب بن راشد کا حکم

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق سے روایت کے "ضعف شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے۔

نیز سند میں موجود راوی وہب بن راشد کے بارے حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: باطل احادیث روایت کرتا ہے، متروک ہے، اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے درج بالا ائمہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے)، لہذا اس سند سے بھی اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

(۱۳) روایت بطریق ابو حفص عمر بن محمد بن عیسی سَذابِی جوہری

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد"[2] میں یہ روایت عمر بن محمد بن عیسی سَذابِی کے ترجمہ میں تخریج کی ہے:

"حدثني عبد العزيز بن علي الأزجي، قال: حدثنا أحمد بن عبد العزيز

[1] تنزيه الشريعة: ۱۲۵/۱، رقم: ۱۵، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] تاريخ بغداد: ۷۵/۱۳، رقم: ۵۹۰٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

الصَرِيْفِيْنِي، قال: حدثنا أبو حفص عمر بن محمد بن عيسى السَذَابِيْ، قال: حدثنا الحسن بن عرفة، قال: حدثنا يزيد بن هارون، قال: حدثنا حماد بن سلمة، عن قتادة، عن عكرمة، عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، عن جبريل، عن الله تعالى، قال: يقول: أنا الله، لا إله إلا أنا كلمتي، من قالها أدخلته جنتي، ومن أدخلته جنتي فقد أمن، والقرآن كلامي ومني خرج".

ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام سے، اور جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالی کا ارشاد نقل کرتے ہیں: میں اللہ ہوں، لا الہ الا اللہ میرا کلمہ ہے، جس شخص نے اسے پڑھا میں اسے اپنی جنت میں داخل کروں گا، اور میں نے جسے اپنی جنت میں داخل کر دیا وہ مامون ہے، اور قرآن میرا کلام ہے اور مجھ سے نکلا ہے۔

یہی روایت حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزيادات على الموضوعات"[1] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ذکر کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ بغداد"[2] میں عمر بن محمد بن عیسی سَذابِی کے ترجمہ میں "وفي بعض حديثه نكرة" (اور اس کی بعض احادیث میں نکارت ہے) کہہ کر زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

---

[1] الزيادات على الموضوعات: ۳۹/۱، رقم: ٦، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۳۱ھـ.

[2] تاريخ بغداد: ۷٤/۱۳، رقم: ٥۹۰٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲ھـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "هذا موضوع". یہ من گھڑت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزیادات"[3] میں اس روایت کو من گھڑت روایات میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "قال الخطيب: عمر في بعض حديثه نكرة، وقال في (الميزان): هذا موضوع". خطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمر کی بعض احادیث میں نکارت ہے، اور "میزان" میں ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ من گھڑت روایت ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال:۲۲۱/۳،رقم:۶۲۰۰،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] لسان الميزان:۱۳۷/۶،رقم:۵۶۷۶،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[3] الزيادات على الموضوعات:۳۹/۱،رقم:۶،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.

[4] تنزيه الشريعة:۱٤۸/۱،رقم:٤۰،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

سند میں موجود راوی ابو حفص عمر بن محمد بن عیسی سَذابِی ہروی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[1] میں فرماتے ہیں: "وفي بعض حديثه نكرة". اور اس کی بعض احادیث میں نکارت ہے، اس کے بعد حافظ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث حدیث تخریج کی ہے۔

امام سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأنساب"[2] میں، علامہ ابن الاثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ نے "اللباب"[3] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[4] میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[5] میں اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزیادات"[6] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

روایت بطریق ابو حفص عمر بن محمد بن عیسی سَذابِی جوہری کا حکم

زیر بحث روایت کو اس سند سے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے سند میں موجود راوی ابو حفص عمر بن محمد بن عیسی سَذابِی کی مناکیر میں شمار کیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اس سند سے "من گھڑت" قرار دیا ہے،

---

[1] تاريخ بغداد:۷٤/۱۳،رقم:٥٩٠٤،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] الأنساب:۱۱۲/۷،رقم:۲۰٦۷،ت:عبد الرحمن بن يحيي،مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد،الطبعة الأولى ۱۳۹۷هـ.

[3] اللباب في تهذيب الأنساب:۱۱۱/۲،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.

[4] ميزان الاعتدال:۲۲۱/۳،رقم:٦۲۰۰،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[5] لسان الميزان:۱۳۷/٦،رقم:٥٦۷٦،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[6] الزيادات على الموضوعات:۳۹/۱،رقم:٦،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

لہذا اس سند سے بھی زیر بحث روایت کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ماقبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت کو مختلف سندوں اور مختلف الفاظ سے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ،حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ ،حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ،علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" قرار دیا ہے، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے "ضعف شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، چنانچہ زیر بحث روایت کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
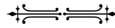
روایت نمبر②

روایت: ”من أكل لقمة من حرام لم تقبل له صلاة أربعين ليلة، ولم تستجب له دعوة أربعين صباحا“. جس نے ایک لقمہ بھی حرام کا کھایا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی، اور اس کی چالیس دن تک دعا قبول نہیں ہوگی۔

حکم: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”منکر“ کہا ہے، نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت“ قرار دیا ہے، بہر صورت اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کرسکتے۔

زیر بحث روایت چھ طرق سے منقول ہے: ① روایت بطریق ابو العباس فضل بن عبد اللہ بن مسعود یَشْکُرِی ② روایت بطریق ابو ہاشم کثیر بن عبد اللہ اُبُلی نَاجِی وَشَّاء ③ روایت بطریق حسین بن عبد الرحمن احتیاطی ④ روایت بطریق ابو اللیث نصر بن عامر بن حفص نَوقَدِی ⑤ روایت بطریق بشر بن عمران بُشْتَانِی ⑥روایت بطریق ابان بن ابی عیاش۔

ذیل میں ہر ایک طریق کی تفصیل ملاحظہ ہو:

① روایت بطریق ابو العباس فضل بن عبد اللہ بن مسعود یَشْکُرِی

امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”مسند“[1] میں یہ روایت اس سند سے تخریج کی ہے:

”الديلمي: أخبرنا مكي بن منصور، عن الحِيْرِي، عن أبي علي

[1] انظر الزيادات على الموضوعات: ٧٦١/٢، رقم: ٩٥٠، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف - الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

حامد بن محمد الهروي، عن الفضل بن عبد الله بن مسعود، عن مالك بن سليمان، عن جرير بن عبد الحميد، عن الأعمش، عن زيد بن وهب، عن ابن مسعود، رفعه: من أكل لقمة من حرام لم تقبل له صلاة أربعين ليلة، ولم تستجب له دعوة أربعين صباحا، وكل لحم ينبته الحرام فالنار أولى به، وإن اللقمة الواحدة[من الحرام] لتنبت اللحم".

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں: جس نے ایک لقمہ بھی حرام کا کھایا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی، اور اس کی چالیس دن تک دعا قبول نہیں ہوگی، اور جس گوشت کی پرورش حرام سے ہوئی ہو تو اس کے لئے آگ ہی بہتر ہے، اور حرام کے ایک لقمہ سے بھی گوشت کی پرورش ہوتی ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ ہمارے ذکر کردہ حکم کا تعلق روایت کے صرف پہلے حصے (یعنی حرام لقمہ کھانے والے کی چالیس دن و رات کی نماز قبول نہیں ہوتی) سے ہے، روایت کا دوسرا حصہ (یعنی حرام سے پرورش پانے والے کے لئے آگ بہتر ہے) بہت سی مختلف سندوں سے منقول ہے، یہاں تک کہ بعض ائمہ نے اسے صحیح تک قرار دیا ہے[1]، الحاصل ہماری بحث و حکم کا تعلق صرف روایت کے پہلے حصہ سے ہے۔

[1] روایت کے دوسرے حصے (یعنی حرام سے پرورش پانے والے کے لئے آگ بہتر ہے) کی تخریج امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند" میں کی ہے، ملاحظہ ہو: "حدثنا عبد الرزاق، أخبرنا معمر، عن ابن خثيم، عن عبد الرحمن بن سابط، عن جابر بن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لكعب بن عجرة: أعاذك الله من إمارة السفهاء، قال: وما إمارة السفهاء؟ قال: أمراء يكونون بعدي، لا يقتدون بهديي، ولا يستنون بسنتي، فمن صدقهم بكذبهم، وأعانهم على ظلمهم، فأولئك ليسوا مني ولست منهم، ولا يردوا علي حوضي، ومن لم

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[۱] میں زیر بحث روایت کو "منکر" کہا ہے۔

علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف السادة"[۲] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[۳] میں فضل بن عبید اللہ بن مسعود کے ترجمہ کے تحت لکھتے ہیں:

يصدقهم بكذبهم، ولم يعنهم على ظلمهم، فأولئك مني وأنا منهم، وسيردوا علي حوضي، يا كعب بن عجرة! الصوم جنة، والصدقة تطفئ الخطيئة، والصلاة قربان أو قال: برهان، يا كعب بن عجرة! إنه لا يدخل الجنة لحم نبت من سحت النار أولى به، يا كعب بن عجرة! الناس غاديان: فمبتاع نفسه فمعتقها، وبائع نفسه فموبقها"(مسند أحمد:٣٣٢/٢٢،رقم:١٤٤٤١،ت:شعيب الأرنؤوط وعادل مؤشد،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ).

اسی طرح حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "المستدرك على الصحيحين" میں اس کی تخریج کی ہے(صحيح ابن حبان:٣٧٨/١٢،رقم:٥٥٦٧،ت:شعيب الأرنؤوط وعادل مؤشد،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

المستدرك على الصحيحين:٤٦٨/٤،رقم:٨٣٠٢،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ).

[۱] المغني عن حمل الأسفار:٤٣٦/١،رقم:١٦٥٥،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،دار الطبرية،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[۲] إتحاف السادة:٨/٦،مؤسسة التاريخ العرب ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

[۳] لسان الميزان:٣٤٥/٦،رقم:٦٠٥٩،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الاسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

”ورأيت له حديثا منكرا أورده صاحب مسند الفردوس من طريق حامد الهروي عنه، عن مالك بن سليمان، بسند الصحيح إلى ابن مسعود، رفعه: من أكل لقمة من حرام لم تقبل له صلاة أربعين يوما، ولم يقبل له دعاء أربعين يوما...الحديث [كذا في الأصل]، لا يعرف إلا من رواية الفضل هذا، عن مالك بن سليمان“.

میں نے اس کی ایک منکر حدیث دیکھی ہے جسے صاحب مسند الفردوس، حامد ہروی، عن فضل، عن مالک بن سلیمان الی ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے طریق سے صحیح سند کے ساتھ مرفوعاً لیکر آئے ہیں: ”جس نے ایک لقمہ بھی حرام کا کھایا تو اس کی چالیس دنوں کی نماز قبول نہیں ہوگی، اور اس کی چالیس دنوں کی دعا قبول نہیں ہوگی“، الحدیث، یہ روایت صرف اس فضل، عن مالک بن سلیمان ہی کے طریق سے معروف ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”الزيادات“[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”قال في (اللسان): هذا حديث منكر، لا يعرف إلا من رواية الفضل بن عبد الله، عن مالك بن سليمان، وقال في (الميزان): الفضل بن عبد الله بن مسعود اليَشْكُرِي الهروي، عن مالك بن سليمان يروي العجائب، قال ابن حبان: لا يجوز الاحتجاج به بحال، شهرته عند من كتب (عنه) من

---

[1] انظر الزيادات على الموضوعات: ۷۶۱/۲، رقم: ۹۵۰، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۳۱هـ.

أصحابنا حديثه تغني عن التطويل في أمره، فلا أدري أكان يقلبها أو تدخل عليه، ومالك بن سليمان قال العقيلي والسليماني [كذا في الأصل]: فيه نظر".

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان" میں کہا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے، یہ صرف فضل بن عبد اللہ، عن مالک بن سلیمان ہی کے طریق سے معروف ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان" میں کہا ہے کہ فضل بن عبد اللہ مسعود یَشکُرِی ہروی، مالک بن سلیمان کے انتساب سے عجائبات نقل کرتا ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے کسی بھی حال میں احتجاج جائز نہیں، ہمارے اصحاب میں جن لوگوں نے ان سے احادیث لکھی ہیں، ان کے نزدیک اس کی شہرت اس کے معاملہ میں زیادہ گفتگو کرنے سے بے نیاز کرنے والی ہے، مجھے معلوم نہیں کہ وہ ان احادیث میں قلب کرتا تھا، یا یہ احادیث اس پر داخل کی گئی تھیں، اور (سند کے راوی) مالک بن سلیمان کے بارے میں عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں نظر ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں مذکورہ روایت فصل ثالث میں امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تخریج کی ہے، روایت کے تحت حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (ان کا قول آگے آرہا ہے) اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول (یہ پہلے گزر چکا ہے) نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا لا يقتضي الحكم عليه بالوضع، والله أعلم". یہ تقاضا نہیں کرتا کہ اس پر وضع کا حکم لگایا جائے، واللہ اعلم۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ٢٦٧/٢، رقم: ١٣٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیہ الشریعۃ"[1] میں روایت کی اس سند میں موجود راوی فضل بن عبد اللہ مسعود یشکری کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔

علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذکرۃ الموضوعات"[2] میں زیر بحث روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هو منكر". وہ منکر ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعۃ"[3] میں زیر بحث روایت ان الفاظ سے ذکر کی ہے: "من أكل لقمة من حرام لم تقبل له صلاة أربعين ليلة، ولم يقبل له دعوة أربعين صباحا، وكل لحم ينبته الحرام فالنار أولى به، لو كانت الدنيا دما عبيطا لكان قوت المؤمن منها حلالا، قال ابن تيمية: موضوع، قال ابن طاهر: وهو كما قال".

جس نے ایک لقمہ بھی حرام کا کھایا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی، اور اس کی چالیس دن تک دعا قبول نہیں ہوگی،، اور جس گوشت کی پرورش حرام

---

[1] تنزيه الشريعة: ٩٦/١، رقم: ١٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبدالله محمد الصديق، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] تذكرة الموضوعات: ص: ١٣٤، دار إحياء التراث العربي - بيروت، الأولى ١٣٤٣هـ.

[3] الفوائد المجموعة: ص: ١٤٦، رقم: ٢٢، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي اليماني، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

سے ہوئی ہو تو اس کے لئے آگ ہی بہتر ہے، اگر دنیا تازہ خون ہوتی تو مومن کے لئے اس میں سے گزارہ کے لائق خوراک حلال ہوتی، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ من گھڑت ہے، ابن طاہر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایسے ہی ہے جیسے انہوں نے کہا ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ بندہ کو حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ان کی کتب میں نہیں مل سکا۔

پھر بعد میں معلوم ہوا کہ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف "لو كانت الدنيا دما عبيطا لكان قوت المؤمن منها حلالا " کے کلامِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی نفی کی ہے، اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "تذکرۃ الموضوعات"[1] میں ہماری زیر بحث روایت لاکر اسے "منکر" کہا ہے، پھر "لو كانت الدنيا دما عبيطا لكان قوت المؤمن منها حلالا" لاکر اسے حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے من گھڑت کہا ہے، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے تسامحاً ان دونوں الگ الگ روایتوں کو یکجا نقل کرکے دونوں کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ یہ من گھڑت ہے نقل کر دیا، یہ درست نہیں ہے۔

الحاصل ہماری زیر بحث روایت کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ یہ من گھڑت ہے نقل کرنا درست نہیں ہے۔

---

[1] علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "من أكل لقمة من حرام لم تقبل له صلاة أربعين ليلة، ولم يستجب له دعاء أربعين صباحا، وكل لحم نبت من الحرام فالنار أولى به، وإن اللقمة الواحدة من الحرام لتنبت اللحم، هو منكر. لو كانت الدنيا دما عبيطا لكان قوت المؤمن منها حلالا، قال ابن تيمية: موضوع، وهو كما قال: وفي المقاصد: لا يعرف له إسناد، ولكن صح معناه، فإن الله لم يحرم على المؤمن ما اضطر إليه من غير معصية" (تذكرة الموضوعات:ص:١٣٤،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الأولى ١٣٤٣هـ).

سند میں موجود راوی ابو العباس فضل بن عبد اللہ بن مسعود یَشْکُرِی ہروی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] میں فرماتے ہیں: "يروي عن مالك بن سليمان وغيره العجائب، لا يجوز الاحتجاج به بحال، شهرته عند من كتب من أصحابنا حديثه يغني عن التطويل في الخطاب في أمره، فلا أدري أكان يقلبها بنفسه أو يدخل عليه فيجيب فيها".

وہ مالک بن سلیمان وغیرہ کے انتساب سے عجائبات نقل کرتا ہے، اس سے کسی بھی حال میں احتجاج جائز نہیں ہے، ہمارے اصحاب میں جن لوگوں نے ان سے احادیث لکھی ہیں، ان کے نزدیک اس کی شہرت اس کے معاملہ میں زیادہ گفتگو کرنے سے بے نیاز کرنے والی ہے، مجھے معلوم نہیں کہ وہ ان احادیث میں بذات خود قلب کرتا تھا، یا یہ احادیث اس پر داخل کی گئی تھیں اس نے ان احادیث کو قبول کر لیا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[2] میں ابو العباس یَشْکُرِی کے بارے میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[3] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وذكره ابن الجوزي في كتاب المواعظ

---

[1] المجروحين: ٢/٢١١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] ميزان الاعتدال: ٣/٣٥٣، رقم: ٦٧٣٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] الكشف الحثيث: ص: ٢٠٩، رقم: ٥٩٠، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

من الموضوعات عقب حديث، ثم قال: موضوع، والمتهم به الفضل بن عبد الله، ويقال له: ابن حزم، ثم ذكر كلام ابن حبان إلى قوله بحال انتهى".

اسے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "موضوعات" کی "کتاب المواعظ" میں ایک حدیث کے تحت ذکر کیا، پھر اس حدیث کو من گھڑت کہا، اور کہا کہ فضل بن عبد اللہ اس کے گھڑنے میں متہم ہے، اور اسے ابن حزم بھی کہا جاتا ہے، اس کے بعد ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام "بحال" تک ذکر کیا، انتہی۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ضعیف"[1] کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیہ الشریعۃ"[2] میں فضل بن عبد اللہ کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

روایت بطریق ابو العباس فضل بن عبد اللہ بن مسعود یشکری کا حکم

زیر بحث روایت کو اس سند سے حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر" کہا ہے، اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، لہذا اسے اس سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

② روایت بطریق ابو ہاشم کثیر بن عبد اللہ اُبلی ناجی وَشَّاء

زیر بحث روایت علامہ عبد الرحمن بن محمد بن احمد بن فضالہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی

---

[1] لسان الميزان: ٣٤٥/٦، رقم: ٦٠٥٩، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ٩٦/١، رقم: ١٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

۴۲۰ھ) نے "فوائد"[1] میں تخریج کی ہے:

"أخبرنا والدي، أنا أبو علي، أنبا أبو علي الحسن بن منصور بن عبد الله الأديب بأسبيجان، نا محمد بن أحمد بن سعيد الرازي الزاهد، نا الحسين بن داود، نا شقيق بن إبراهيم البلخي الزاهد، نا أبو هاشم الأُبَلِّيْ، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل لقمة من الحرام لم تقبل له صلاة أربعين يوما".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایک لقمہ بھی حرام کا کھایا تو اس کی چالیس دنوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

واضح رہے کہ اس سند میں چار راویوں پر کلام ہوا ہے: ① ابوہاشم کثیر بن عبد اللہ ② ابو علی حسین بن داود بلخی ③ ابو علی حسن بن منصور ④ ابو جعفر محمد بن احمد رازی، ذیل میں ہر ایک کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام ملاحظہ ہو:

سند میں موجود راوی ابوہاشم کثیر بن عبد اللہ اُبَلی نَاجِی وَشَّاء (المتوفی بعد ۱۷۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[2] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث".

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[3] میں اور حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الكبير"[4] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] انظر الجزء فيه من فوائد أبي علي عبد الرحمن بن محمد: ص: ٦٨، مخطوط.

[2] التاريخ الكبير: ١٠٤/٧، رقم: ١٠٢٨٨، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[3] الضعفاء لأبي نعيم: ص: ١٣٣، رقم: ١٩٨، ت: فاروق حمادة، مطبعة النجاح الجديدة.

[4] الضعفاء الكبير: ٨/٤، رقم: ١٥٦٠، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ "الكنى والأسماء"[۱] **میں فرماتے ہیں:** "منكر الحديث".

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں:** "هو منكر الحديث، ضعيف الحديث جدا، شبه المتروك"[۲]. **وہ منکر الحدیث، ضعیف الحدیث جداً، شبہ المتروک ہے۔**

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ **نے** "الضعفاء والمتروكين"[۳] **میں اسے** "متروك الحديث" **کہا ہے۔**

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[۴] **میں فرماتے ہیں:** "وعامة ما يروي كثير الناجي هذا عن أنس قد ذكرته، وقد روى كثير الناجي عن أنس شيئا يسيرا، وفي بعض رواياته ما ليس بالمحفوظ". **اور یہ کثیر ناجی، انس** رضی اللہ عنہ **سے جو روایات نقل کرتا ہے میں ان میں اکثر کو ذکر کر چکا ہوں، اور اس کثیر ناجی کی انس** رضی اللہ عنہ **سے منقول روایات تھوڑی ہی ہیں، جن میں بعض محفوظ نہیں ہیں۔**

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[۵] **فرماتے ہیں:** "كثير بن سليم، أبو هاشم من أهل الأيلة[كذا في الأصل، والصحيح: الأبلة]، وهو الذي يقال له كثير بن عبد الله، يروي عن أنس، روى عنه قتيبة بن سعيد، كان ممن يروي عن أنس ما ليس من حديثه من غير رؤيته، ويضع عليه، ثم يحدث

---

[۱] الكنى والأسماء لمسلم: ٨٧٥/٢، رقم: ٣٥٤٤، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[۲] الجرح والتعديل: ١٥٤/٧، رقم: ٨٥٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[۳] الضعفاء والمتروكين: ص: ٢٠٦، رقم: ٥٣١، بوران الضناوى، كمال يوسف الحوت، موسسة الكتب الثقافية، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[۴] الكامل في الضعفاء: ٢٠٢/٧، رقم: ١٦٠١، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[۵] المجروحين: ٢٢٣/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

به لا يحل كتابة حديثه، ولا الرواية عنه إلا على سبيل الاختبار".

ابو ہاشم کثیر بن سلیم کا تعلق ابلہ سے ہے، اور یہ وہی ہے جسے کثیر بن عبد اللہ بھی کہا جاتا ہے[1]، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے، قتیبہ بن سعید نے اس سے روایت کی ہے، یہ ان لوگوں میں سے ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بغیر دیکھے ایسی روایت نقل کرتے ہیں جو ان کی حدیث میں سے نہیں ہے، وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ پر حدیث گھڑتا تھا، پھر اسے بیان کرتا تھا، اس کی حدیث کو لکھنا حلال نہیں ہے، اور نہ ہی اس سے روایت کرنا حلال ہے سوائے امتحان کے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[2] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "المتفق والمفترق"[3] میں فرماتے ہیں: "وكان ضعيفا". ابو ہاشم ناجی ضعیف تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[4] میں لکھتے ہیں: "وما أرى رواياته بالمنكرة جدا، وقد روى له ابن عدي عشرة أحاديث، ثم قال: وفي بعض

[1] حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر رد کیا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ کثیر بن سلیم اور کثیر بن عبد اللہ دو الگ الگ راوی ہیں، ملاحظہ ہو: "ق: كثير بن سليم الضبي المدائني، أبو سلمة. عن: أنس بن مالك، والضحاك، وعنه: أبو صالح كاتب الليث، وسلام بن سليمان المدائني، وأحمد بن يونس، وعمرو بن عون، وجبارة بن المغلس، ومحمد بن عبد الملك بن أبي الشوارب، وآخرون، ضعفه ابن المديني، والناس، وقال النسائي، وغيره: متروك، وقال أبو حاتم: ضعيف الحديث، وقال الدارقطني، وغيره: هو كثير بن عبد الله الأبلي، وفرق بينهما أبو زرعة الرازي، وجماعة، وهو الصحيح" (تاريخ الإسلام: ٤٨٤/٤، رقم: ٣٣٠، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ).

[2] تذكرة الحفاظ: ص: ١١٥، رقم: ٢٦٤، ت: حمدي بن عبد المجيد، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] المتفق والمفترق: ١٧٩٠/٣، رقم: ١١٧٥، ت: محمد صادق آيدن، دار القاري ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ٤٠٦/٣، رقم: ٦٩٤٢، ت: على محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

رواياته ما ليس بمحفوظ"۔ میرا خیال نہیں ہے کہ اس کی روایات شدید منکر ہوں، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی دس روایات نقل کی ہیں، اور کہا ہے کہ اس کی بعض احادیث محفوظ نہیں ہیں۔

البتہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "سير أعلام النبلاء"[1] میں ایک دوسری حدیث کے تحت کثیر بن عبد اللہ کو "واہ" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "تهذيب التهذيب"[2] میں کثیر بن عبد اللہ کو "أحد المتروكين" کہا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو علی حسین بن داود بن معاذ بلخی (المتوفی ۲۸۲ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[3] میں فرماتے ہیں: "ولم يكن الحسين بن داود ثقة، فإنه روى نسخة عن يزيد بن هارون، عن حميد، عن أنس، أكثرها موضوع"۔ حسین بن داود ثقہ نہیں ہے، اس نے یزید بن ہارون، عن حمید، عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے ایک نسخہ روایت کیا ہے، جس کا اکثر حصہ من گھڑت ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[4] میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] سير أعلام النبلاء: ٣١٦/٩، ت: شعيب الأرنوؤط، موسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.

[2] تهذيب التهذيب: انظر ترجمة إسحاق بن أبي إسرائيل: ٢١١/١، رقم: ٤١٥، ت: عادل أحمد، علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٥٧٦/٨، رقم: ٤٠٥٣، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] ميزان الإعتدال: ٥٣٤/١، رقم: ١٩٩٨، ت: على محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

نے "لسان"[1] میں اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروکین"[2] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تاریخ"[3] میں فرماتے ہیں: "وله عندنا عجائب يستدل بها على حاله". اور ہمارے پاس اس کے عجائبات ہیں جن کے ذریعے سے اس کی حالت پر استدلال کیا جاتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[4] میں فرماتے ہیں: "أحد المتروكين". وہ متروکین میں سے ایک ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[5] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وقد قال ابن الجوزي في موضوعاته بعد الدعاء بحفظ القرآن دعاء منقول في الطريق الثالث الحسين بن داود يعني البلخي هذا ثلاثتهم يعني الجويباري الذي تقدم وسليمان بن عيسى يعني الآتي والحسين بن داود يعني هذا، كانوا يضعون الحديث، والله أعلم أيهم ابتدأ بوضعه؟ ثم سرقاه الآخران وبدلا فيه وغيرا انتهى".

---

[1] لسان الميزان:١٦٢/٣،رقم:٢٥١٠،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي:٢١٢/١،رقم:٨٨١،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] انظر لسان الميزان:١٦٣/٣،رقم:٢٥١٠،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] تاريخ الإسلام:٧٤٠/٦،رقم:٢٢٢،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[5] الكشف الحثيث:ص:٩٨،رقم:٢٣٨،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "موضوعات" میں دعاء حفظ قرآن کے بعد ایک دعا ذکر کی ہے، جس کی تیسری سند حسین بن داود یعنی بلخی سے منقول ہے، (اسے نقل کرکے) فرماتے ہیں: یہ تینوں یعنی جویباری جس کا ذکر گزر گیا ہے، اور سلیمان بن عیسی یعنی جو عنقریب آرہا ہے، اور یہ حسین بن داود حدیث گھڑتے تھے، اللہ خوب جانتا ہے کہ اس حدیث کو ان میں سب سے پہلے کس نے گھڑا ہے، پھر دوسرے دو نے اس کا سرقہ کرکے اس میں تبدیلی کی ہے، انتہی۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں حسین بن داود کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو جعفر محمد بن احمد بن سعید رازی (المتوفی ۳۴۴ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[2] میں فرماتے ہیں: "لا أعرفه، لكن أتى بخبر باطل، هو آفته". میں اسے نہیں پہچانتا، لیکن یہ ایک باطل خبر لایا ہے جس میں یہی آفت ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول اس خبرِ باطل کو ذکر کیا، جس میں یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چار انگوٹھیاں تھیں۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ۵۲/۱، رقم: ۱۰، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٤٥٧/٣، رقم: ٧١٤٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "التوضيح"[1] میں زیر بحث روایت نقل کرکے فرماتے ہیں: "حديث مختلق، رواته مأمونون سوى أبي جعفر محمد بن أحمد بن سعيد الرازي، فلا أعرف عدالته، فكأنه هو واضعه". یہ گھڑی ہوئی حدیث ہے، اس کے تمام راوی مامون ہیں سوائے ابو جعفر محمد بن احمد بن سعید رازی کے، مجھے اس کی عدالت کی معرفت نہیں، گویا کہ اسی نے اسے گھڑا ہے۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے "عمدة القاري"[2] میں حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[3] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں ابو جعفر محمد بن احمد بن سعید رازی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو علی حسن بن منصور بن عبد اللہ بن احمد اسفیجابی مؤدب مقرئی (المتوفی بعد ۳۸۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[5] میں اسے "ليس بثقة" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[6] میں حسن بن منصور کے بارے

---

[1] التوضيح: ۸۳/۲۸، تحقيق: دار الفلاح، دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

[2] عمدة القاري: ٣٤/٢٢، دار الفكر.

[3] الكشف الحثيث: ص: ٢١٦، رقم: ٦١٢، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ٩٩/١، رقم: ٢٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[5] ميزان الاعتدال ٥٢٤/١، رقم: ١٩٥٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[6] لسان الميزان: ١٢٥/٣، رقم: ٢٤٠٩، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الاسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

میں فرماتے ہیں: ”وأخبرني بعض أصحابنا أنه كان يزيد في الرَّقْم، ويسرق الأحاديث، ويحدث عمن لم يرهم“. بعض ساتھیوں نے مجھے بتایا کہ وہ حدیث میں اضافے کرتا تھا[1]، اور احادیث میں سرقہ کرتا تھا، اور ان لوگوں کے انتساب سے حدیثیں بیان کرتا تھا جن کو اس نے دیکھا بھی نہیں تھا۔

روایت بطریق ابوہاشم کثیر بن عبد اللہ اُبَلی نَاجِی وَشَّاء کا حکم

سند میں موجود راوی ابو ہاشم کثیر بن عبد اللہ کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے: ”منکر الحدیث، ضعیف الحدیث جداً، شبہ المتروک، متروک الحدیث، یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ پر حدیثیں گھڑتا تھا“۔

اسی طرح سند میں موجود راوی ابو علی حسین بن داود کے بارے میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے: ”وہ ثقہ نہیں ہے، وہ متروکین میں سے ایک ہے“۔

نیز سند میں موجود راوی ابو علی حسن بن منصور کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید صیغے استعمال کئے ہیں، جیسے: ”لیس بثقہ، حدیث میں سرقہ کرتا تھا، یہ ان لوگوں کے انتساب سے حدیثیں بیان کرتا تھا جن کو اس نے دیکھا بھی نہیں تھا“۔

---

[1] علامہ ابن الاثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ ”النهاية في غريب الأثر“ میں فرماتے ہیں: ”ومنه الحديث: كان يزيد في الرقم أي: ما يكتب على الثياب من أثمانها لتقع المرابحة عليه، أو يغتر به المشتري، ثم استعمله المحدثون فيمن يكذب ويزيد في حديثه“.

اسی طرح سند میں موجود راوی ابو جعفر محمد بن احمد رازی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں: "یہ ایک باطل خبر لایا ہے، جس میں یہی آفت ہے"۔

الحاصل زیر بحث روایت اس سند سے بھی "شدید ضعیف" ہے، لہذا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے، واللہ اعلم۔

③ روایت بطریق حسین بن عبد الرحمن احتیاطی

یہ روایت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الأوسط"[1] میں تخریج کی ہے:

"حدثنا محمد بن عيسى بن شيبة، ثنا الحسن بن علي الاحتياطي، ثنا أبو عبد الله الجوزجاني رفيق إبراهيم بن أدهم، ثنا ابن جريج، عن عطاء، عن ابن عباس قال: تليت هذه الآية عند رسول الله صلى الله عليه وسلم "يا أيها الناس كلوا مما في الأرض حلالا طيبا"، فقام سعد بن أبي وقاص، فقال: يا رسول الله! ادع الله أن يجعلني مستجاب الدعوة، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: يا سعد! أطب مطعمك تكن مستجاب الدعوة، والذي نفس محمد بيده! إن العبد ليقذف اللقمة الحرام في جوفه ما يتقبل منه عمل أربعين يوما، وأيما عبد نبت لحمه من السحت والربا فالنار أولى به".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ آیت پڑھی گئی "يا أيها الناس كلوا مما في الأرض حلالا طيبا"، تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

---

[1] المعجم الأوسط: ٦/٣١٠، رقم: ٦٤٩٥، ت: أبو معاذ طارق بن عوض الله، دار الحرمين ـ مصر، الطبعة ١٤١٥هـ.

کھڑے ہوئے، عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ اللہ تعالی سے دعا کریں کہ اللہ تعالی مجھے مستجاب الدعوات بنادے، نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا: اے سعد! اپنے کھانے کو پاکیزہ رکھو تم مستجاب الدعوات بن جاؤ گے، قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے! بے شک جو بندہ بھی حرام لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا، اور جس بندے کے گوشت کی پرورش حرام یا سود سے ہوئی ہو تو اس کے لئے آگ ہی بہتر ہے۔

یہی روایت حافظ ابو بکر بن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے[1]۔

اہم نوٹ:

ابو عبد اللہ جوزجانی سے نقل کرنے والے راوی کا نام "معجم الاوسط" میں حسن بن علی احتیاطی لکھا ہے، اور "تفسیر ابن کثیر" میں حسین بن عبد الرحمن لکھا ہے۔

روایت بطریق حسین بن عبد الرحمن احتیاطی پر ائمہ کا کلام

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط"[2] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"لا یروی هذا الحدیث عن ابن جریج إلا بهذا الإسناد، تفرد به

---

[1] انظر تفسیر ابن کثیر: ۳۴۸/۱، ت: محمد حسین شمس الدین، دار الکتب العلمية ـ بیروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[2] المعجم الأوسط: ۳۱۰/٦، رقم: ٦٤۹٥، ت: أبو معاذ طارق بن عوض الله، دار الحرمين ـ مصر، الطبعة ۱٤۱٥هـ.

الاحتياطي". یہ حدیث ابن جریج کے طریق سے صرف اسی سند سے منقول ہے، اس میں احتیاطی متفرد ہے۔

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ "جامع العلوم والحكم"[1] میں زیر بحث روایت پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وقد خرج الطبراني بإسناد فيه نظر". طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایسی سند سے تخریج کیا ہے جس میں نظر ہے۔

حافظ نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[2] میں زیر بحث روایت کے تحت لکھتے ہیں: "رواه الطبراني في الصغير، وفيه من لم أعرفهم". طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "صغیر" میں روایت کیا ہے اور اس میں ایسے راوی ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ "الفتح المبين"[3] میں فرماتے ہیں: "وقد خرج الطبراني بإسناد فيه نظر". طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایسی سند سے تخریج کیا ہے جس میں نظر ہے۔

---

[1] جامع العلوم والحكم: ۲٦٠/١، ت: شعيب الأرنؤوط وإبراهيم باجس، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثامنة ١٤١٩هـ.

[2] مجمع الزوائد: ۲۹۱/۱۰، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[3] الفتح المبين: ص: ۲۹۰، ت: أحمد جاسم محمد المحمد وقصي محمد نورس الحلاق، دار المنهاج ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

سند میں موجود راوی ابو علی حسین بن عبد الرحمن بن عباد فزاری احتیاطی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یقال له حسین، أعرفه بالتخلیط“[1]. اسے حسین کہا جاتا ہے، میں اسے تخلیط کے ساتھ جانتا ہوں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”میزان الاعتدال“[2] میں حسین بن عبد الرحمن کا ترجمہ قائم کر کے لکھتے ہیں: ”قال علي بن المديني: تركوا حديثه، قلت: لعله الاحتياطي، فإنه غير معتمد، وقيل: اسمه الحسن كما مر“. علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اس کی حدیث کو محدثین نے ترک کر دیا ہے، میں (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ شاید یہ حسین بن عبد الرحمن، احتیاطی ہے، بے شک یہ غیر معتمد ہے، اور کہا گیا ہے کہ اس کا نام حسن ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

کچھ آگے جا کر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حسین احتیاطی کی ایک حدیث نقل کی، پھر فرماتے ہیں: ”قلت: هذا باطل، والمتهم به حسين“[3]. میں کہتا ہوں کہ یہ باطل حدیث ہے، اور اس میں حسین متہم ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”ثقات“[4] میں ذکر کیا ہے۔

---

[1] تاريخ بغداد: ٦٠١/٨، رقم: ٤٠٨١، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٥٣٩/١، رقم: ٢٠١٨، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] ميزان الاعتدال: ٥٤٠/١، رقم: ٢٠١٨، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: ”وقال الهيثم بن خلف: أنبأنا الحسن بن عبد الرحمن الاحتياطي، حدثنا جرير، عن ليث، عن مجاهد، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس في الجنة شجرة إلا على كل ورقة منها مكتوب لا إله إلا الله محمد رسول الله، أبو بكر الصديق، عمر الفاروق، عثمان ذو النورين. قلت: هذا باطل، والمتهم به حسين“.

[4] الثقات: ١٧٩/٨، مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدرآباد، الطبعة الأولى ١٣٣٩هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں حسین بن عبد الرحمن کے بارے میں فرماتے ہیں: "يسرق الحديث عن الثقات". وہ ثقہ لوگوں سے حدیث سرقہ کرتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ مزید "الکامل"[2] میں فرماتے ہیں: "وللحسن بن عبد الرحمن غير ما ذكرته، ولا يشبه حديثه حديث أهل الصدق". اور حسن بن عبد الرحمن کی میری ذکر کردہ روایات کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور اس کی حدیث اہل صدق کی حدیث کے مشابہ نہیں ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد"[3] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کیا ہے۔

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لو قلت: كان كذابا لجاز"[4]. اگر میں کہوں کہ وہ کذاب ہے تو جائز ہو گا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[5] میں اسے "متهم" قرار دیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[6] میں فرماتے ہیں: "ليس بثقة".

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:۱۸۷/۳،رقم: ٤٧٠،ت:عادل أحمدعبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:۱۹۰/۳،رقم: ٤٧٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] تاريخ بغداد:۳۱۰/۸،رقم: ۳۸۰٤،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ٥٠٢/١،رقم: ١٨٨٠،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[5] المغني في الضعفاء: ٢٤٠/١،رقم:١٤٢٣،ت:نور الدين عتر،إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[6] ميزان الاعتدال: ٥٠٢/١،رقم: ١٨٨٠،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ "غاية النهاية"[2] میں لکھتے ہیں: "قال أبو الفضل الخزاعي: والاحتياطي: شيخ كبير، محدث، صدوق، ورع، مستور، سمعت أبا الفتح الأزدي الموصلي بها يقول: ابن عبد الرحمن الاحتياطي من أهل بلد ثقة، كثير الحديث، وكان أحمد بن حنبل يقدمه ويوقره ويعظمه".

ابو الفضل خزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احتیاطی شیخ کبیر، محدث، صدوق، متقی، مستور ہے، میں نے ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرمارہے تھے کہ ابن عبد الرحمن احتیاطی شہر کے ثقہ لوگوں میں ہیں، کثیر الحدیث ہے، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کو مقدم فرماتے، ان کی توقیر اور تعظیم کرتے تھے۔

اہم فائدہ:

"میزان الاعتدال" میں مذکور حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس کے معارض ہے، نیز امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی گزر چکا ہے: "أعرفه بالتخليط". میں اسے تخلیط کے ساتھ جانتا ہوں۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[3] میں حسین بن عبد الرحمن کو

---

[1] لسان الميزان: ٦٥/٣، رقم: ٢٣٠٨، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] غاية النهاية في أسماء الرجال: ٧٥٧/١، رقم: ١١٠٥، ت: أبو إبراهيم عمرو بن عبد الله، دار الؤلؤة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٨هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ٤٩/١، رقم: ٣٥، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ سند میں موجود راوی ابو عبد اللہ جوز جانی، رفیق ابراہیم بن ادہم کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود کتب رجال میں نہیں مل سکا۔

روایت بطریق حسین بن عبد الرحمن احتیاطی کا حکم

روایت کی اس سند میں موجود راوی حسین بن عبد الرحمن احتیاطی کے بارے میں حافظ ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: لیس بثقہ، حدیث میں سرقہ کرتا ہے، اگر میں کہوں کہ وہ کذاب ہے تو جائز ہوگا، متہم ہے)، نیز سند میں موجود ابو عبد اللہ جوز جانی، رفیق ابراہیم بن ادہم کا ترجمہ کتبِ رجال میں نہیں مل سکا، الحاصل زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

④ روایت بطریق ابو اللیث نصر بن عامر بن حفص نَوقَدِی

علامہ نجم الدین عمر بن محمد بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۳۷ھ) "القند"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"قال: أخبرنا الشيخ أبو محمد عبد الله بن علي الجَوْبَقِي، قال: أخبرنا الشيخ الإمام أبو إسحاق إبراهيم بن محمد النوحي، قال: أخبرنا أبو الليث نصر بن عامر بن [حفص] النَوقَدِي النسفي، قال: حدثنا أبو النضر

[1] القند في ذكر علماء سمر قند:ص:٤٩،رقم:٩،ت:يوسف الهادي،آينة ميراث ـ تهران،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

محمد بن محمد بن إسحاق التميمي السمرقندي، قال: حدثنا أبو إسحاق إبراهيم بن السري، قال: حدثنا عبد الله بن مالك، عن أبي معاوية، عن الأعمش، عن وهب، عن عبد الله بن عمرو، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل لقمة حراما، لم يقبل الله تعالى له صلاة أربعين ليلة، ومن أكل لقمة حراما لم يستجب له أربعين صباحا، وكل لحم نبت من سحت فالنار أولى به، وإن اللقمة الواحدة لتنبت اللحم".

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایک لقمہ بھی حرام کا کھایا تو اس کی چالیس دنوں کی نماز قبول نہیں ہوگی، اور جس نے ایک لقمہ بھی حرام کا کھایا تو چالیس دن تک اس کی دعا قبول نہیں ہوگی، اور جس گوشت کی پرورش حرام سے ہوئی ہو تو اس کے لئے آگ ہی بہتر ہے، اور حرام کے ایک لقمہ سے بھی گوشت کی پرورش ہوتی ہے۔

سند میں موجود راوی ابو اللیث نصر بن عامر بن حفص نَوقَدِی اور ابو اسحاق ابراہیم بن سری بن حبیب ہروی کے بارے میں کلام

سند میں موجود راوی ابو اللیث نصر بن عامر بن حفص نَوقَدِی اور ابراہیم بن سری کے بارے میں حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب"[1] میں فرماتے ہیں: "وأبو الليث نصر بن عامر بن حفص النَوقَدِي، من نَوقَد خرداخن، يروي عن أبى النصر محمد بن إسحاق السمرقندي، عن إبراهيم بن السري كتاب جزاء الأعمال، سمع منه الفقيه أبو القاسم النوحي، قال المستغفري:

[1] الأنساب:۲۰۹/۱۳،رقم:۵۰۸۱،مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدرآباد دكن،الطبعة الأولى ۱۳۹۷ھ۔

ولم أرغب في سماعه، لأن أكثر ما فيه موضوعاتُ محمد بن تميم الفاريابي وأحمد بن عبد الله الجويباري".

ابو اللیث نصر بن عامر بن حفص نَوْقَدِی، اس کا تعلق نوقد خرداخن سے ہے، وہ عن ابی نصر محمد بن اسحاق سمرقندی، عن ابراہیم بن سری کے طریق سے کتاب "جزاء الاعمال" روایت کرتا ہے، فقیہ ابو القاسم نوحی نے اس سے سنا ہے، مستغفری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اس کی سماعت میں کوئی رغبت نہیں ہے، اس لئے کہ جو کچھ اس کتاب میں ہے وہ اکثر محمد بن تمیم فاریابی اور احمد بن عبد اللہ جویباری کی موضوعات ہیں۔

اہم نوٹ:

سند میں موجود راوی عبد اللہ بن مالک، ابو نصر محمد بن محمد بن اسحاق تمیمی سمرقندی، اور ابو احمد عبد اللہ بن علی جَوْبَقِیُّ کے حالات کتب رجال میں نہیں مل سکے۔

روایت بطریق ابو اللیث نصر بن عامر بن حفص نَوْقَدِی کا حکم

سند کے راویوں پر تبصرہ کے تحت گزر چکا ہے کہ اس کے تین راویوں عبد اللہ بن مالک، ابو نصر محمد بن محمد سمرقندی اور ابو احمد عبد اللہ بن علی جَوْبَقِیُّ کے حالات کتب رجال میں نہیں مل سکے، نیز حافظ مستغفری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام بھی گزر چکا ہے کہ مجھے ابراہیم بن سری کی کتاب، جو ابو اللیث نصر بن عامر ابو نصر سمرقندی کے واسطے سے نقل کرتا ہے، کی سماعت کی کوئی رغبت نہیں ہے، اس لئے کہ جو کچھ اس کتاب میں ہے وہ اکثر محمد بن تمیم فاریابی اور احمد بن عبد اللہ جویباری کی موضوعات ہیں۔

نیز قطع نظر خاص اس سند کے اس متن کو حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر" کہا ہے، نیز اسے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے۔

الحاصل اس روایت کو اس سند سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑤ روایت بطریق بشر بن عمران بُشتانِی

علامہ نجم الدین عمر بن محمد بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۳۷ھ) "القند"[1] میں بشر بن عمران بُشتَانِی نسفی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"قال: أخبرنا عبد الملك، قال: أخبرنا المستغفري، قال: أخبرنا ابن المكي، قال: حدثنا محمد بن زكريا بن الحسين، قال: حدثنا أبو عبد الله محمد بن عصمة البُشْتَانِي، قال: حدثنا بشر بن عمران البُشْتَانِي، قال: حدثنا المكي بن إبراهيم، قال: حدثنا أبو لهيعة، عن نافع، عن ابن عمر، قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: من أكل لقمة من حرام لم يقبل دعاؤه أربعين يوما، قال ابن عمر: صمتا أذناي إن لم أسمع هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم".

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے ایک لقمہ بھی حرام کا کھایا تو چالیس دن تک اس کی دعا قبول نہیں ہوگی، اگر میں نے یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

---

[1] القند في ذكر علماء سمرقند: ص:۱۰۹، رقم:۱۵۲، ت: يوسف الهادي، آينة ميراث ـ تهران، الطبعة الأولى ۱٤۲۰ھ۔

بشر بن عمران بُشتَانِی نسفی اور ابو عبد اللہ محمد بن عصمہ بُشتَانِی

حافظ ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ "تکملة الإکمال"[1] میں بشر بن عمران بُشتَانی نسفی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"وأما البُشْتَاني: بضم الباء المعجمة بواحدة وسكون الشين المعجمة وبعدها تاء معجمة باثنتين من فوقها فهو: بشر بن عمران النسفي البُشْتَانِي، قال جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري في تاريخ نسف: هو من قرية بُشْتَان، روى عن المكي بن إبرهيم، وعصام بن يوسف، روى عنه أبو عبد الله محمد بن عصمة البُشْتَانِي المُكْتِب".

بہر حال بُشتَانِی: باء کے پیش اور شین کے سکون کے ساتھ ہے، اس کے بعد تاء معجمہ ہے، یہ بشر بن عمران نسفی بُشتَانی ہے، جعفر بن محمد بن معتز مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ نسف" میں فرمایا ہے: وہ بُشتَان کی بستی سے ہے، اس نے مکی بن ابراہیم، اور عصام بن یوسف سے روایت کی ہے، ابو عبد اللہ محمد بن عصمہ بُشتَانِی مکتب نے اس سے روایت کی ہے۔

علامہ نجم الدین عمر بن محمد بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۳۷ھ) "القند"[2] میں ابو بکر احمد بن عبد العزیز بن مکی بن نوح فرائضی شافعی نسفی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"أبو بكر أحمد بن عبد العزيز بن مكي بن نوح الفرائضي الشافعي النسفي كان خزينة شيوخ أصحاب الحديث من أهل نسف، عامة أحاديثهم

---

[1] تكملة الإكمال: ۴۳۹/۱، رقم: ۷۳۸، ت: عبد القيوم عبد رب النبي، مركز الإحياء التراث الإسلامي ـ مكة المكرمة، الطبعة الأولى ۱۴۰۸هـ.

[2] القند في ذكر علماء سمر قند: ص: ۸۵، رقم: ۹۸، ت: يوسف الهادي، آينة ميراث ـ تهران، الطبعة الأولى ۱۴۲۰هـ.

كانت عنده، تخرج بالسِيْرَوَانِي، سمع من أبي بكر أحمد بن إسماعيل بن عامر السمرقندي، والأجلة، مات بنسف سنة إحدى وثمانين وثلاثمائة".

ابو بکر احمد بن عبد العزیز بن مکی بن نوح فرائضی شافعی نسفی اہل نسف کے اصحاب حدیث کے شیوخ کا خزانہ ہے، عام طور سے اہل نسف کی حدیثیں اسی کے پاس ہوتی تھیں جنہیں یہ سِیرَوَانِی سے تخریج کرتا تھا، اس نے ابو بکر احمد بن اسماعیل بن عامر سمرقندی اور معزز لوگوں سے سنا ہے، ان کی نسف میں ۳۸۱ھ میں وفات ہوئی۔

ابو بکر محمد بن زکریا بن حسین نسفی صکوکی (المتوفی ۳۴۴ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تذکرة الحفاظ"[1] میں موصوف کے ترجمہ میں "حافظ کبیر" لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: "أرخه جعفر المستغفري فقال: كان حافظا، مصنفا للأبواب، عارفا بحديث أهل بلده". جعفر مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں ان کے بارے میں کہا ہے: یہ حافظ، ابواب کا مصنف، اپنے شہر والوں کی حدیثوں کا عالم تھا۔

ابو علی حسن بن عبد الملک بن علی نسفی (المتوفی ۴۸۷ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

غالب گمان یہ ہے کہ ابو العباس مستغفری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنے والا راوی عبد الملک در حقیقت ابن عبد الملک یعنی حسن بن عبد الملک بن حسین ابو علی نسفی

---

[1] تذكرة الحفاظ: ۹۵/۳، رقم: ۸۸۳، ت: زكريا عميرات، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

ہے، کیونکہ حسن ابو علی نسفی کتاب ''القند'' میں متعدد مقامات[1] پر ابو العباس مستغفری، عن ابن مکی، عن محمد بن زکریا بن حسن کے طریق سے مختلف احادیث نقل کرنے والا ہے، نیز مؤلف ''القند'' حافظ عمر بن محمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے دو مقامات[2] پر ابن عبد الملک عن مستغفری کہہ کر روایات نقل کی ہیں۔

الحاصل ظنِ غالب یہی ہے کہ یہ راوی در حقیقت ابن عبد الملک یعنی ابو علی حسن بن عبد الملک بن حسین نسفی (المتوفی ۴۸۷ھ) ہے۔

اب اس حسن بن عبد الملک بن حسین ابو علی نسفی کا ترجمہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سير أعلام النبلاء''[3] میں ''الإمام، الحافظ، المحدث'' کہہ کر نقل کیا ہے۔

اہم نوٹ:

سند میں موجود ابو لہیعہ کے حالات کتب رجال میں نہیں مل سکے۔

روایت بطریق بشر بن عمران بُشْتَانِی کا حکم

سند میں موجود راوی ابو لہیعہ، بشر بن عمران بُشْتَانی اور ابو عبد اللہ محمد بن عصمہ بُشْتَانی کے تراجم تلاش بسیار کے باوجود کتبِ رجال میں نہیں مل سکے۔

نیز قطع نظر خاص اس سند کے اس متن کو حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر

---

[1] القند في ذكر علماء سمر قند:انظر الأرقام:١٢١٥،١١٨٥،١١٥٩،٥٢٣،٤٢٥،٤١٩،١٥٢،ت:يوسف الهادي،آينة ميراث ـ تهران،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[2] القند في ذكر علماء سمر قند:انظر الأرقام:١٣٨،١٧٥،ت:يوسف الهادي،آينة ميراث ـ تهران،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[3] سير أعلام النبلاء:١٤٣/١٩،رقم:٧٣،ت:شعيب الأرنوؤط،موسسة الرسالة ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر" کہا ہے، نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے۔

الحاصل زیر بحث روایت کو اس سند سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑥ روایت بطریق ابان بن ابی عیاش

زیر بحث روایت حافظ ابو القاسم اسماعیل بن محمد الملقب قوام السنہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۳۵ھ) نے "الترغیب والترہیب"[1] میں تخریج کی ہے:

"قرئ على أبي عمرو عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق، وأنا أسمع، أخبركم أبو طاهر عمر بن إبراهيم بن الفاخر السُرَيْجَانِي، ثنا أبو الحسن علي بن أحمد بن يوسف بن الحكم القزويني الشيباني، ثنا هارون بنهزاري، ثنا عبد الرحيم النيسابوري، عن أبي عثمان العتكي، عن أبان بن أبي عياش، عن أنس بن مالك قال: قلت: يا رسول الله! اجعلني مستجاب الدعوة، قال: يا أنس! أطب كسبك تستجاب دعوتك، فإن الرجل يرفع اللقمة إلى فيه من حرام، فلا يستجاب له دعوة أربعين يوما".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے مستجاب الدعوات بنا دیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! اپنی کمائی پاکیزہ رکھو آپ کی دعا قبول ہوگی، کیونکہ بندہ اگر حرام کا ایک لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھاتا ہے تو چالیس دن تک اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

---

[1] الترغيب والترهيب: ٤٠/٢، رقم: ١١١٠، ت: أيمن بن صالح بن شعبان، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

سند میں موجود راوی ابو اسماعیل ابان بن ابی عیاش فیروز بصری (المتوفی ۱۳۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

علامہ محمد بن موسی حَرَشی اور علامہ عبد الرحمن بن مبارک عَیشی، حماد بن زید سے نقل کرتے ہیں:"قلت لسلم العلوي: حدثني، قال: يا بني عليك بأبان، فإني قد رأيته يكتب بالليل عند أنس بن مالك عند السراج.زاد العيشي، عن حماد قال: فذكرت ذلك لأيوب، فقال: ما زال نعرفه بالخير منذ كان"[1].

میں نے سَلم علوی سے کہا: آپ مجھے حدیث بیان کریں، سَلم نے کہا: اے بیٹا! تم ابان کو لازم پکڑو، کیونکہ میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ چراغ کے سامنے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھ کر لکھا کرتا تھا، عَیشی، حماد سے یہ اضافہ بھی نقل کرتے ہیں کہ میں نے یہ بات ایوب سے کہی تو ایوب نے کہا: ایک عرصہ سے ہم ان میں خیر ہی کو پہچانتے ہیں۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"لأن أشرب من بول حمار حتى أروى أحب إلى من أن أقول: حدثنا أبان بن أبي عياش"[2]. میں ابان بن ابی عیاش سے روایت نقل کروں، مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ خوب سیر ہو کر گدھے کا پیشاب پیوں۔

---

[1] تهذيب الكمال:۲۰/۲،رقم:۱٤۲،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۷هـ.

[2] انظر ميزان الاعتدال: ۱۰/۱،رقم:۱۵،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:" لأن يزني الرجل خير له من أن يروى عن أبان بن أبي عياش "(انظر سؤالات البرذعي:ص:۲۰۰،رقم:۳٤۱،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ).

علامہ ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت لشعبة: حدثني مهدي بن ميمون، عن سَلْم العلوي، قال: رأيت أبان بن أبي عياش يكتب عن أنس بالليل، فقال شعبة: سلم يرى الهلال قبل الناس بليلتين"[1].

میں نے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: مجھے مہدی بن میمون نے سلم علوی سے نقل کیا ہے، سَلم فرماتے ہیں کہ میں نے ابان بن ابی عیاش کو رات کے وقت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث لکھتے ہوئے دیکھا ہے، تو اس کے جواب میں شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سَلم تو چاند بھی لوگوں سے دو دن پہلے دیکھ لیتا ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن مثنی انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كنت مع سلام بن أبي مطيع، فذكرنا أبان بن أبي عياش فقال: لا تحدث عنه بشيء، وانظر حديثك عن حميد، فازدهر بحديثه"[2]. میں سلام بن ابی مطیع کے ساتھ تھا ہم نے ابان بن ابی عیاش کا ذکر کیا، تو سلام بن ابی مطیع نے فرمایا: اس سے کچھ بھی بیان نہ کرو، اور اپنی حدیث حمید سے بیان کر کے اسے محفوظ کرو۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے "الطبقات الکبری"[3] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يكذب"[4]. یہ جھوٹ بولتا تھا۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ١٠/١، رقم: ١٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] العلل ومعرفة الرجال: ٣٦٠/٣، رقم: ٥٥٧٨، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[3] الطبقات الكبرى: ١٨٨/٧، رقم: ٣٢٠٤، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

[4] معرفة الرجال: ٦٤/١، رقم: ١١٦، ت: محمد كامل القصار مجمع اللغة العربية ـ دمشق، الطبعة ١٤٠٥هـ.

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وهو متروك الحديث، يعني أبان"[1]. اور ابان متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أتيت أبان بن عياش بكتاب فيه حديث من حديثه، وفي أسفل الكتاب حديث رجل من أهل واسط، فقرأه علي أجمع"[2]. میں ابان بن ابی عیاش کے پاس ایک کتاب لایا جس میں ان کی احادیث میں سے احادیث تھیں، اور ایک کتاب کے ختم پر اہل واسط کے ایک شخص کی احادیث تھیں، پھر ابان نے یہ سب مجھ پر پڑھ دیں۔

نیز حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "لا أستحل أن أروي عنه شيئا"[3]. میں اس سے کچھ بھی روایت کرنے کو حلال نہیں سمجھتا۔

علامہ ابو طالب مشکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قال أحمد يعني ابن حنبل: لا تكتب عن أبان بن عياش شيئا، قلت: كان له هوى؟ قال: كان منكر الحديث"[4]. احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابان بن ابی عیاش سے کچھ مت لکھو، میں نے کہا: اس میں بدعت تھی؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ منکر الحدیث تھا۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ ابان کے بارے میں فرماتے ہیں: "وكان ضعيفا، ضعيفا عندنا"[5]. ضعیف تھا، اور ہمارے نزدیک بھی ضعیف ہے۔

---

[1] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:۱۱۷/۲،رقم:۳٦۲۵،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت .

[2] الجرح والتعديل:۲۹۵/۲،رقم:۱۰۸۷،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين:۱۹/۱،رقم:۱۵،ت:عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[4] الجرح والتعديل:۲۹٦/۲،رقم:۱۰۸۷،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[5] سؤالات ابن أبي شيبة:ص:٥٤،رقم:۱۷،ت:موفق بن عبد الله مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "العلل ومعرفة الرجال"[۱] میں فرماتے ہیں:
"متروك الحديث، ترك الناس حديثه مذ دهر من الدهر". **متروک الحدیث ہے، لوگوں نے ایک زمانے سے اس کی حدیث کو ترک کر رکھا ہے۔**

نیز امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "العلل ومعرفة الرجال"[۲] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "كان وكيع إذا أتى على حديث أبان بن أبي عياش يقول: رجل، لا يسميه، استضعافا له". **وکیع رحمۃ اللہ علیہ جب ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر آتے، تو رجل کہتے، اسے ضعیف سمجھتے ہوئے اس کا نام نہیں لیتے تھے۔**

حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قرأت على أبي حديث عباد بن عباد، فلما انتهى إلى حديث أبان بن أبي عياش، قال: اضرب عليها، فضربت عليها وتركها، وقال: اضرب على حديث جعفر بن الزبير"[۳]. **میں نے اپنے والد پر عباد بن عباد کی حدیث پڑھی، جب میں ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر پہنچا تو والد نے فرمایا: اسے ترک کر دو، میں نے اسے مٹا دیا اور اس کی حدیث کو ترک کر دیا، اور والد نے فرمایا: جعفر بن زبیر کی حدیث کو دے مارو۔**

حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يحيى وعبد الرحمن لا يحدثان عن أبان بن أبي عياش"[۴]. **یحیی رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، ابان بن**

---

[۱] العلل ومعرفة الرجال: ٤١٢/١، رقم: ٨٧٢، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[۲] العلل ومعرفة الرجال: ٥٢٥/٢، رقم: ٣٤٦٧، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[۳] العلل ومعرفة الرجال: ٢٠٦/٣، رقم: ٤٨٧٨، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[۴] الجرح والتعديل: ٢٩٦/٢، رقم: ١٠٨٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

ابی عیاش سے روایت نہیں کرتے تھے۔

حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "متروك الحديث، وهو رجل صالح"[1]. یہ متروک الحدیث ہے، نیک شخص ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[2] میں ابان بن ابی عیاش کو "ساقط" کہا ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے ابان کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: "ترك حديثه، ولم يقرأ علينا حديثه، فقيل له كان يتعمد الكذب؟ قال: لا، كان يسمع الحديث من أنس، وشهر بن حوشب، ومن الحسن، فلا يميز بينهم"[3]. یہ متروک الحدیث ہے، اور ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم پر اس کی حدیث نہیں پڑھی، ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا؟ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ انس رضی اللہ عنہ، شہر بن حوشب اور حسن رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سنتا تھا، لیکن ان میں فرق نہیں کر پاتا تھا۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يكتب حديث أبان"[4]. ابان کی

---

[1] تهذيب الكمال: ١٩/٢، رقم: ١٤٢، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[2] أحوال الرجال: ١٧٣/١، رقم: ١٦٠، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان.

[3] الجرح والتعديل: ٢٩٦/٢، رقم: ١٠٨٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے: "قيل: أبان بن أبي عياش كان يتعمد الكذب، قال: أما تعمد الكذب فلا، ولكنه واه بمرة، كان يسمع الحديث عن أنس، وعن شهر بن حوشب، وعن الحسن، فلا يميز بينهم" (سؤالات البرذعي: ص: ١٩٨، رقم: ٣٣٧، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ).

[4] سؤالات أبي عبيد الآجري: ص: ٣١٩، رقم: ٤٩٠، ت: محمد علي قاسم العمري، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٣٩٩.

حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن"[1] **میں فرماتے ہیں:** "وأبان بن أبي عياش وإن كان قد وصف بالعبادة والاجتهاد فهذا حاله في الحديث، والقوم كانوا أصحاب حفظ، فرب رجل وإن كان صالحا لا يقيم الشهادة ولا يحفظها، فكل من كان متهما في الحديث بالكذب أو كان مغفلا يخطئ الكثير، فالذي اختاره أكثر أهل الحديث من الأئمة أن لا يشتغل بالرواية عنه، ألا ترى أن عبد الله بن المبارك حدث عن قوم من أهل العلم، فلما تبين له أمرهم ترك الرواية عنهم".

ابان بن ابی عیاش اگرچہ عبادت اور اجتہاد کے ساتھ متصف ہے، یہ اس کی حالت حدیث میں ہے، اور بہت سے لوگ اصحابِ حفظ ہوتے ہیں، اور بسا اوقات ایک شخص اگرچہ وہ صالح ہوتا ہے لیکن وہ گواہی قائم نہیں کر سکتا اور نہ ہی گواہی محفوظ کر سکتا ہے، چنانچہ ہر وہ شخص جو حدیث میں متہم بالکذب ہو یا مغفل کثیر الخطاء ہو تو ائمہ میں سے اکثر محدثین نے یہ اختیار کیا ہے کہ اس کی روایت میں مشغول نہ ہوا جائے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم کی ایک جماعت سے روایت کی ہے، جب ان کا معاملہ واضح ہوا تو عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کا لینا ترک کر دیا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[2] **میں فرماتے ہیں:** "متروك الحديث، وكان رجلا صالحا، لكن بلي بسوء الحفظ". **ابان متروک الحدیث**

[1] سنن الترمذي: ٢٣٥/٦، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

[2] الجرح والتعديل: ٢٩٦/٢، رقم: ١٠٨٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

ہے، اور یہ نیک شخص تھا، لیکن یہ سوء حفظ میں مبتلاء ہو گیا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[1] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک موقع پر فرماتے ہیں: "ليس بثقة، ولا يكتب حديثه"[2]. یہ لیس بثقہ ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان رجلا صالحا سخيا كريما، فيه غفلة، يهم في الحديث ويخطئ فيه، روى عنه الناس، ترك حديثه لغفلة كانت فيه، لم يحدث عنه شعبة، ولا عبد الرحمن، ولا يحيى"[3]. یہ نیک، سخی، کریم شخص تھا، اس میں غفلت تھی، حدیث میں وہم میں مبتلاء تھا، حدیث میں خطاء کرتا تھا، اس سے لوگوں نے روایت کی ہے، اس میں موجود غفلت کی وجہ سے اس کی حدیث کو ترک کر دیا گیا تھا، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی رحمۃ اللہ علیہ اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں فرماتے ہیں: "وكان من العباد الذي يسهر الليل بالقيام، ويطوي النهار بالصيام، سمع عن أنس بن مالك أحاديث، وجالس الحسن، فكان يسمع كلامه، ويحفظ، فإذا

---

[1] الضعفاء والمتروكين: ص: ٤٥، رقم: ٢١، ت: بوران الضناوي، كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[2] تهذيب الكمال: ٢٢/٢، رقم: ١٤٢، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[3] إكمال تهذيب الكمال: ١٦٨/١، رقم: ١٨٠، ت: عادل محمد وأسامة بن إبراهيم، الفاروق الحديثة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] المجروحين: ٩٦/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

حدث ربما جعل كلام الحسن ـ الذي سمعه من قوله ـ عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، وهو لا يعلم، ولعله روى عن أنس أكثر من ألف وخمسمائة حديث ما لكبير شيء منها أصل يرجع إليه".

ابان ان عبادت گزار لوگوں میں تھا، جو رات نماز میں، اور دن روزے میں بسر کرتے تھے، ابان، انس رضی اللہ عنہ سے حدیثیں نقل کرتا تھا، یہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ کر ان کا کلام سن کر یاد کرتا تھا، پھر بیان کرتے ہوئے لاعلمی میں حسن رحمۃ اللہ علیہ کے سنے ہوئے کلام کو انس رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طور پر بیان کر دیتا تھا، شاید ابان نے انس رضی اللہ عنہ سے پندرہ سو سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، ان میں ایک بڑے حصہ کی کوئی ایسی اصل موجود نہیں جس کی جانب رجوع کیا جاسکتا ہو۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[۱] میں لکھتے ہیں: "وعامة ما يرويه لا يتابع عليه، وهو بين الأمر في الضعف وقد حدث عنه كما ذكرته الثوري، ومعمر، وابن جريج، وإسرائيل، وحماد بن سلمة، وغيرهم ممن لم نذكرهم، وأرجو أنه ممن لا يتعمد الكذب إلا أن يشبه عليه ويغلط، وعامة ما أتاني أبان من جهة الرواة لا من جهته، لأن أبان رووا عنه قوم مجهولين لما أنه فيه ضعف، وهو إلى الضعف أقرب منه إلى الصدق، كما قال شعبة".

اس کی روایات میں اکثر اس کی متابعت نہیں ہوتی، اور اس کا معاملہ ضعف میں واضح ہے، اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ اس سے ثوری، معمر، ابن جریج، اسرائیل اور حماد بن سلمہ وغیرہ افراد نے روایات نقل کی ہیں جن کو میں نے ذکر نہیں کیا، اور

---

[۱] الكامل: ٦٧/٢، رقم: ٢٠٣، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

مجھے امید ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا تھا، لیکن اس پر احادیث مشتبہ ہو جاتی ہیں، اور یہ غلطی کر بیٹھتا ہے، اور ابان جو کچھ لاتا ہے اس میں اکثر راویوں کی جانب سے ہوتی ہیں، اس کی جانب سے نہیں ہوتیں، کیونکہ ابان سے مجہول افراد کی ایک جماعت نے روایات نقل کیں ہیں، اس کے ساتھ ساتھ خود ابان میں بھی ضعف ہے، اور وہ بمقابلہ صدق کے ضعف کے زیادہ قریب ہے، جیساکہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسامي"[1] میں ابان بن ابی عیاش کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ "المختلف فيهم"[3] میں فرماتے ہیں: "وقد روى عن أبان نبلاء الرجال فما نفعه ذلك، ولا يعتمد على شيء من روايته إلا ما وافقه عليه غيره، وما تفرد به من حديث فليس عليه عمل". اور ابان سے شرفاء نے روایت کیا ہے، ان کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا، اور اس کی روایت میں کسی چیز پر اعتماد نہیں کیا جائے گا سوائے اس کے کہ جس چیز میں اس کی کوئی دوسرا موافقت کرے، اور جس حدیث میں یہ متفرد ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

---

[1] الأسامي والكنى: ١٤٧/١، رقم: ٢٤١، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[2] الضعفاء والمتروكون: ص: ١٤٨، رقم: ١٠٣، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] المختلف فيهم: ص: ٢٠، رقم: ١، ت: عبد الرحيم بن محمد بن أحمد القشقري، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الکبری"[1] میں ایک روایت کے تحت ابان بن ابی عیاش کو "متروک" کہا ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "التمهيد"[2] میں فرماتے ہیں: "أبان بن أبي عياش مجتمع على ضعفه وترك حديثه". ابان بن ابی عیاش کے ضعف اور اس کی حدیث کے ترک پر اتفاق ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابان بن ابی عیاش کو "المقتنی"[3] میں "واه" اور "تاريخ الإسلام"[4] میں "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "التقريب"[5] میں ابان کو "متروك" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[6] میں ابان بن ابی عیاش کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "متروك، اتهم بكذب". متروک ہے، جھوٹ بولنے میں متہم ہے۔

روایت بطریق ابان بن ابی عیاش کا حکم

سند میں موجود راوی ابان بن ابی عیاش کے بارے میں امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ،

---

[1] السنن الكبرى للبيهقي: ١٠/١٢، رقم: ١٩٦٩٥، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[2] التمهيد: ١٥/٢٣٦، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[3] المقتنى في سرد الكنى: ١/٧٧، رقم: ٢٩٢، ت: محمد صالح عبد العزيز، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٨هـ.

[4] تاريخ الإسلام: ٣/٨٠٧، رقم: ٢، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[5] تقريب التهذيب: ص: ٨٧، رقم: ١٤٢، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سؤريا، الطبعة الرابعة ١٤١٨هـ.

[6] تنزيه الشريعة: ١/١٩، رقم: ٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابوعبد اللہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: میں ابان بن ابی عیاش سے روایت نقل کروں، مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ خوب سیر ہو کر گدھے کا پیشاب پیوں، متروک الحدیث، یہ جھوٹ بولتا تھا، ساقط، میں اس سے روایت کرنے کو حلال نہیں سمجھتا، متروک، واہ، جھوٹ بولنے میں متہم ہے)، لہذا زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

زیر بحث روایت کو مختلف سندوں سے حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر" کہا ہے، نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" کہا ہے، لہذا زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

زیر بحث روایت سے ملتا جلتا مضمون امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[1] میں تخریج کر کے اسے "حسن" قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو:

---

[1] سنن الترمذي: ٢٩٠/٤، رقم: ١٨٦٢، ت: إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفى البابي الحلبي ـ مصر، الطبعة الأولى ١٣٨٢هـ.

”حدثنا قتيبة، قال: حدثنا جرير بن عبد الحميد، عن عطاء بن السائب، عن عبد الله بن عبيد بن عمير، عن أبيه، قال: قال عبد الله بن عمر، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من شرب الخمر لم يقبل الله له صلاة أربعين صباحا، فإن تاب تاب الله عليه، فإن عاد لم يقبل الله له صلاة أربعين صباحا، فإن تاب تاب الله عليه، فإن عاد لم يقبل الله له صلاة أربعين صباحا، فإن تاب تاب الله عليه، فإن عاد الرابعة لم يقبل الله له صلاة أربعين صباحا، فإن تاب لم يتب الله عليه، وسقاه من نهر الخَبَال، قيل: يا أبا عبد الرحمن! وما نهر الخَبَال؟ قال: نهر من صديد أهل النار. هذا حديث حسن“.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے شراب پی، چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی، اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمالیں گے، پھر اگر وہ دوبارہ پیے تو اللہ تعالی اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں فرمائیں گے، پھر اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمالیں گے، پھر اگر پیے تو اللہ تعالی اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں فرمائیں گے، پھر اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمالیں گے، پھر اگر چوتھی بار شراب پیے، تو اللہ تعالی اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں فرمائیں گے، پھر اگر توبہ کرے تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول نہیں فرمائیں گے، اور اسے خَبَال کی نہر سے پلائیں گے، پوچھا گیا اے ابو عبد الرحمن! (یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) خَبَال کی نہر کیا ہے؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جہنم والوں کے خون پیپ کی نہر ہے۔

یہی روایت امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "المستدرك"[1] میں اور حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح"[2] میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے۔
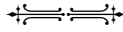
[1] المستدرك على الصحيحين: ٨٤/١، رقم: ٨٣، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[2] صحيح ابن حبان: ١٨٠/١٢، رقم: ٥٣٥٧، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

روایت نمبر③

روایت: شادی شدہ مسلمان کی دو رکعت غیر شادی شدہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہے۔

حکم: منکر، من گھڑت ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

زیر بحث روایت چار سندوں سے منقول ہے: ① روایت بطریق مجاشع بن عمرو ② روایت بطریق مسعود بن عمرو بَکْرِی ③ روایت بطریق یوسف بن سَفْر ④ روایت بطریق ابو سہل احمد بن محمد یَمَامی۔

① روایت بطریق مجاشع بن عمرو

زیر بحث روایت حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الكبير"[1] میں مجاشع بن عمرو کے ترجمہ میں تخریج کی ہے:

"ومن حديثه ما حدثناه محمد بن حنيفة القَصَبِي الواسطي، قال: حدثنا الحسن بن جَبَلَة، قال: حدثنا مُجاشع بن عمرو، قال: حدثنا عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، عن أبيه، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ركعتين من المتزوج أفضل من سبعين ركعة من الأعزب".

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شادی شدہ کی دو رکعت غیر شادی شدہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہے۔

---

[1] الضعفاء الكبير: ٢٦٤/٤، رقم: ١٨٦٩، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ۔

یہی روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "كتاب الموضوعات"[1] میں حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الكبير"[2] میں مجاشع بن عمرو کے ترجمہ میں "حديثه منكر، غير محفوظ" کہہ کر مجاشع کے بارے میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول "قد رأيته أحد الكذابين" ذکر کیا ہے، اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[3] میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[4] میں، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "التيسير"[5] میں اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[6] میں حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ "المغير"[7] میں فرماتے ہیں: "وقال العقيلي عنه: إنه

---

[1] كتاب الموضوعات: ٢٥٧/٢، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] الضعفاء الكبير: ٢٦٤/٤، رقم: ١٨٦٩، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٤٣٦/٣، رقم: ٧٠٦٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] لسان الميزان: ٤٦١/٦، رقم: ٦٣٠٦، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[5] التيسير بشرح الجامع الصغير: ٣٦/٢، مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض.

[6] الفوائد المجموعة: ص: ١٢٠، رقم: ٤، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[7] المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: ص: ٧٠، دار الرائد العربي ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٢هـ.

منكر، يريد أنه موضوع". عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منکر کہا ہے، ان کی مراد یہ ہے کہ یہ من گھڑت ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "قال العقيلي: مُجاشع حديثه منكر غير محفوظ، قال يحيى بن معين: قد رأيته أحد الكذابين، وقال ابن حبان: يضع الحديث على الثقاة [كذا في الأصل]، لا يحل ذكره إلا بالقدح".

عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مُجاشع کی حدیث منکر غیر محفوظ ہے، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے دیکھا یہ جھوٹوں میں سے ایک تھا، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ثقات پر حدیث گھڑتا تھا، اس کا ذکر جرح کے علاوہ حلال نہیں ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ"[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے: "(قلت) له طريق آخر، قال تمام في فوائده". میں کہتا ہوں کہ اس کا ایک اور طریق بھی ہے، جسے تمام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فوائد میں ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ طریق نقل کیا ہے جو آگے مسعود بن عمرو بَکرِی کے ترجمہ میں آرہا ہے۔

---

[1] كتاب الموضوعات: ٢٥٧/٢، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة: ١٣٥/٢، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات" میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "فيه مُجاشع بن عمرو، كذبه ابن معين"[2]. اس میں میں مجاشع بن عمرو ہے، ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[3] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: "فيه مُجاشع منكر الحديث ...". اس میں مجاشع منکر الحدیث ہے۔۔۔"۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فيض القدير"[4] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"ظاهر صنيع المصنف أن العقيلي خرجه ساكتا عليه، والأمر بخلافه، فإنه أورده في ترجمة مُجاشع بن عمرو من حديثه، وقال: حديثه منكر غير

---

[1] تنزيه الشريعة: ۲۰۵/۲، رقم: ۲۵، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] تلخيص الموضوعات: ص: ۲۲۹، رقم: ۵۷۷، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[3] تذكرة الموضوعات: ص: ۱۲۵، دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۹هـ.

[4] فيض القدير: ۳۸/٤، دار المعرفة - بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۱هـ.

محفوظ، وفي الميزان عن ابن معين أنه أحد الكذابين، ثم أورد له هذا الخبر، وقال البخاري: مُجاشع بن عمرو منكر مجهول، وحكم ابن الجوزي بوضعه، ولم يتعقبه المؤلف، سوى بأن قال: له طريق أخرى، وهي ما أشار إليها بقوله".

مصنف رحمۃ اللہ علیہ (یعنی حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کے صنیع سے ظاہر ہوتا ہے کہ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی تخریج کر کے سکوت اختیار کیا ہے، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے، اس لئے کہ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو مجاشع بن عمرو کے ترجمہ میں لائے ہیں، اور فرمایا ہے: اس مجاشع کی حدیث منکر، غیر محفوظ ہے، اور "میزان" میں ابن معین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجاشع جھوٹوں میں سے ایک ہے، اس کے بعد صاحب "میزان" یہ خبر لائے ہیں، اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجاشع بن عمرو منکر، مجہول ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت پر من گھڑت ہونے کا حکم لگایا ہے، اور مؤلف (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس پر کوئی تعاقب نہیں کیا، سوائے اس قول کے کہ اس کا ایک اور طریق بھی ہے، اور یہ وہی طریق ہے جس کی جانب سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے۔

اس کے بعد علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسعود بَکْرِی کا طریق ذکر کیا ہے، جو آگے آرہا ہے۔

علامہ محمد بن محمد طَرَابُلُسِی سندروسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ محمد بن محمد طَرَابُلُسِی سندروسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الإلهي"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "خبر موضوع". من گھڑت خبر ہے۔

[1] الكشف الإلهي: ص: ٢٦٤، رقم: ٤٢٥، ت: محمد محمود أحمد بكار، دار السلام ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ "التنویر"[1] میں یہ روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"قال العقيلي عقب إخراجه عنه: حديث منكر، غير محفوظ، وفي الميزان عن ابن معين أنه أحد الكذابين، وقال البخاري: مُجاشع بن عمرو منكر مجهول، وحكم ابن الجوزي بوضعه".

عقیلی رحمۃ اللہ علیہ تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: مجاشع کی حدیث منکر، غیر محفوظ ہے، اور میزان میں ابن معین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجاشع جھوٹوں میں سے ایک ہے، اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجاشع بن عمرو منکر، مجہول ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت پر من گھڑت ہونے کا حکم لگایا ہے۔

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللؤلؤ المرصوع"[2] میں اس روایت کو من گھڑت کہا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو یوسف مجاشع بن عمرو بن حسان اسدی کے بارے میں ائمہ کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر، مجهول"[3].

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قد رأيت (مُجاشع) هذا، كان يكذب،

---

[1] التنوير: ٦/٢٦٨، رقم: ٤٤٥٦، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[2] اللؤلؤ المرصوع: ص: ٨٩، رقم: ٢٢٧، ت: فواز أحمد زمرلي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٣/ ٤٣٦، رقم: ٧٠٦٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

وكان يحدث"[1]. میں نے اسے دیکھا ہے، یہ جھوٹ بولتا تھا، اور حدیث بیان کرتا تھا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث، ضعيف، ليس بشيء"[2]. متروک الحدیث، ضعیف، لیس بشیء ہے۔

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب دامر، لاتحل الرواية عنه"[3]. یہ جھوٹا، تباہ کن ہے، اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يضع الحديث على الثقات، ويروي الموضوعات عن أقوام ثقات، لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل القدح فيه، ولا الرواية عنه إلا على سبيل الاعتبار للخواص".

یہ ان لوگوں میں سے تھا جو ثقہ لوگوں کے انتساب سے حدیث گھڑتے تھے، اور ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتے تھے، اس کا کتابوں میں ذکر کرنا صرف اس کی مذمت بیان کرنے کی صورت میں ہی حلال ہے، اسی طرح اس سے روایت کرنا بھی حلال نہیں ہے، مگر خواص کے لئے اعتبار کے طور پر۔

---

[1] معرفة الرجال: ٦٢/١، رقم: ١٠٠، ت: محمد كامل القصار، مطبوعات مجمع اللغة العربية ـ دمشق، الطبعة ١٤٠٥هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٣٩٠/٨، رقم: ١٧٨٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين: ٣٥/٣، رقم: ٢٨٤٧، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] المجروحين: ١٨/٣، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[1] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[2] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[3] میں فرماتے ہیں: "حديثه منكر، غير محفوظ". اس کی حدیث منکر، غیر محفوظ ہے۔

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول اور زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ مجاشع کے بارے میں لکھتے ہیں: "بقية بن الوليد يروي عن قوم متروكين، مثل: مُجاشع بن عمرو"[4]. بقیہ بن ولید ایک ایسی قوم سے روایت کرتا ہے جو کہ متروک ہے، جیسے: مُجاشع بن عمرو۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مجاشع کو "منكر الحديث" کہا ہے[5]۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "حلية الأولياء"[6] میں ایک دوسری روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وليس محمد بن سعيد ولا مُجاشع ممن يعتمد على روايتهما ومفاريدهما". محمد بن سعید اور مجاشع ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کی روایتوں اور مفاریدپر اعتماد کیا جا سکے۔

---

[1] تذكرة الحفاظ: ص: ١٥٨، رقم: ٢٧١، ت: حمدي بن عبد المجيد، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] المغني في الضعفاء: ٢٤٦/٢، رقم: ٥١٧٩، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] الضعفاء الكبير: ٢٦٤/٤، رقم: ١٨٦٩، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] سؤالات السلمي للدارقطني: ص: ١٤٤، رقم: ٩٦، ت: سعد بن عبد الله الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجريسي، مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[5] لسان الميزان: ٤٦٢/٦، رقم: ٦٣٠٦، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[6] حلية الأولياء: ٢٤٤/١، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں مجاشع کی ایک من گھڑت روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهذا موضوع، ومُجاشع هو راوي كتاب الأهوال والقيامة، وهو جزءان، كله خبر واحد موضوع". یہ من گھڑت ہے، اور مجاشع کتاب "الاہوال والقیامۃ" کا راوی ہے، اور اس کتاب کے دو اجزاء ہیں، اور یہ دونوں اجزاء مکمل صرف ایک خبر پر مشتمل ہیں جو کہ من گھڑت ہے۔

علامہ سِبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ "الکشف الحثیث"[2] میں لکھتے ہیں: "قال ابن حبان: كان يضع الحديث على الثقات، ثم إني رأيت في تلخيص المستدرك حديثا في مناقب معاذ بن جبل، قال الحاكم: غريب حسن، قال الذهبي في تلخيصه: ذا من وضع مُجاشع، انتهى".

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقات پر حدیث گھڑتا تھا، (علامہ سِبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پھر میں نے "تلخیص المستدرک" میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ایک حدیث دیکھی، جسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "غریب حسن" کہا ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تلخیص میں فرماتے ہیں کہ یہ مجاشع کی گھڑی ہوئی روایت ہے، انتہی۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے مجاشع بن عمرو کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شامل کر کے حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے[3]۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ٤٣٧/٣، رقم: ٧٠٦٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] الكشف الحثيث: ص: ٢١٤، رقم: ٦٠٠، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ٩٩/١، رقم: ٧، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق مجاشع بن عمرو کا حکم

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے "ضعف شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے "من گھڑت" کہا ہے، لہذا زیر بحث روایت کو اس سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

② روایت بطریق مسعود بن عمرو بَکرِی

زیر بحث روایت حافظ ابو القاسم تمام بن محمد رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۱۴ھ) نے "الفوائد"[1] میں تخریج کی ہے:

"أخبرنا أبو علي محمد بن هارون بن شعيب، ثنا أبو علي إسماعيل بن محمد العذري، ثنا سليمان بن عبد الرحمن، ثنا مسعود بن عمرو البَكْرِي، ثنا حميد الطويل، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ركعتان من المتأهل خير من اثنتين وثمانين ركعة من العزب".

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شادی شدہ کی دو رکعت غیر شادی شدہ کی بیاسی رکعات سے بہتر ہے۔

یہی روایت حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأحاديث المختارة"[2] میں حافظ ابو القاسم تمام بن محمد رازی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

---

[1] الفوائد: ۲۹۹/۱، رقم: ۷۵۱، ت: حميدي بن عبد المجيد السلفي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[2] الأحاديث المختارة: ١٠٩/٦، رقم: ٢١٠١، ت: عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ.

روایت بطریق مسعود بن عمرو بَکْرِی پر ائمہ کا کلام

حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ "الأحاديث المختارة"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "ذكره العقيلي من رواية مُجاشع بن عمرو، عن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، عن أبيه، عن أنس بنحوه، وهذه الطريق غير تلك، إلا أن مسعود بن عمرو البَكْرِي لم يذكره ابن أبي حاتم في كتابه".

عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مجاشع بن عمرو، عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم، عن ابیہ، عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے اسی طرح ذکر کیا ہے، اور یہ طریق اُس طریق کے علاوہ ہے، البتہ مسعود بن عمرو بَکْرِی کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ذکر نہیں کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[2] میں مسعود بن عمرو بَکْرِی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "لا أعرفه، وخبره باطل". میں اسے نہیں پہچانتا، اور اس کی خبر باطل ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "فوائد تمام" کے حوالہ سے زیر بحث روایت نقل کی ہے۔

---

[1] الأحاديث المختارة:۱۱۰/۶،رقم:۲۱۰۱،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش،دار خضر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ۱٤۲۰هـ.

[2] ميزان الاعتدال:۱۰۰/٤،رقم:۸٤۷٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے، اس کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقد تقدم نحو هذا المتن من حديث أنس من وجه آخر، في ترجمة مُجاشع بن عمرو، وهو معروف به". مجاشع بن عمرو کے ترجمہ میں اس دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ متن گزر چکا ہے، اور یہ مُجاشع کے طریق سے معروف ہے۔

اسی طرح علامہ محمد بن محمد طَرابُلسی سندروسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الكشف الإلهي"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[3] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"أخرجه من طريق بقية الضياء في المختارة، لكن تعقبه الحافظ ابن حجر في أطرافه فقال: هذا حديث منكر، ما لإخراجه معنى؟ والله أعلم". ضیاء رحمۃ اللہ علیہ نے "مختارہ" میں "بقیہ" کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے، لیکن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "اطراف" میں اس پر تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے: یہ منکر حدیث ہے، ضیاء رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث کی تخریج کا کیا معنی ہے؟ واللہ اعلم۔

---

[1] لسان الميزان: ٤٦/٨، رقم: ٧٦٩٥، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] الكشف الإلهي: ص: ٢٦٤، رقم: ٤٢٦، ت: محمد محمود أحمد بكار، دار السلام ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[3] اللآلئ المصنوعة: ١٣٥/٢، أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

اہم فائدہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول "اتحاف المہرۃ بالفوئد المبتکرۃ من اطراف العشرۃ" میں نہیں مل سکا۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیہ الشریعۃ"[1] میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فیض القدیر"[2] میں اور علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التنویر"[3] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الموضوعات"[4] میں زیر بحث روایت کو ذکر کرکے فرمایا ہے: "لكن قال ابن حجر: هذا حديث منكر". لیکن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائدالمجموعۃ"[5] میں روایت بطریق مجاشع کو

---

[1] تنزيه الشريعة:۲۰۵/۲،رقم:۲۵،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] فيض القدير:٣٨/٤،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱۳۹۱هـ.

[3] التنوير شرح الجامع الصغير:٢٦٩/٦،رقم:٤٤٥٨،ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،مكتبة دار السلام ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[4] تذكرة الموضوعات:ص:١٢٥،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[5] الفوائد المجموعة:١٢٠/١،رقم:٤،ت:عبد الرحمن بن يحيى المعلمي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”وقد رواه تمام في فوائده من حديث أنس بلفظ: ركعتان من المتأهل خير من اثنتين وثمانين ركعة من الأعزب، وفي سنده مسعود بن عمرو، قال الذهبي في الميزان: لا أعرفه، وخبره باطل، وأخرجه الضياء من طريق بقية، وقد تعقبه ابن حجر في أطرافه، وقال: هذا حديث منكر، ما لإخراجه معنى“.

تمام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”فوائد“ میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ان الفاظ سے تخریج کی ہے: شادی شدہ کی دو رکعت غیر شادی شدہ کی بیاسی رکعات سے بہتر ہے، اور اس حدیث کی سند میں مسعود بن عمرو ہے، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”میزان“ میں فرماتے ہیں: میں اسے نہیں پہچانتا، اس کی حدیث باطل ہے، اور ضیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بقیہ کے طریق سے اس کی تخریج کی ہے، اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ”اطراف“ میں اس پر تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے: یہ منکر حدیث ہے، ضیاء رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث کی تخریج کا کیا معنی ہے۔

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ ”اللؤلؤ المرصوع“[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

”حديث: ركعتان من المتزوج أفضل من سبعين ركعة من الأعزب، موضوع، وإن تقوى بخبر أنس: ركعتان من المتأهل خير من اثنتين وثمانين

[1] اللؤلؤ المرصوع: ص: ۸۹، رقم: ۲۲۷، ت: فواز أحمد زمرلي، دار البشائر الإسلامية - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۵ھ۔

رکعة من العزب، لأنه منكر، كما قال ابن حجر، وقال غيره: باطل، ومن المعلوم أن الباطل لا يتقوى بالباطل".

حدیث: شادی شدہ کی دو رکعت غیر شادی شدہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہے، یہ من گھڑت ہے، اگرچہ انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے اس کو قوت حاصل ہو رہی ہے: شادی شدہ کی دو رکعت غیر شادی شدہ کی بیاسی رکعات سے بہتر ہے، کیوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی منکر ہے، جیسا کہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے، اور ان کے علاوہ لوگوں نے اس حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو باطل کہا ہے، اور معروف بات ہے کہ باطل، باطل سے قوت نہیں پاتا۔

سند میں موجود راوی مسعود بن عمرو بکری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں مسعود بن عمرو بکری کے بارے میں فرماتے ہیں: "لا أعرفه، وخبره باطل". میں اسے نہیں پہچانتا، اس کی حدیث باطل ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "فوائد تمام" کے حوالہ سے زیر بحث روایت ذکر کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فیض القدیر"[3] میں اور علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التنویر"[4] میں

---

[1] ميزان الاعتدال: ١٠٠/٤، رقم: ٨٤٧٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] لسان الميزان: ٤٦/٨، رقم: ٧٦٩٥، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] فيض القدير: ٣٨/٤، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[4] التنوير شرح الجامع الصغير: ٢٦٩/٦، رقم: ٤٤٥٨، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[1] میں مسعود بن عمرو بَکرِی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

روایت بطریق مسعود بن عمرو بَکرِی کا حکم

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو اس سند سے "خبر باطل" کہا ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے "حدیث منکر" کہا ہے، اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کیا ہے۔

اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول "ہذا حدیث منکر" نقل کیا ہے، اور علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرنے کے بعد "و قال غیرہ باطل" کہا ہے۔

الحاصل اس روایت کو اس سند سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] تنزیه الشریعة: ۱/۱۱۷، رقم: ۳۳۰، ت: عبد الوهاب عبد اللطیف، عبد الله محمد الصدیق، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الثانیة ۱٤۰۱هـ.

③ روایت بطریق ابو الفیض یوسف بن سَفْر

زیر بحث روایت حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"حدثنا محمد بن تمام البَهْرَانِی بحمص، حدثنا المسيب بن واضح، حدثنا يوسف بن السَفْر، عن الأوزاعي، عن يحيى بن أبي كثير، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: شراركم عزابكم، ركعتان من متأهل خير من سبعين ركعة من غير متأهل".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے غیر شادی شدہ لوگ تمہارے برے لوگ ہیں، شادی شدہ کی دو رکعت غیر شادی شدہ کی ستر رکعتوں سے بہتر ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں زیر بحث اور اس کے علاوہ دیگر روایات تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وهذه الأحاديث عن يحيى، عن أبي سلمة مع غيرها بهذا الإسناد يرويها كلها يوسف بن السَفْر، وهي موضوعة كلها". یہ اور اس کے علاوہ دیگر احادیث جو یحیی عن ابی سلمہ کی سند سے صرف یوسف بن سَفْر روایت کرتا ہے،

---

[1] الكامل في الضعفاء:٨/٤٩٧،رقم:٢٠٦٨،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الكامل في الضعفاء:٨/٤٩٨،رقم:٢٠٦٨،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

تمام کی تمام من گھڑت ہیں۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التنویر"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[2] میں زیر بحث روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"قال ابن عدي: هذا حديث موضوع، قال أبو زرعة والنسائي: يوسف متروك الحديث، وقال أبو حاتم بن حبان: يروي عن الأوزاعي ما ليس من حديثه، فلا يشك السامع أنها موضوعة، لا يحل الاحتجاج به بحال، وقال الدارقطني: متروك، يكذب".

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث من گھڑت ہے، ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یوسف متروک الحدیث ہے، ابو حاتم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی روایات بیان کرتا ہے جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہیں، چنانچہ سننے والے کو ان کے من گھڑت ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوتا، اس سے کسی بھی حال میں احتجاج حلال نہیں ہے، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ متروک ہے، جھوٹ بولتا ہے۔

---

[1] التنوير شرح الجامع الصغير: ٥٠٠/٦، رقم: ٤٨٥١، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[2] الموضوعات: ٢٥٨/٢، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[2] میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فيض القدير"[3] میں اور علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللؤلؤ المرصوع"[4] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[5] میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "يوسف متروك الحديث". یوسف متروک الحدیث ہے۔

سند میں موجود راوی ابو الفیض یوسف بن سَفَر بن فیض کاتب اوزاعی شامی (المتوفی مابین ۱۷۰ – ۱۸۰ھ[6]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قال أبو مسهر: كان الوليد يأخذ

---

[1] اللآلئ المصنوعة: ۱۳۶/۲، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[2] تذكرة الموضوعات: ص: ۱۲٥، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۹هـ.

[3] فيض القدير: ۱٥۷/٤، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۱هـ.

[4] اللؤلؤ المرصوع: ص: ۱۰۳، ت: فواز أحمد زمرلي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

[5] ذخيرة الحفاظ: ص: ۱٤۹۷، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٦هـ.

[6] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الصغیر" میں موصوف کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۷۰ اور ۱۸۰ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ۱۷۳/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ).

من ابن أبي السَفْر [كذا في الأصل] حديث الأوزاعي، وكان ابن أبي السَفْر [كذا في الأصل] كذابا، وهو يقول فيها: قال الأوزاعي"[1]. **ابو مسہر فرماتے ہیں کہ ولید، ابن ابی السَفُر سے اوزاعی کی حدیث لیتا تھا، اور یہ ابن ابی السَفُر جھوٹا تھا، اور ولید ان احادیث میں کہتا تھا کہ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے (یعنی درمیان میں ابن السَفُر کو حذف کر دیتا تھا)۔**

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن سَفُر کو "منكر الحديث جدا" **کہا ہے**[2]۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ذاهب الحديث" **کہا ہے**[3]۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں:"حدثنا أبو مسهر، قال: قيل للأوزاعي: ابن السَفْر يحدث عنك، قال: كيف وليس يجالسني؟ قال أبو زرعة: هذا متروك الحديث"[4]. **ابو مسہر نے ہمیں بتایا کہ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ابن السَفُر آپ کے انتساب سے نقل کر کے حدیث بیان کرتا ہے، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ کیسے یہ کرتا ہے، وہ تو میرے پاس بیٹھا ہی نہیں ہے؟ (اس کے بعد) ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یوسف بن سَفُر** "متروك الحديث" **ہے۔**

حافظ دحیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ليس بشيء" **کہا ہے**[5]۔

قاضی سعد بن محمد بیروتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"سمعت إنسانا قال لدحيم: ما تقول في يوسف بن السَفْر الذي روى عن الأوزاعي؟ كان ينزل بيروت،

---

[1] تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين: ص: ۱۹۸، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الطبعة الأولى ۱۴۰۹هـ.
[2] الجرح والتعديل: ۲۲۳/۹، رقم: ۹۳۵، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۳هـ.
[3] الجرح والتعديل: ۲۲۳/۹، رقم: ۹۳۵، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۳هـ.
[4] تاريخ دمشق: ۲٤۲/۷٤، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ۱٤۲۱هـ.
[5] الجرح والتعديل: ۲۲۳/۹، رقم: ۹۳۵، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۳هـ.

فقال دحيم: لا في السماء، ولا في الأرض"[۱] میں نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے دحیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ اس یوسف بن سَفْر کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتا ہے؟ جو بیروت آیا تھا، دحیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ نہ آسمان میں ہے، نہ زمین میں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير"[۲]، "التاريخ الصغير"[۳] اور "الضعفاء"[۴] میں یوسف بن سَفْر کو "منكر الحديث" کہا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الكنى"[۵] میں یوسف بن سَفْر کو "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[۶] میں فرماتے ہیں: "كان يكذب". جھوٹ بولتا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "الضعفاء"[۷] میں "متروك الحديث" کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ليس بثقة، ولا يكتب

---

[۱] الكامل في ضعفاء الرجال:٤٩٧/٨،رقم:٢٠٦٨،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[۲] التاريخ الكبير:٢٦٢/٨،رقم: ١٢٧٦١،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[۳] التاريخ الصغير:٢٠٤/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[۴] الضعفاء الصغير:ص:١٢٧،رقم:٤٠٩ ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[۵] الكنى والأسماء:٦٨٢/٢،رقم:٢٧٥٦ ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الاولى ١٤٠٤هـ.

[۶] أحوال الرجال: ٢٧٧/1،رقم: ٢٨٥،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد،باكستان.

[۷] الضعفاءوالمتروكين:ص:٢٤٧،رقم:٦٤٩،ت:بوران الضناوي،كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

حديثه"[1]. ثقہ نہیں ہے، اس کی حدیث کو نہ لکھا جائے۔

حافظ ابو بشر دولابی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكنى "[2] میں اسے "كذاب" کہا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير "[3] میں فرماتے ہیں: "يحدث بمناكير". وہ منکر روایات بیان کرتا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين "[4] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يروي عن الأوزاعي ما ليس من أحاديثه من المناكير التي لا يشك عوام أصحاب الحديث أنها موضوعة، لا يحل الاحتجاج به بحال". وہ ان لوگوں میں سے ہے جو اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی منکر روایات بیان کرتے ہیں جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہیں، عام اصحاب حدیث کو بھی ان کے من گھڑت ہونے میں شک نہیں ہوتا، اس سے کسی بھی حالت میں احتجاج حلال نہیں ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل "[5] میں یوسف بن سَفَر کے ترجمہ میں چند احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث التي رواها يوسف عن الأوزاعي بواطيل كلها". اور یہ احادیث جو یوسف بن سَفَر نے اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہیں تمام کی تمام باطل ہیں۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "روى عن الأوزاعي أحاديث شبيهة

---

[1] لسان الميزان: ٥٥٦/٨، رقم: ٨٦٩٠، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشار الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] الكنى والأسماء: ص: ٩٠٠، ت: أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[3] الضعفاء الكبير: ٤٥٢/٤، رقم: ٢٠٨١، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الاولى ١٤٠٤هـ

[4] المجروحين: ١٣٣/٣، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[5] الكامل في ضعفاء الرجال: ٥٠١/٨، رقم: ٢٠٦٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

بالموضوعة"[1]. اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث کے مشابہ روایات نقل کرتا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "المؤتلف والمختلف"[2] میں اسے "منكر الحديث" کہا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "متروك"[3]. یہ متروک ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[4] میں فرماتے ہیں: "روى عن الأوزاعي أحاديث موضوعة". اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[5] میں فرماتے ہیں: "روى عن الأوزاعي بالمناكير، منكر الحديث". اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے مناکیر نقل کرتا ہے، یہ منکر الحدیث ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "معرفة السنن"[6] میں فرماتے ہیں: "وهو متروك، في

---

[1] تاريخ دمشق: ٢٤٢/٧٤، رقم: ١٠١٩١، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤٢١هـ .

[2] المؤتلف والمختلف: ١١٨١/٣، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] سؤالات السلمي للدار قطني: ص: ٣٣٤، رقم: ٤٢٤، ت: سعد بن عبد الله الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجريسى، مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[4] المدخل إلى الصحيح: ص: ٢٣١، رقم: ٢٢٩، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[5] الضعفاء لأبي نعيم: ص: ١٦٥، رقم: ٢٨٣، ت: فاروق حمادة، مطبعة النجاح الجديدة .

[6] معرفة السنن والآثار: ٢٤٩/١، رقم: ٥٥٤، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الوعي ـ حلب، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

عداد من یضع الحدیث". یہ متروک ہے، اس کا شمار حدیث گھڑنے والوں میں ہوتا ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "الاستغناء"[1] میں فرماتے ہیں: "أجمعوا على أنه منكر الحديث". اس کے منکر الحدیث ہونے پر اجماع ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[2] میں فرماتے ہیں: "يوسف متروك الحديث". یوسف متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[3] میں ایک دوسری حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "ويوسف يتهم بوضع هذا الحديث وغيره". یوسف یہ حدیث اور اس کے علاوہ دوسری احادیث گھڑنے میں متہم ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المقتنى"[4] میں اسے "واه" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[5] اور "تنقيح التحقيق"[6] میں یوسف بن سَفَر کو "متهم" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[7] میں یوسف بن سَفَر کو وضاعین

---

[1] الاستغناء في معرفة المشهورين: ۸۸٤/۲، رقم: ۱۰٤٦، ت: عبد الله مرحول السوالمة، دار ابن تيمية ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

[2] ذخيرة الحفاظ: ص: ۱٤۹۷، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٦هـ.

[3] تذكرة الحفاظ: ص: ٤۱۸، رقم: ۱۰۸۸، ت: حمدي بن عبد المجيد، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

[4] المقتنى في سرد الكنى: ۱۹/۲، رقم: ٥۰۸۰، ت: محمد صالح عبد العزيز المراد، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ۱٤۰۸هـ.

[5] تلخيص الموضوعات: ص: ۲۲۹، رقم: ٥۷۸، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ

[6] تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق: ۳۲/۱، ت: مصطفى أبو الغيط عبد الحي، دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

[7] تنزيه الشريعة: ۱۳۰/۱، رقم: ۷۱ ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے لکھتے ہیں: "قال الجوزجاني وغيره: كان يكذب، وقال البيهقي: هو في عداد من يضع الحديث". جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں وہ جھوٹ بولتا تھا، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا شمار حدیث گھڑنے والوں میں ہوتا ہے۔

اسی طرح علامہ سِبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف الحثیث"[1] میں یوسف بن سَفْر کو متہم بالوضع کی فہرست میں شامل کرکے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے۔

روایت بطریق یوسف بن سَفْر کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض دیگر روایات کے ساتھ اس زیر بحث روایت کو "من گھڑت" کہا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، لہٰذا زیر بحث روایت کو اس سند سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

④ روایت بطریق ابو سہل احمد بن محمد یمامی

زیر بحث روایت علامہ ابو الحسین محمد بن احمد صیرفی آبنوسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی

---

[1] الكشف الحثيث: ص: ٢٨٤، رقم: ٨٥٥، ت: صبحي السامرائی، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

۴۵۷ھ) نے "مشیخة الآبنوسي"[1] میں تخریج کی ہے:

"حدثنا أبي، قال: حدثنا علي بن إبراهيم أن الحارث أخبرهم، قال: حدثني أبو العلاء أحمد بن مسلم، قال: حدثنا أحمد بن محمد يعني ابن عمر بن يونس، قال: حدثنا داود بن عبد الله النَمِري، عن محمد بن عجلان، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ركعتان من متزوج خير من سبعين ركعة من عزب".

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شادی شدہ کی دو رکعت غیر شادی شدہ کی ستر رکعتوں سے بہتر ہیں۔

سند میں موجود راوی ابو سہل احمد بن محمد بن عمر بن یونس بن قاسم حنفی یَمَامی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن محمد یَمَامی کے بارے میں فرماتے ہیں: "قدم علينا، وكان كذابا، وكتبت عنه ولا أحدث عنه"[2]. **یہ ہمارے پاس آیا تھا، اور یہ جھوٹا ہے، اور میں نے اس سے لکھا ہے، لیکن میں اس سے روایت بیان نہیں کرتا۔**

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ "الأسامي"[3] **میں ابو سہل احمد بن محمد یَمَامی کے بارے میں لکھتے ہیں:** "سمعت يحيى بن محمد بن صاعد الهاشمي يرميه بالكذب". **میں نے یحیی بن محمد بن صاعد ہاشمی کو اسے جھوٹ میں متہم کہتے ہوئے سنا۔**

---

[1] مشيخة الآبنوسي: ۱٤۹/۲، رقم: ۲۹۹، مخطوط من الشاملة.

[2] الجرح والتعديل: ۷۱/۲، رقم: ۱۳۰، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[3] الأسامي والكنى: ٥۱/٤، رقم: ۲۹٥۹، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

نیز حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ بذات خود احمد بن محمد یَمامی کے بارے میں "الأسامي"[۱] میں فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم". محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[۲] میں احمد بن محمد یَمامی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن صاعد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ عبد الرحمن بن احمد بن یونس رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تاريخ"[۳] میں احمد بن محمد یَمامی کے بارے میں فرماتے ہیں: "قال لنا علي بن أحمد بن سليمان عَلّان: كان سلمة بن شبيب يكذبه". ہمیں علی بن احمد بن سلیمان نے کہا کہ سلمہ بن شبیب اس کی تکذیب کرتے تھے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[۴] میں فرماتے ہیں: "يروي عن عبد الرزاق، وعمر بن يونس، وغيرهما أشياء مقلوبة لا يعجبنا الاحتجاج بخبره إذا انفرد". یہ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور عمر بن یونس رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے مقلوب اشیاء نقل کرتا ہے، ہمیں اس کی خبر سے احتجاج کرنا اچھا معلوم نہیں ہوتا جبکہ یہ متفرد ہو۔

---

[۱] الأسامي والكنى: ٥١/٤، رقم: ٢٩٥٩، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[۲] تنزيه الشريعة: ٣٣/١، رقم: ٢٠٤، ت: عبد الله محمد الصديق، عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[۳] تاريخ ابن يونس: ٣٠/٢، رقم: ٧١، ت: عبدالفتاح فتحي عبدالفتاح، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[۴] المجروحين: ١٤٣/١، ت: محمود ابراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

حافظ عبدان اہوازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”لم أخرج حديث يحيى بن أبي كثير حين فاتني عن اليمامي النسخة التي يرويها“[1]. میں یحیی بن ابی کثیر کی حدیث کی تخریج نہیں کرتا جب سے مجھ سے یمَامی کا وہ نسخہ غائب ہو گیا جس میں اس کی مرویات تھیں۔

حافظ اسحاق بن ابراہیم بن یونس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ذكرت اليمامي هذا لعبيد الكَشْوَرِي، فقال: هو فينا كالواقدي فيكم“[2]. میں نے اس یمَامی کا ذکر عبید کَشْوَرِی سے کیا، تو انہوں نے کہا: وہ ہم میں ایسے ہے جیسے تم میں واقدی ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ یہ قول نقل کرکے فرماتے ہیں: ”والواقدي عند أئمة أهل النقل ذاهب الحديث“[3]. واقدی ائمہ نقل کے ہاں ذاہب الحدیث ہے۔

حافظ قاسم بن زکریا مُطَرِّز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كتبت عن اليمامي هذا خمسمائة حديث بالعَسْكَر، ليتها كانت خمسة آلاف، ليس عند الناس منها حرف“[4]. میں نے اس یمَامی سے پانچ سو حدیثیں عَسْکَر مقام پر لکھیں، کاش کہ وہ پانچ ہزار ہوتیں، لوگوں کے پاس اس میں سے ایک حرف بھی نہیں ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الکامل“[5] میں فرماتے ہیں: ”حدث بأحاديث مناكير عن الثقات، وحدث بنسخ عن الثقات بعجائب“. یہ ثقہ راویوں کے

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ۲۹۳/۱، رقم: ۱۸، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال: ۲۹۳/۱، رقم: ۱۸، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] تاريخ بغداد: ۳۳۷/۱، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[4] الكامل في ضعفاء الرجال: ۲۹۳/۱، رقم: ۱۸، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[5] الكامل في ضعفاء الرجال: ۲۹۳/۱، رقم: ۱۸، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

انتساب سے منکر احادیث نقل کرتا ہے، اور ثقات کے انتساب سے عجیب نسخے بیان کرتا ہے۔

نیز حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اس کے ترجمہ میں چند احادیث لاکر فرماتے ہیں:
"وتكثر عجائب اليمامي هذا، وهو مقارب الحديث، وهو إلى الضعف أقرب منه إلى الصدق"[1]. اور اس یمامی کی عجائب بہت زیادہ ہیں، اور یہ مقارب الحدیث ہے، اور یہ بنسبت صدق کے ضعف کے زیادہ قریب ہے۔

حافظ ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "طبقات المحدثين"[2] میں فرماتے ہیں:
"وله أحاديث منكرات". اور اس کی منکر احادیث ہیں۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "متروك الحديث" کہا ہے[3]۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[4] میں فرماتے ہیں: "وكان غير ثقة". اور یہ ثقہ نہیں ہے۔

نیز حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[5] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وليس بمحل الحجة". یہ محل حجت نہیں ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[6] میں ایک دوسری حدیث کے

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٢٩٣/١، رقم: ١٨، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
[2] طبقات المحدثين بأصبهان: ٧٥/٣، رقم: ٢٥٨، ت: عبد الغفور عبد الحق حسين مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
[3] تاريخ بغداد: ٢٢٦/٦، رقم: ٢٧٠٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[4] تاريخ بغداد: ٢٢٥/٦، رقم: ٢٧٠٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[5] تاريخ بغداد: ٣٣٧/١، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[6] كتاب الموضوعات: ٣٠٨/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

تحت لکھتے ہیں: "ونرى أن أحمد بن محمد بن عمر اليماني [كذا في الاصل] سرقه وغير إسناده". اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ احمد بن محمد بن عمر یمامی نے اس کا سرقہ کرکے اس کی سند تبدیل کی ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرکے فرماتے ہیں: "وقد تقدم أن وضع الإسناد كوضع المتن في التحريم، لكن أمره أخف، والله أعلم". یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اسناد گھڑنا، حرام ہونے میں، متن گھڑنے کی طرح ہے، تاہم اسناد گھڑنے کا معاملہ نسبتاً ہلکا ہے، واللہ اعلم۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[2] میں زیر بحث روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت کے تحت احمد بن محمد یَمَامی کو "هالك" قرار دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المقتنى"[3] میں اسے "متهم" کہا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "سير أعلام"[4] میں اسے "أحد المتروكين" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الكافي الشاف"[5] میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "في إسناده أحمد بن محمد، وهو متروك، كذبه أبو حاتم". اس کی اسناد میں محمد بن احمد ہے، یہ متروک ہے، ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

[1] الكشف الحثيث: ص: ٥٩، رقم: ١٠٢، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
[2] ميزان الاعتدال: ٢٨٧/٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة - بيروت.
[3] المقتنى في سرد الكنى: ٢٩٨/١، رقم: ٢٩٥٥، محمد صالح عبد العزيز المراد، الجامعة الإسلامية - المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٨هـ.
[4] سير أعلام النبلاء: ٤٢٣/٩، رقم: ١٥٠، ت: شعيب الأرنوؤط، موسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.
[5] الكافي الشاف: ص: ٧٤، رقم: ٢٦٩، دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

روایت بطریق ابو سہل احمد بن محمد یَمامی کا حکم

سند میں موجود راوی ابو سہل احمد بن محمد کے بارے میں حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن صاعد رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سلمہ بن شبیب رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: یہ جھوٹا تھا، متروک الحدیث ہے، غیر ثقہ ہے، سرقہ کر کے سند کو بدلا ہے، متہم ہے)، لہذا زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ماقبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت کو حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف سندوں سے "من گھڑت" کہا ہے، نیز حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منکر" کہا ہے، اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

الحاصل یہ روایت منکر، من گھڑت ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر④

روایت: ساتھیوں سے ملاقات کے لئے جاتے وقت آپ ﷺ کا پانی میں دیکھ کر اپنی داڑھی اور سر کے بالوں کو سنوارنا۔

حکم: منکر، شدید ضعیف ہے، حتی کہ بعض محدثین نے اسے من گھڑت تک کہا ہے، بہر صورت اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

زیر بحث روایت پانچ طرق سے مروی ہے: ① روایت بطریق ایوب بن مدرک حنفی ② روایت بطریق ابو سعد علاء بن کثیر شامی ③ روایت بطریق عثمان بن عمرو ④ روایت بطریق ابو سعید عبد القدوس بن حبیب دمشقی ⑤ روایت بطریق ابو عبد الرحمن محمد بن عبید اللہ کوفی عَرْزَمی۔

①روایت بطریق ایوب بن مدرک

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[1] میں یہ روایت اس سند کے ساتھ تخریج کی ہے:

"حدثنا ابن قتيبة، حدثنا محمد بن آدم، حدثنا أبو المُحَيَّاة، عن أيوب بن مدرك، عن مكحول، عن عائشة، قالت: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى صلاة العصر، فمر بركِيَّة فيها ماء، فاطلع فيها، فسوى من لحيته ومن رأسه، فقالت عائشة: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ينبغي للرجل إذا خرج إلى أصحابه،أن يهيء من لحيته

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:۵/۲،رقم: ۱۸۰،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

ورأسه، فإن الله جميل يحب الجمال".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز کے لئے تشریف لے جارہے تھے کہ آپ کا گزر ایک کنویں کے پاس سے ہوا، جس میں پانی موجود تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں میں جھانک کر اپنی داڑھی اور سر کے بالوں کو درست فرمایا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے لئے مناسب ہے کہ جب اپنے ساتھیوں کے پاس جائے تو اپنی داڑھی اور سر کے بالوں کو درست کر لیا کرے، اس لئے کہ اللہ جمیل ہیں جمال کو پسند فرماتے ہیں۔

بعض دیگر مصادر

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل المتناهية"[1] میں یہی روایت حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، نیز حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الفردوس"[2] میں ابن لال کے طریق سے تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی محمد بن آدم مصیصی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكامل"[3] میں ایوب بن مدرک حنفی کے ترجمہ

---

[1] العلل المتناهية: ١٩٨/٢، رقم: ١١٤٤، ت: إرشاد الحق، إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[2] انظر تعليق الفردوس بمأثور الخطاب: ٥٠٢/٥، رقم: ٨٨٦٩، ت: سعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

وكذا في الغرائب الملتقطة: ٣٦٣/٨، رقم: ٣٣٦٢، ت: العربي الدائز الفرياطي، جمعية دار البر ـ دبي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[3] الكامل: ٦/٢، رقم: ١٨٠، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی شدید جرح نقل کرنے کے بعد زیر بحث اور ایک دوسری روایت نقل کرکے فرماتے ہیں:

"وهذان الحديثان منكران عن مكحول، وروى أيوب هذا غير هذين الحديثين عن مكحول مناكير". اور یہ دو حدیثیں مکحول کے انتساب سے منکر ہیں، اور اس ایوب نے مکحول سے ان دو حدیثوں کے علاوہ بھی دیگر مناکیر نقل کی ہیں۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[1] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[3] میں زیر بحث روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "رواه أيوب بن مدرك الحنفي عن مكحول، عن عائشة، وأيوب متروك الحديث، ومكحول عن عائشة منقطع، لأنه لم يدركها".

اس روایت کو ایوب بن مدرک حنفی نے مکحول، عن عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے نقل کیا ہے، ایوب بن مدرک متروک الحدیث ہے، اور روایت بطریق مکحول عن عائشہ رضی اللہ عنہا منقطع ہے، کیونکہ مکحول نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

---

[1] المغني عن حمل الأسفار: ص:٨٧، رقم:٣٣٠، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٢٩٣/١، رقم: ١١٠٠، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] ذخيرة الحفاظ: ص: ١٢٨٠، رقم: ٢٧٥٤، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل المتناهية"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"قال ابن عدي: هذا حديث منكر عن مكحول، قال ابن معين: أيوب بن مدرك كذاب، وقال أبو حاتم والدارقطني: متروك". **ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث مکحول کے انتساب سے منکر ہے، ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب بن مدرک کو کذاب کہا ہے، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے متروک کہا ہے۔**

علامہ سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "مرآة الزمان"[2] میں لکھتے ہیں:

"وقد كان ينبغي لجدي أن يتبين الصحيح من السقيم، وقد فعلوا في أحاديث، منها: قوله عليه السلام: إن الله جميل يحب الجمال. أخرج مسلم هذا اللفظ عن ابن مسعود، ثم قال في الواهية:هذا الحديث لا يصح، روت عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج ذات يوم فمر ببركة [كذا في الأصل، والصحيح: بركِيَّة] فيها ماء، فاطلع فيه فسوى من لحيته ورأسه، فقلت له في ذلك، فقال:إن الله جميل يحب الجمال. فقول عائشة نظر في بركة [كذا في الأصل] هو الذي تكلموا فيه، وباقي الحديث في الصحيح".

میرے دادا (یعنی حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ) کے لئے مناسب تھا کہ وہ صحیح

---

[1] العلل المتناهية: ١٩٩/٢،رقم:١١٤٤،ت:إرشاد الحق،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[2] مرآة الزمان في تواريخ الأعيان: ٣٩٥/٤،ت:محمد بركات وعمار ريحاوي،الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

وسقیم احادیث میں فرق رکھتے، اور محدثین نے بہت سی احادیث میں ایسا کیا ہے، ان میں یہ حدیث بھی ہے: آپ ﷺ کا قول: بے شک اللہ جمیل ہیں جمال کو پسند فرماتے ہیں، مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ سے تخریج کیا ہے، پھر ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "واہیہ" میں فرمایا ہے: یہ حدیث صحیح نہیں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ ایک دن باہر تشریف لے جارہے تھے کہ آپ کا گزر ایک کنویں کے پاس سے ہوا، جس میں پانی موجود تھا، آپ ﷺ نے اس کنویں میں جھانک کر اپنی داڑھی اور سر کے بالوں کو درست فرمایا، میں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا: آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ جمیل ہیں جمال کو پسند فرماتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کہ "آپ ﷺ نے کنویں میں دیکھا" یہی وہ ٹکڑا ہے جس کے بارے میں ائمہ محدثین نے کلام کیا، اور باقی حدیث صحیح میں موجود ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزيادات على الموضوعات"[1] اس روایت کو من گھڑت روایات میں شمار کر کے فرماتے ہیں:

"أورده في (الميزان) في ترجمة أيوب بن مدرك، وقال: قال ابن معين: ليس بشيء، وقال مرة: كذاب، وقال أبو حاتم والنسائي: متروك، وقال ابن حبان: روى عن مكحول نسخة موضوعة ولم يره".

---

[1] الزيادات على الموضوعات: ص:۵۷۳، رقم:٦٩١، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو ایوب بن مدرک کے ترجمہ میں لا کر فرماتے ہیں: ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایوب "لیس بشیء" ہے، اور ایک مرتبہ کہا کہ جھوٹا ہے، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "متروک" ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نے مکحول کے انتساب سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے، حالانکہ اس نے مکحول کو دیکھا بھی نہیں۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں فصل ثالث میں اس روایت کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"(قلت) أورده ابن الجوزي في الواهيات، وأعله بأيوب، وقال: تركوه، وبأنه من رواية مكحول عن عائشة، ولم يدركها، قال الحافظ العراقي، وقد جاء ما يعارضه، روى الطبراني في الأوسط من حديث ابن عباس: لا ينظر أحدكم إلى ظله في الماء، لكنه من طريق طلحة بن عمرو الحضرمي، فليس بحجة، والله تعالى أعلم".

میں کہتا ہوں کہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو "واہیات" میں لائے ہیں، اور اس روایت کو ایوب کی وجہ سے معلل قرار دے کر فرماتے ہیں: اس ایوب کو محدثین نے ترک کر دیا تھا، نیز اسے اس وجہ سے بھی معلل قرار دیا ہے کہ یہ روایت مکحول عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے ہے، جبکہ مکحول نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا

---

[1] تنزيه الشريعة ۲۷۸/۲، رقم: ٤٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

زمانہ نہیں پایا تھا، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کے معارض طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کی ہے کہ تم میں سے کوئی اپنا سایہ پانی میں نہ دیکھے[1]، لیکن اس طریق میں طلحہ بن عمرو موجود ہے، جو کہ حجت نہیں ہے، واللہ تعالی اعلم۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الموضوعات"[2] میں اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"فيه أيوب بن مدرك، قال ابن معين: ليس بشيء، وقيل: متروك، وقيل: روى عن مكحول نسخة موضوعة". اس میں ایوب بن مدرک ہے، ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "لیس بشیء" ہے، اور کہا گیا کہ "یہ متروک" ہے، اور یہ بھی کہا گیا کہ اس نے مکحول کے انتساب سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے۔

---

[1] "معجم اوسط" کی روایت ملاحظہ ہو: "حدثنا محمد بن علي بن حبيب، ثنا محمد بن سلام المَنْبِجي، ثنا أبو نعيم، ثنا طلحة بن عمرو، عن عطاء، عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا ينظر أحدكم إلى ظله في الماء. لم يرو هذا الحديث عن طلحة إلا أبو نعيم، تفرد به: محمد بن سلام، ولا يروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا بهذا الإسناد" (المعجم الأوسط:۸۳/۷ ،رقم:۶۹۱۹،ت:طارق بن عوض الله،دار الحرمين ـ القاهرة،الطبعة ۱٤۱۵هـ).

اسی مضمون کی روایت ایک دوسری سند سے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الشامیین" میں تخریج کی ہے، ملاحظہ ہو: "حدثنا أبو عقيل أنس بن سليم الخولاني، ثنا محمد بن مصفى، ثنا بقية، حدثني عتبة بن أبي حكيم، عن ابن جريج، عن عطاء، عن سودة بنت زمعة، أنها نظرت في ركوة فيها ماء، فنهاها رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك، وقال: إني أخاف عليكم منه الشيطان" (مسند الشاميين:٤۲۰/۱،رقم:۷۳۹،ت:حمدي عبد المجيد السلفي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۹هـ).

[2] تذكرة الموضوعات:ص ۱۶۰،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱۳۹۹هـ.

سند میں موجود راوی ابو عمرو ایوب بن مدرک دمشقی شامی حنفی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[۱] میں فرماتے ہیں: "عن مكحول مرسل، سمع منه علي بن حجر". مکحول سے مرسل روایات بیان کرتا ہے، اس سے علی بن حجر نے سماعت کی ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایوب بن مدرک کے بارے میں فرماتے ہیں: "كذاب، كان ها هنا، يمامي، قد رأيته، وكتبت عنه، ليس بشيء"[۲]. یہ جھوٹا ہے، یہ یہیں تھا، یمامی ہے، میں نے اسے دیکھا ہے، اور اس سے حدیث لکھی ہے، یہ لیس بشیء ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "كان يكذب"[۳]. یہ جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب بن مدرک کو "ضعيف الحديث، متروك" کہا ہے[۴]۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب بن مدرک کو "ضعيف الحديث" کہا ہے[۵]۔

---

[۱] التاريخ الكبير: ۳۹۲/۱ رقم: ۱۳۵۸، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ.

[۲] سؤالات ابن الجنيد: ص: ۳٤٤، رقم: ۲۹۳، ت: أحمد محمد نور سيف، مكتبة الدار - المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱٤۰۸هـ.

[۳] معرفة الرجال: ٦۲/۱، رقم: ۱۰۱، ت: محمد كامل القصار، مطبوعات مجمع اللغة العربية - دمشق، الطبعة ۱٤۰٥هـ.

[۴] الجرح و التعديل: ۲٥۹/۲، رقم: ۹۲٥، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[۵] الجرح و التعديل: ۲٥۹/۲، رقم: ۹۲٥، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] میں لکھتے ہیں: "يروي المناكير عن المشاهير، ويدعي شيوخا لم يرهم، ويزعم أنه سمع منهم، روى عن مكحول نسخة موضوعة، ولم يره". ایوب بن مدرک مشاہیر کے انتساب سے مناکیر نقل کرتا ہے، اور ان شیوخ کا دعوی کرتا ہے جن کو اس نے دیکھا بھی نہیں، اور دعوی کرتا ہے کہ اس نے ان شیوخ سے سنا ہے، اس نے مکحول کے انتساب سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے، حالانکہ اس نے مکحول کو دیکھا بھی نہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب بن مدرک کو "متروك الحديث"[2] کہا ہے۔

نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ليس بثقة، ولا يكتب حديثه"[3]. ثقہ نہیں ہے، اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

حافظ یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب کو "ضعيف" کہا ہے[4]۔

حافظ صالح بن محمد جزرہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب کو "ضعيف" کہا ہے[5]۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[6] میں لکھتے ہیں: "ولا يتابع عليه، وقد حدث بمناكير". ایوب بن مدرک کی متابعت نہیں کی جاتی، اور اس نے مناکیر بیان کی ہیں۔

---

[1] المجروحين: ١٨٥/١، رقم: ٩٩، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٣٣هـ.
[2] الضعفاء والمتروكين: ص: ٤٦، رقم: ٢٧، ت: بوران الضناوي، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
[3] لسان الميزان: ٢٥٥/٢، رقم: ١٣٨٢، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
[4] المعرفة والتاريخ: ٦١/٣، ت: أكرم ضياء العمري، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
[5] تاريخ بغداد: ٤٥٥/٧، رقم: ٣٤٢١، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[6] الضعفاء الكبير: ١١٥/١، رقم: ١٣٤، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] **میں لکھتے ہیں:** "ولأيوب بن مدرك أحاديث، وعامة حديثه عن مكحول، وإذا روى عن مكحول، فيكون مكحول عن صحابة، ولم يدركهم، مثل من ذكرته أبو الدرداء، وعائشة، وغيرهما، مثل واثلة بن الأسقع، وأبو أمامة، وغيرهما، وكذلك مراسيل، وأيوب بن مدرك فيما يرويه عن مكحول وغيره يتبين على رواياته أنه ضعيف".

ایوب بن مدرک کی کئی احادیث ہیں، اور اس کی اکثر احادیث مکحول سے ہیں، اور جب ایوب مکحول سے روایت کرے تو یہ مکحول صحابہ سے روایت کرتا ہے، جبکہ مکحول نے میرے ذکر کردہ صحابہ رضی اللہ عنہم جیسے: ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان دو کے علاوہ جیسے: واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ، ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ کا زمانہ نہیں پایا، اور یہی حال اس کی مرسل روایات کا ہے، اور ایوب بن مدرک جن روایات میں مکحول اور مکحول کے علاوہ سے روایت کرے تو اس کی روایات میں ضعف واضح ہوتا ہے۔

حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ أسماء الضعفاء"[2] **میں ایوب بن مدرک کے بارے میں ایک جگہ** "ليس بشيء" **کہا ہے، اور ایک دوسرے مقام پر** "كذاب" **کہا ہے۔**

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب بن مدرک کو "متروك" **کہا ہے**[3]**۔**

---

[1] الكامل: ٦/٢، رقم: ١٨٠، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين: ص: ٥٠، رقم: ٢٤، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[3] الضعفاء والمتروكون: ص: ١٥١، رقم: ١١٠، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب بن مدرک کے بارے میں "لیس حدیثه بالقائم" کہا ہے[1]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "دیوان الضعفاء"[2] میں لکھتے ہیں: "ترکوه". محدثین نے ایوب بن مدرک کو ترک کر دیا تھا۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المقتنی"[3] میں ایوب بن مدرک کو "واہ" کہا ہے۔

حافظ برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ "الکشف الحثیث"[4] میں فرماتے ہیں:

"ذكر الذهبي توهينه عن غير واحد، وقد ذكره ابن الجوزي في موضوعاته في باب فضل أهل العمائم يوم الجمعة، ثم قال: قال أبو الفتح الأزدي: هذا من وضع أيوب، ثم ذكر ابن الجوزي تضعيفه عن غير واحد، والحديث المشار إليه ذكره الذهبي، فقال: وروى أيوب بن مدرك، عن مكحول نسخة موضوعة، ولم يره انتهى".

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سے زائد افراد سے اس کے ضعیف ہونے کو ذکر کیا ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "موضوعات" میں جمعہ کے دن پگڑیوں والوں کی فضیلت کے باب کے تحت اس حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں: ابو الفتح

[1] لسان الميزان: ٢/٢٥٥، رقم: ١٣٨٢، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] ديوان الضعفاء: ص: ٤٣، رقم: ٥٣٠، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة - مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[3] المقتنى في سرد الكنى: ١/٤٣١، رقم: ٤٦٥٢، ت: محمد صالح عبد العزيز المراد، الطبعة ١٤٠٨هـ.

[4] الكشف الحثيث: ص: ٧٤، رقم: ١٦٢، ت: صبحي السامرائي - عالم الكتب مكتبة النهضة العربية، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ حدیث ایوب کی گھڑی ہوئی ہے، پھر ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سے زائد افراد سے اس کی تضعیف کو ذکر کیا، اور جس حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اسے ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کر کے کہا ہے: اور ایوب بن مدرک نے مکحول کے انتساب سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے، حالانکہ اس نے مکحول کو دیکھا بھی نہیں، انتہی۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب بن مدرک کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کیا ہے[1]۔

روایت بطریق ایوب بن مدرک کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو منکر احادیث میں شمار کیا ہے، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو من گھڑت کہا ہے، اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

نیز سند میں موجود راوی ایوب بن مدرک کے بارے میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ،حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ ، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: لیس بشیء، کذاب، متروک، لیس بثقہ، ایوب نے مکحول کے انتساب سے ایک من گھڑت نسخہ نقل کیا ہے، حالانکہ اس نے مکحول کو دیکھا

[1] تنزیہ الشریعۃ ٤١/١،رقم:٣٢٢،ت:عبد الوھاب عبد اللطیف وعبد اللہ محمد الصدیق،دار الکتب العلمیۃ ـ بیروت، الطبعۃ الثانیۃ ١٤٠١ھـ۔

بھی نہیں، متروک الحدیث، محدثین نے اسے ترک کر دیا تھا، واہ)، لہذا یہ روایت اس سند سے شدید ضعیف ہے، چنانچہ زیر بحث روایت کو اس سند سے آپ ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

② روایت بطریق علاء بن کثیر

زیر بحث روایت حافظ ابو بکر محمد بن جعفر خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اعتلال القلوب"[1] میں اس سند کے ساتھ تخریج کی ہے:

"حدثنا أبو سهل بنان بن سليمان الدقاق، قال: حدثنا عبد الرحمن بن هانئ النخعي، عن العلاء بن كثير، عن مكحول، عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان نفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ينتظرونه على الباب، فخرج يريدهم، وفي الدار ركوة فيها ماء، فجعل ينظر في الماء ويسري شعره ولحيته، فقلت: يا رسول الله! وأنت تفعل هذا؟ قال: نعم، إذا خرج الرجل إلى إخوانه فليهيء من نفسه، فإن الله جميل يحب الجمال".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت آپ کے دروازے پر منتظر تھی، چنانچہ آپ ﷺ ان کے ارادے سے باہر تشریف لے جانے لگے، اور گھر میں ایک چھوٹا برتن تھا جس میں پانی موجود تھا، آپ ﷺ نے پانی میں دیکھ کر اپنے بال اور اپنی داڑھی کو درست فرمایا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ یہ کام کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں، جب آدمی اپنے بھائیوں کے پاس جائے تو اپنے آپ کو سنوار لیا کرے، اس لئے کہ اللہ تعالی جمیل ہیں، جمال کو پسند فرماتے ہیں۔

---

[1] اعتلال القلوب: ١٧٠/١، رقم: ٣٥٢، ت: حمدي الدمرداش، مكتبة نزار مصطفى الباز - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٠هـ.

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلبیس إبلیس"[1] میں حافظ ابو بکر محمد بن جعفر خرائطی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، نیز حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجامع"[2] میں، حافظ ابو بکر محمد بن علی قفال رحمۃ اللہ علیہ نے "شمائل النبوۃ"[3] میں اور حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "أدب الإملاء والاستملاء"[4] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو نعیم عبد الرحمن بن ہانی نخعی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

سند میں موجود راوی ابو سعد علاء بن کثیر مولی بنو امیہ شامی دمشقی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے علاء بن کثیر کو "لیس حدیثه بشيء" کہا ہے[5]۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے علاء بن کثیر کو "ضعیف الحدیث جدا" کہا ہے[6]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الکبیر"[7] میں علاء بن کثیر کو "منکر

---

[1] تلبيس إبليس:ص:۱۲۲۲،رقم:۲۷۹،ت:أحمد بن عثمان المزيد،دار الوطن.

[2] الجامع لأخلاق الراوي:۳۸۹/۱،رقم:۹۰۷،ت:محمود الطحان،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة۱٤۰۳هـ.

[3] شمائل النبوة:ص:۲۸۵،رقم:۳۵۵،ت:أبو عبد الله عمر بن أحمد بن علي،دار التوحيد ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۳٦هـ.

[4] أدب الإملاء والاستملاء:ص:۳۲،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۱هـ.

[5] الكامل:۳۷۵/٦،رقم:۱۳۷۳،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[6] الكامل:۳۷۵/٦،رقم:۱۳۷۳،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[7] التاريخ الكبير:۲۹٦/٦،رقم:۹۲۵۳،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ.

الحدیث“ کہا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے علاء بن کثیر کو ”حديثه ليس بشيء“ کہا ہے[1]۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک موقع پر فرماتے ہیں: ”لا يسوي حديثه شيئا“[2]۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے[3]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے علاء بن کثیر کو ”ضعيف“ کہا ہے[4]۔

نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر علاء بن کثیر کو ”متروك الحديث“ کہا ہے[5]۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”هو ضعيف الحديث، منكر الحديث، لا يعرف بالشام، هو مثل عبد القدوس بن حبيب، وعمر بن موسى الوَجِيْهي في الضعف“[6]. علاء بن کثیر ضعیف الحدیث، منکر الحدیث ہے، شام میں اس کی

---

[1] الضعفاء الكبير:٣٤٧/٣،رقم:١٣٧٩،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] مسائل الإمام أحمد برواية إسحاق بن إبراهيم بن هانئ:٢١٢/٢،رقم:٢١٥٦،ت:زهير الشاوش،المكتب الإسلامي ۔ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.

[3] الضعفاء الكبير:٣٤٧/٣،رقم:١٣٧٩،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين:ص:١٨٠،رقم:٤٥٧،ت:بوران الضناوي كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[5] تهذيب التهذيب:١٧٧/٥،رقم:٦٢٠٥،ت:عادل احمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[6] الجرح و التعديل:٣٦٠/٦،رقم:١٩٨٧،دار الكتب العلمية ۔بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

معرفت نہیں تھی، یہ ضعف میں عبد القدوس بن حبیب اور عمر بن موسی وجیہی کی طرح ہے۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے علاء بن کثیر کو "ضعیف الحدیث، واهي الحدیث" کہا ہے[1]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[2] میں لکھتے ہیں: "وكان ممن يروي الموضوعات عن الأثبات، لا يجوز الاحتجاج بما رواه وإن وافق الثقات، ومن أصحابنا من زعم أنه العلاء بن الحارث، وليس [ك] ذلك، لأن العلاء بن الحارث حضرمي من اليمن، وهذا من موالي بني أمية، وذاك صدوق، وهذا ليس بشيء في الحديث".

یہ ان لوگوں میں سے تھا جو ثبت راویوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتے ہیں، اس کی روایتوں سے ثقہ راویوں کی موافقت کے باوجود احتجاج جائز نہیں ہے، اور ہمارے اصحاب میں سے بعض نے اسے علاء بن حارث سمجھا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، کیوں کہ علاء بن حارث حضرمی کا تعلق یمن سے تھا، اور علاء بن کثیر بنو امیہ کے موالی میں سے ہے، علاء بن حارث حضرمی صدوق تھا، اور علاء بن کثیر لیس بشیء فی الحدیث ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں لکھتے ہیں: "وللعلاء بن كثير عن مكحول، عن الصحابة، عن النبي صلى الله عليه وسلم نسخ كلها غير محفوظة،

[1] الجرح و التعديل: ٣٦٠/٦، رقم: ١٩٨٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
[2] المجروحين: ١٧٣/٢، رقم: ٨١١، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٣٣هـ.
[3] الكامل: ٣٧٧/٦، رقم: ١٣٧٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

وهو منكر الحديث". اور علاء بن کثیر کے مکحول، عن الصحابہ، عن النبی ﷺ کی سند سے منقول تمام کے تمام نسخے غیر محفوظ ہیں، اور یہ منکر الحدیث ہے۔

حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ علاء بن کثیر کے بارے میں فرماتے ہیں: "ساقط، لا يكتب حديثه"[1]. ساقط ہے، اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[2] میں علاء بن کثیر کو "ضعيف الحديث" کہا ہے۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ نے علاء بن کثیر کو "منكر الحديث" کہا ہے[3]۔

حافظ عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحكام الوسطى"[4] میں علاء بن کثیر کو "منكر الحديث، ضعيف" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[5] میں فرماتے ہیں: "مجمع على ضعفه". اس کے ضعف پر سب متفق ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "ميزان الاعتدال"[6] میں عبد الرحمن بن ہانئ کے ترجمہ میں علاء بن کثیر کو "هالك" کہا ہے۔

---

[1] الضعفاء والمتروكين: ۱۸۸/۲، رقم: ۲۳۳۸، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[2] سنن الدار قطني: ٤۰٦/۱، رقم: ۸٤٦، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲٤هـ.

[3] تهذيب التهذيب: ۱۷۷/۵ رقم: ٦۲۰۵، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۵هـ.

[4] أحكام الوسطى: ۷۹/۱، ت: حمدي السلفي وصبحي السامرائي مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة ۱٤۱٦هـ.

[5] ديوان الضعفاء: ص: ۲۸۰، رقم: ۲۸۸۹، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ۱۳۸۷هـ.

[6] ميزان الاعتدال: ۵۹۵/۲، رقم: ٤۹۹٤، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقریب التهذيب"[1] میں فرماتے ہیں:
"متروك، رماه ابن حبان بالوضع". متروک ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔

روایت بطریق علاء بن کثیر کا حکم

سند میں موجود راوی علاء بن کثیر کے بارے میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: ضعیف الحدیث جداً، لیس حدیثہ بشیء، منکر الحدیث، واہی الحدیث، متروک، ہالک، اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتے ہیں، ساقط ہے، اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا)، چنانچہ اس روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر کے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

③ روایت بطریق عثمان بن عبد اللہ بن عمرو

زیر بحث روایت حافظ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے "عمل اليوم والليلة"[2] میں اس سند کے ساتھ تخریج کی ہے:

"أخبرني علي بن أحمد بن عامر، ثنا محمد بن إسحاق بن حوثي، ثنا أبو عمرو عثمان بن عبد الله بن عثمان بن عمرو بن عبد الرحمن بن الحكم بن أبي العاص بن أمية بن عبد شمس، ثنا عيسى بن واقد

---

[1] تقريب التهذيب: ٤٣٦، رقم: ٥٢٥٤، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.
[2] عمل اليوم والليلة: ص: ١١٥، رقم: ١٧٣، ت: عبد الرحمن كوثر، دار الأرقم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

الزاهد الإسكندراني، عن عطاء بن السائب، عن معاذة العدوية، قالت: سمعت عائشة رضي الله عنها تقول:

إن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج ذات يوم إلى إخوانه، أو قالت: إلى بعض إخوانه، فنظر في ركوة من ماء إلى لمته، وهيئته، فلما أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت له عائشة: بأبي وأمي أنت يا رسول الله! أنت القائل الفاعل حين نظرت إلى وجهك؟ قالت: فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم: نعم يا عائشة! إن الله عز وجل جميل يحب الجمال، إذا خرج الرجل إلى إخوانه فليهيء من نفسه".

معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے بھائیوں یا فرمایا اپنے بعض بھائیوں کے پاس باہر تشریف لے گئے، آپ نے ایک چھوٹے برتن میں جس میں پانی موجود تھا اپنے بال اور اپنی حالت کو دیکھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، جب آپ اپنے چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے تو اس وقت آپ کچھ کہہ رہے تھے اور کچھ کر رہے تھے؟ معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جی ہاں، اے عائشہ! کیونکہ اللہ عزوجل جمیل ہیں جمال کو پسند فرماتے ہیں، جب آدمی اپنے بھائیوں کے پاس جائے تو اپنے آپ کو سنوار لیا کرے۔

سند میں موجود راوی ابو عمرو عثمان بن عبد اللہ قُرشی اموی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] میں فرماتے ہیں: "عثمان بن عبد الله المغربي الأموي أبو عمرو: شيخ، قدم خراسان، فحدثهم بها، يروي عن الليث بن سعد، ومالك وابن لهيعة، ويضع عليهم الحديث، كتب عنه أصحاب الرأي، لا يحل كتابة حديثه إلا على سبيل الاعتبار".

عثمان بن عبد اللہ مغربی اموی ابو عمرو، شیخ، خراسان آیا، وہاں کے لوگوں کو روایات بیان کرتا تھا، لیث بن سعد، مالک اور ابن لہیعہ سے روایت نقل کرتا تھا، اور ان کے انتساب سے روایت گھڑتا تھا، اس سے اصحاب رائے نے روایت لکھی ہے، اس کی احادیث لکھنا جائز نہیں ہے سوائے اعتبار کے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] فرماتے ہیں: "عثمان بن عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان حدث عن مالك و حماد بن سلمة وابن لهيعة وغيرهم بالمناكير يكنى أبا عمرو، وكان يسكن نصيبين ودار البلاد، وحدث في كل موضع بالمناكير عن الثقات".

عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان، مالک، حماد بن سلمہ اور ابن لہیعہ وغیرہ کے انتساب سے منکر روایات نقل کرتا تھا، اس کی کنیت ابو عمرو تھی، نصیبین اور دار البلاد میں رہتا تھا، ہر جگہ ثقہ راویوں کے انتساب سے مناکیر بیان کرتا تھا۔

---

[1] المجروحين: ۱۰۲/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲ھ۔

[2] الكامل في ضعفاء الرجال: ۳۰۱/٦، رقم: ۱۳۳٦، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ۔ بيروت .

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ آگے جا کر فرماتے ہیں: "ولعثمان غير ما ذكرت من الأحاديث أحاديث موضوعات"[1]. عثمان سے منقول میری ذکر کردہ روایات کے علاوہ اور بھی من گھڑت روایات ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان" میں حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "متروك الحديث، وقال مرة: يضع الأباطيل على الشيوخ الثقات"[2]. متروک لحدیث ہے، اور ایک مرتبہ فرمایا: ثقہ راویوں پر باطل روایات گھڑتا تھا۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[3] میں فرماتے ہیں: "وكان ضعيفا، والغالب على حديثه المناكير". ضعیف راوی تھا، اور اس کی اکثر احادیث مناکیر ہیں۔

امام ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عثمان بن عبد الله القرشي الذي يروي عن مالك كذاب، يكنى أبا عمرو، قدم خراسان بعد الثلاثين والمائتين، فحدث عن مالك، والليث بن سعد، وابن لهيعة، والحمادين، وغيرهم بأحاديث، أكثرها موضوعة"[4].

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٣٠٤/٦،رقم:١٣٣٦،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[2] لسان الميزان:٣٩٧/٥،رقم:٥١٣٢،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] تاريخ بغداد:١٦١/١٣،رقم:٦٠٠٦،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] سؤالات مسعود بن علي السجزي:ص:٨٢،رقم:٤٢،موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

عثمان بن عبد اللہ قرشی جو مالک سے روایت نقل کرتا ہے، کذاب ہے، اس کی کنیت ابو عمرو ہے، دوسو تیس (۲۳۰) ہجری کے بعد خراسان آیا، اور مالک، لیث بن سعد، ابن لہیعہ اور حمادین وغیرہ سے روایات نقل کرتا تھا جن میں سے اکثر من گھڑت ہیں۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "یروي عن مالك، والليث، وابن لهيعة، ورشدين، وحماد بن سلمة بالمناكير". مالک، لیث، ابن لہیعہ، رشدین اور حماد بن سلمہ کے انتساب سے مناکیر نقل کرتا ہے۔

حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يحتج بحديثه"[2] اس کی حدیث سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ "الأباطيل والمناكير"[3] میں ایک دوسری حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "وعثمان بن عبد الله المغربي هذا كذاب، فسرق هذا الحديث عن أبي مطيع البلخي". یہ عثمان بن عبد اللہ مغربی کذاب ہے، اس نے یہ حدیث ابو مطیع بلخی سے سرقہ کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[4] میں فرماتے ہیں: "متهم، واه، رماه بالوضع ابن عدي وغيره". متہم، واہی ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے

---

[1] الضعفاء لأبي نعيم:ص:۱۱٦،رقم:۱٥٨،ت:فاروق حمادة،مطبعة النجاح الجديدة .

[2] الضعفاء والمتروكين:۱۷۰/۲،رقم:۲۲۷٤،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[3] الأباطيل والمناكير:۲۳/۱،رقم:۱۸،ت:عبد الرحمن عبد الجبار،المطبعة السلفية ـ الهند،الطبعة الأولى ۱٤۰۳هـ.

[4] ديوان الضعفاء:ص:۲۷۰،رقم:۲۷٦۹،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ۱۳۸۷هـ.

اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں عثمان بن عبد اللہ اموی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ذکر کیا ہے۔

روایت بطریق عثمان بن عبد اللہ بن عمرو کا حکم

سند میں موجود راوی ابو عمرو عثمان بن عبد اللہ بن عمرو قرشی کے بارے میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ جوز قانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: لیث بن سعد، مالک، اور ابن لہیعہ کے انتساب سے روایت گھڑتا تھا، عثمان سے میری ذکر کردہ روایات کے علاوہ اور بھی من گھڑت روایات ہیں، ثقہ راویوں پر باطل روایات گھڑتا تھا، کذاب ہے، متہم، واہی ہے)، چنانچہ اس طریق سے بھی زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

④ روایت بطریق ابو سعید عبد القدوس بن حبیب کلاعی شامی دمشقی

زیر بحث روایت حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجامع"[2] میں اس سند کے ساتھ تخریج کی ہے:

"أنا أبو الحسن محمد بن عبيد الله بن محمد الحِنَّائِي، نا أحمد بن سليمان النجاد إملاء، نا محمد بن عبد الله بن سليمان، نا هارون بن إدريس،

---

[1] تنزيه الشريعة: ۸۴/۱، رقم: ۲۴۹، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۱هـ.

[2] الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: ۳۸۹/۱، رقم: ۹۰۷، ت: محمود الطحان، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة ۱۴۰۳هـ.

نا أبو يحيى الحِمَّانِي، عن أبي سعيد الشامي، عن مكحول، عن عائشة، قالت: أبصر النبي صلى الله عليه وسلم ركوة فيها ماء، فاطلع فيها فرأى رأسه ولمته ووجهه، فقالت عائشة: فقلت له في ذلك، فقال:إذا خرج الرجل إلى إخوانه فليهيء من نفسه، فإن الله جميل يحب الجمال"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے برتن کو دیکھا، جس میں پانی موجود تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی میں جھانک کر اپنا سر، اپنے بال اور اپنا چہرہ دیکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے بھائیوں کے پاس جائے تو اپنے آپ کو سنوار لیا کرے، اس لئے کہ اللہ جمیل ہیں جمال کو پسند فرماتے ہیں۔

سند میں موجود راوی ابو سعید عبد القدوس بن حبیب کلاعی وُحاظی شامی دمشقی (المتوفی مابین ۱۷۰ – ۱۸۰ھ [۱]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لأن أقطع الطريق أحب إلي من أن أروي عن عبد القدوس الشامي" [۲]۔ میں ڈاکہ ڈالوں، یہ مجھے زیادہ

[۱] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الصغیر" میں موصوف کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۷۰ اور ۱۸۰ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ۱۷۳/۲،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ۔بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ).

[۲] الضعفاء الكبير: ۹٦/۳،رقم: ۱۰٦۹،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ۔بيروت،الطبعة ۱٤۰٤هـ.

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی عبد القدوس کے ساتھ ایک حکایت حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الکبیر" میں ان لفظوں سے تخریج کی ہے: "حدثنا محمد بن زكريا البلخي، قال: حدثنا سعيد بن يعقوب الطَّالْقَاني، قال: سمعت عبد الله بن المبارك، يقول: اشتريت بعيرين، فقدمت على عبد القدوس الشامي، قال: فقال: حدثنا مجاهد، عن ابن عمر، قلت: إن أصحابنا يروون هذا الحديث عن عبد الله ابن عباس، فقال: ابن عباس لم يرو عنه مجاهد شيئا، وكان مجاهد مولى ابن عمر، فكان لا يروي إلا عن ابن عمر، فقلت: إنا لله، وفي سبيل الله على نفقتي وبعيري، ورأيت عبد الله يتبسم". عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دو اونٹ خریدے، میں عبد القدوس کے پاس آیا، اس نے حدیث بیان کی: مجھے مجاہد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی، میں نے کہا کہ ہمارے اصحاب اس حدیث کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں،

پسند ہے اس بات سے کہ میں عبد القدوس شامی سے روایت کروں۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے عبد القدوس کو "ضعیف" کہا ہے[1]۔

نیز ایک دوسرے مقام پر حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے عبد القدوس کو "مطروح الحديث" کہا ہے[2]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[3] میں فرماتے ہیں: "يروي عبد القدوس، عن نافع، عن مجاهد، والشعبي، ومكحول، وعطاء أحاديث مقلوبة".

عبد القدوس یہ نافع رحمۃ اللہ علیہ، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، مکحول رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے مقلوب حدیثیں نقل کرتا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الكنى"[4] میں عبد القدوس کو "ذاهب الحديث" کہا ہے۔

نیز امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ہی اپنی "صحيح"[5] کے مقدمہ میں فرماتے ہیں: "فأما ما كان منها عن قوم هم عند أهل الحديث متهمون، أو عند الأكثر

عبد القدوس نے کہا کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کچھ نقل نہیں کیا، اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام تھے، وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں، میں نے کہا: انا للہ، تاہم میرا خرچہ اور سواری اللہ کے راستے میں ہے، راوی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ مسکرا رہے تھے۔(الضعفاء الكبير:٩٧/٣،رقم:١٠٦٩،ت:عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٤هـ) .

[1] تاريخ يحيي بن معين رواية أبي الفضل العباس بن محمد الدوري:٣٠٨/٢،رقم:٤٩٧٦،دار القلم ـ بيروت .

[2] تاريخ بغداد: ٤٣٥/١٢،رقم:٥٧٧٤،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] التاريخ الكبير:٣٨١/٥،رقم:٧٩٦٩،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[4] الكنى و الأسماء:ص:٣٦٧،رقم:١٣٤٨،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[5] الصحيح لمسلم:٧/١،رقم:١٤٧،ت:محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

منهم، فلسنا نتشاغل بتخريج حديثهم، كعبد الله بن مسور أبي جعفر المدائني، وعمرو بن خالد، وعبد القدوس الشامي، ومحمد بن سعيد المصلوب، وغياث بن إبراهيم، وسليمان بن عمرو أبي داود النخعي، وأشباههم ممن اتهم بوضع الأحاديث، وتوليد الأخبار".

وہ لوگ جو بعض محدثین کے نزدیک یا ان میں سے اکثر کے نزدیک متہم ہیں ہم ان کی حدیث کو لانے میں مشغول نہیں ہوئے، جیسا کہ ابو جعفر عبد اللہ بن مسور مدائنی، عمرو بن خالد، عبد القدوس شامی، محمد بن سعید مصلوب، غیاث بن ابراہیم، ابو داود نخعی سلیمان بن عمرو، اور ان جیسے لوگ جن کو احادیث گھڑنے میں اور روایات ایجاد کرنے میں متہم قرار دیا گیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "المنهاج"[1] **میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کر کے فرماتے ہیں:** "هؤلاء الجماعة المذكورون كلهم متهمون، متروكون، لا يتشاغل بأحد منهم، لشدة ضعفهم، وشهرتهم بوضع الأحاديث". **یہ مذکورہ جماعت تمام تر متہم، متروک ہیں، ان کے ضعف شدید اور وضع حدیث میں مشہور ہونے کی وجہ سے ان میں سے کسی کے ساتھ اشتغال نہیں کیا جائے گا۔**

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بشيء، وابنه شر منه"[2]. **یہ عبد القدوس لیس بشی ہے، اور اس کا بیٹا اس سے بھی بدتر ہے۔**

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبد القدوس کو "ضعيف الحديث" **کہا ہے**[3]**۔**

---

[1] المنهاج شرح صحيح مسلم: ۱/۵۵،المطبعة المصرية ـ الأزهر،الطبعة الأولى ۱۳۴۷هـ.

[2] سؤالات أبي عبيد الآجري:ص:۱۹۲،رقم:۲۰۵،ت:محمد علي قاسم العمري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة ۱۳۹۹هـ.

[3] الجرح والتعديل: ۶/۵۶،رقم:۲۹۵،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”متروك الحديث، كان لا يصدق“[1]. یہ متروک الحدیث ہے، یہ سچ نہیں بولتا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ عبد القدوس کے بارے میں فرماتے ہیں: ”ليس بثقة ولا مأمون، سكتوا عنه“[2].

نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر اسے ”متروك الحديث“ کہا ہے[3]۔

حافظ ابو بشر دولابی رحمۃ اللہ علیہ ”الكنى والأسماء“[4] میں فرماتے ہیں: ”وأبو سعيد عبد القدوس بن حبيب الدمشقي، متروك الحديث“. ابو سعید عبد القدوس بن حبیب دمشقی متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابو حفص عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”أجمع أهل العلم على ترك حديثه“[5] اہل علم کا ان کی احادیث کے ترک پر اجماع ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ ”أحوال الرجال“[6] میں فرماتے ہیں: ”لا يقنع الناس بحديثه“. لوگ ان کی احادیث سے مطمئن نہیں تھے۔

حافظ اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”لا أشهد على أحد بالكذب

---

[1] الجرح والتعديل: ٥٦/٦، رقم: ٢٩٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢ هـ.
[2] تاريخ دمشق: ٤١٩/٣٦، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.
[3] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٦٤، رقم: ٤٥٧، ت: بوران الضناوي، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
[4] الكنى والأسماء: ص: ٥٨٠، ت: أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
[5] الجرح والتعديل: ٥٦/٦، رقم: ٢٩٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
[6] أحوال الرجال: ص: ٢٧٩، رقم: ٢٩٣، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد، باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

إلا على عبد القدوس بن حبيب، وعمر بن موسى الوجيهي ...."[1].

"میں کسی کے بارے میں جھوٹا ہونے کی گواہی نہیں دیتا سوائے عبد القدوس بن حبیب اور عمر بن موسی وجیہی کے۔۔۔"۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[2] میں لکھتے ہیں: "كان يضع الحديث على الثقات، لا يحل كتابة حديثه ولا الرواية عنه، وكان ابن المبارك يقول: لأن أقطع الطريق أحب إلي من أن أروي عن عبد القدوس الشامي".

یہ ثقہ راویوں کے انتساب سے حدیث گھڑ تا تھا، اس کی حدیثوں کو لکھنا اور روایت کرنا حلال نہیں، اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ڈاکہ ڈالوں، یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ میں عبد القدوس شامی سے روایت کروں۔

حافظ عبد الرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما رأيت ابن المبارك يفصح بقوله كذاب إلا لعبد القدوس، فإني سمعته يقول له: كذاب"[3]. میں نے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو کسی کے بارے میں صاف طور پر کذاب کہتے ہوئے نہیں دیکھا، سوائے عبد القدوس کے، میں نے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو سنا کہ انہوں نے عبد القدوس کو کذاب کہا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[4] میں فرماتے ہیں: "وعبد القدوس له أحاديث غير محفوظة، وهو منكر الحديث إسنادا ومتنا". عبد القدوس کی

---

[1] تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين:ص:۱۳۷،رقم:٤٣٥،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[2] المجروحين:۱۳۱/۲،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] تاريخ دمشق:٤٢٢/٣٦،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

[4] الكامل: ٤٦/٧،رقم:١٤٩٨،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

احادیث محفوظ نہیں ہیں، وہ سند و متن کی حیثیت سے منکر الحدیث ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ زیرِ بحث روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت کے تحت فرماتے ہیں:"فيه عبد القدوس بن حبيب متهم"[1]. اس میں عبد القدوس بن حبیب متہم راوی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے"تاريخ الإسلام"[2] میں عبد القدوس بن حبیب کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"عبد القدوس شديد الضعف، وكذبه بعض الأئمة، والله أعلم"[3] عبد القدوس شدید ضعیف راوی ہے، اور بعض ائمہ نے اس کو جھوٹا کہا ہے، واللہ اعلم۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے"الكشف الحثيث"[4] میں عبد القدوس کو لا کر امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[5] میں عبد القدوس بن حبیب کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں ذکر کرکے لکھتے ہیں:"قال ابن المبارك:

---

[1] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٦٢،رقم:١٣١،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] تاريخ الإسلام:٤٤٣/٤،رقم:٢٤٥،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[3] نتائج الأفكار:١٧٠/٥،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،دار كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[4] الكشف الحثيث:ص:١٧١،رقم:٤٥٤،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[5] تنزيه الشريعة:٨١/١،رقم:١٨٧،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

كذاب، وقال ابن حبان:كان يضع الحديث". ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کذاب کہا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راویوں کے انتساب سے حدیث گھڑتا تھا۔

روایت بطریق ابو سعید عبد القدوس بن حبیب کلاعی وحاظی شامی دمشقی کا حکم

سند میں موجود راوی ابو سعید عبد القدوس بن حبیب شامی کے بارے میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو بشر دولابی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ، حافظ اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: مطروح الحدیث، ذاہب الحدیث، یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو وضع احادیث میں متہم قرار دیا گیا، لیس بثقہ، متروک الحدیث، اہل علم کا اس کی احادیث کے ترک پر اجماع ہے، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ڈاکہ ڈالوں، یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ میں عبد القدوس شامی سے روایت کروں، حافظ اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کسی کے بارے میں جھوٹا ہونے کی گواہی نہیں دیتا سوائے عبد القدوس بن حبیب اور عمر بن موسی وجیہی کے، یہ ثقہ راویوں کے انتساب سے حدیث گھڑتا تھا، متہم، متروک الحدیث، شدید ضعیف ہے)، چنانچہ اس طریق سے بھی اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑤ روایت بطریق ابو عبد الرحمن محمد بن عبید اللہ بن ابی سلیمان کوفی فزاری عَرْزَمی

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلبيس إبليس"[1] میں تخریج کی ہے:

"أخبرنا محمد بن ناصر، قال: أنبأنا عبد المحسن بن محمد بن علي، قال: نا مسعود بن ناصر بن أبي زيد، قال: أخبرنا أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن أحمد، قال: نا أبو القاسم عبد الله بن أحمد الفقيه، قال:أخبرنا الحسن بن سفيان، قال: نا عبد الرحمن بن صالح، قال: حدثنا عبد الرحمن محمد بن عبيد الله العَرْزَمِي، عن أبيه، عن أم كلثوم، عن عائشة رضي الله عنها، قالت: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم، فمر بركوة لنا فيها ماء، فنظر إلى ظله فيها، ثم سوى لحيته ورأسه، ثم مضى، فلما رجع، قلت: يا رسول الله! تفعل هذا؟ قال: وأي شيء فعلت؟ نظرت في ظل الماء، فهيأت من لحيتي ورأسي، لا بأس أن يفعله الرجل المسلم، إذا خرج إلى إخوانه يهيء من نفسه".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جانے لگے کہ آپ کا گزر ہمارے ایک چھوٹے برتن کے پاس سے ہوا، جس میں پانی موجود تھا، آپ نے اس میں اپنا سایہ دیکھا، پھر اپنی داڑھی اور سر کے بالوں کو درست فرمایا، پھر تشریف لے گئے، جب آپ واپس تشریف لے آئے، تو میں

---

[1] تلبيس إبليس:ص:١٢٢٥،رقم:٢٨٠،ت:أحمد بن عثمان المزيد،دار الوطن،الطبعة ١٤٢٢هـ.

نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ یہ کام کرتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میں نے ایسا کون سا کام کیا ہے؟ میں نے پانی میں سایہ دیکھا تو اپنی داڑھی اور سر کے بالوں کو سنوارا، اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ مسلمان آدمی جب اپنے بھائیوں کے پاس جائے تو اپنے آپ کو سنوار لیا کرے۔

روایت بطریق محمد بن عبید اللہ عَرْزَمی پر کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "هذا حديث منكر"[1]. یہ حدیث منکر ہے۔

سند میں موجود راوی ابو عبد الرحمن محمد بن عبید اللہ بن ابی سلیمان کوفی فزاری عَرْزَمی (المتوفی ۱۵۵ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سألت العرزمي الأصغر[كذا في الأصل]، فجعل لا يحفظ، فأتيته بكتاب، فجعل لا يحسن يقرأ"[2]. میں نے عَرْزَمی اصغر سے کچھ سوال کیا تو اسے یاد ہی نہیں تھا، پھر میں اس کے پاس کتاب لے آیا تو وہ اسے صحیح پڑھ بھی نہیں سکتا تھا۔

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان محمد بن عبيد الله العرزمي رجلا صالحا، قد ذهبت كتبه، فكان يحدث حفظا، فمن ذلك أتي"[3]. محمد بن عبید اللہ عَرْزَمی نیک آدمی تھا، اس کی کتب ضائع ہو گئی تھیں، چنانچہ یہ حفظ سے حدیث بیان کرتا تھا، اسی وجہ سے یہ بات پیش آئی ہے۔

---

[1] كتاب العلل: ۲۳۲/٦ رقم: ۲٤۷۸، مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۷هـ.

[2] الجرح والتعديل: ج: ۸/ص: ۲، رقم: ٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[3] تاريخ الإسلام: ٦۰٥/۹، ت: عمر عبد السلام تدمري، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۱هـ.

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا یكتب حدیثه"[1]. اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر محمد بن عبید اللہ عَرْزَمی کو "لیس بشيء" کہا ہے[2]۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "العلل"[3] میں فرماتے ہیں: "ترك الناس حدیثه". محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا تھا۔

حافظ عمرو بن علی فلّاس رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبید اللہ عَرْزَمی کو "متروك الحدیث" کہا ہے[4]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الكبیر"[5] اور "الضعفاء"[6] میں لکھتے ہیں: "تركه ابن المبارك ویحیی". ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ترک کر دیا تھا۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبید اللہ عَرْزَمی کو "ساقط"[7] قرار دیا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبید اللہ کو "الكنی"[8] میں "متروك الحدیث" کہا ہے۔

---

[1] تاریخ یحیي بن معین روایة أبي الفضل العباس بن محمد الدوري: ۳۳٤/۱،رقم:۲۲٤۵،دار القلم ــ بیروت.

[2] تاریخ یحیي بن معین روایة أبي الفضل العباس بن محمد الدوري: ۲۰۹/۱،رقم:۱۳۵۵،دار القلم ــ بیروت.

[3] العلل ومعرفة الرجال: ۳۱۳/۱،رقم:۵۳۹،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ــ الریاض،الطبعة الثانیة ۱٤۲۲ھـ.

[4] الجرح والتعدیل:ج:۸/ص:۲،رقم:۵،دار الكتب العلمیة ــ بیروت،الطبعة الأولی ۱۳۷۲ھـ.

[5] التاریخ الكبیر: ۱۷۱/۱،رقم:۵۱۳ ت:مصطفی عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمیة ــ بیروت،الطبعة الثانیة ۱٤۲۹ھـ.

[6] الضعفاء الصغیر:ص:۱۰۸،رقم:۳۳۳ ت:محمود إبراهیم زاید،دار المعرفة ــ بیروت،الطبعة الأولی ۱٤۰٦ھـ.

[7] أحوال الرجال:ص:۷۷،رقم:۵۱،ت:عبد العلیم عبد العظیم البستوي،فیصل آباد،باكستان،الطبعة الأولی ۱٤۱۱ھـ.

[8] الكنی و الأسماء:ص:۵۲۳،رقم: ۲۰۸۰،ت:عبد الرحیم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامیة ــ المدینة المنورة، الطبعة الأولی ۱٤۰٤ھـ.

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبید اللہ کو "ضعیف الحدیث جدا"[1] کہا ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعدیل"[2] میں حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "لا يكتب حديثه، وترك قراءة حديثه علينا". اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی، (حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ) ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم پر اس کی حدیث کی قراءت ترک کر دی تھی۔

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ليس بشيء"[3] کہا ہے۔

حافظ ابو بشر دولابی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكنى والأسماء"[4] میں محمد بن عبید اللہ کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[5] میں محمد بن عبید اللہ کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ليس بثقة، ولا يكتب حديثه"[6]. ثقہ نہیں ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

---

[1] الجرح والتعديل:ج:۸/ص:۲،رقم:۵،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[2] الجرح والتعديل:ج:۸/ص:۲،رقم:۵،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[3] إكمال تهذيب الكمال:۲٦٥/۱۰،رقم:٤١٩٠،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] الكنى والأسماء:ص:۸٥٧،رقم:۱٥٠٧،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ٤١٢١هـ.

[5] الضعفاء والمتروكين:ص:۲۱۳،رقم:٥٤٦،ت:بوران الضناوي كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[6] إكمال تهذيب الكمال:٢٦٤/١٠،رقم:٤١٩٠،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صدوق، منكر الحديث، أجمع أهل النقل على ترك حديثه، عنده مناكير، سمعت ابن المثنى يقول: ما سمعت يحيى ولا عبد الرحمن حدثا عنه شيئا قط"[1]. **صدوق ہے، منکر الحدیث ہے، اہل نقل کا اس کی حدیث کے ترک پر اجماع ہے، اس کے پاس مناکیر تھیں، میں نے ابن المثنی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے یحیی رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے کبھی بھی اس سے کچھ روایت کرتے ہوئے نہیں سنا۔**

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] **میں لکھتے ہیں:** "وكان صدوقا إلا أن كتبه ذهبت، وكان رديء الحفظ، فجعل يحدث من حفظه ويهم، فكثر المناكير في روايته، تركه ابن المبارك، ويحيى القطان، وابن مهدي، ويحيى بن معين".

صدوق تھا، مگر اس کی کتب ضائع ہو گئی تھیں، اور یہ ردی الحفظ تھا، اپنے حفظ سے حدیث بیان کرتا تھا، اور اس کو وہم ہوتا تھا، چنانچہ اس کی روایتوں میں مناکیر کثرت سے آگئیں، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، یحیی القطان رحمۃ اللہ علیہ، ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ترک کر دیا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] **میں فرماتے ہیں:** "ولمحمد بن عبيد الله غير ما ذكرت من الحديث، وله نسخة يرويها عنه ابنه، وابن أخيه، وعامة

---

[1] إكمال تهذيب الكمال: ٢٦٥/١٠، رقم: ٤١٩٠، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] المجروحين: ٢٤٦/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ٢٥٤/٧، رقم ١٦٢٢، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

رواياته غير محفوظة". محمد بن عبید اللہ کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی روایات ہیں، اور اس کے پاس ایک نسخہ تھا جسے اس کے بیٹے نے اور اس کے بھتیجے نے اس سے روایت کیا ہے، اور اس کی اکثر روایات غیر محفوظ ہیں۔

حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ أسماء الضعفاء"[1] میں محمد بن عبید اللہ عَرْزَمی کو "ليس بشيء" کہا ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حديثه ليس بالقائم"[2]. اس کی حدیث لیس بالقائم ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[3] محمد بن عبید اللہ عَرْزَمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث بلا خلاف أعرفه بين أئمة أهل النقل فيه". میں اس کے بارے میں ائمہ اہل نقل کے درمیان بلا اختلاف "متروک الحدیث" ہونے کو جانتا ہوں۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[4] میں فرماتے ہیں: "ومحمد هذا متروك الحديث". یہ محمد متروک الحدیث ہے۔

حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ "النقد الصحيح"[5] میں ایک حدیث کے تحت لکھتے

---

[1] تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين: ص: ١٦٤، رقم: ٥٤٤، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[2] إكمال تهذيب الكمال: ١٠/٢٦٥، رقم: ٤١٩٠، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحديثية ـ خلف، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] المدخل إلى الصحيح: ص: ٩٧، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] تذكرة الحفاظ: ص: ٣٧، رقم: ٦٨، ت: حمدي بن عبد المجيد، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[5] النقد الصحيح: ص: ٣٣، رقم: ٤، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

ہیں: ”وفي طريق الثاني: محمد بن عبيد الله العرزمي، وهو متهم، ليس بثقة“. دوسری سند میں محمد بن عبید اللہ عَرْزَمی ہے، اور وہ متہم، لیس بثقہ ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”ديوان الضعفاء“[1] میں لکھتے ہیں: ”تركوه“. محدثین نے اسے ترک کر دیا تھا۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”تاريخ الإسلام“[2] میں محمد بن عبید اللہ عَرْزَمی کے بارے میں فرماتے ہیں: ”وكان من عباد الله الصالحين، لكنه واه“. اور یہ اللہ کے نیک بندوں میں سے تھا، لیکن واہی تھا۔

حافظ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ ”غاية النهاية“[3] میں محمد بن عبید اللہ عَرْزَمی کے بارے میں فرماتے ہیں: ”كان رجلا صالحا، ولكن ذهبت كتبه، فكان يحدث من حفظه، فتكلم الناس فيه لذلك، فضعفوه“. نیک آدمی تھا، لیکن اس کی کتب ضائع ہوگئی تھیں، چنانچہ یہ اپنے حفظ سے حدیث بیان کرتا تھا، اسی وجہ سے لوگوں نے اس کے بارے میں کلام کیا، چنانچہ انہوں نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تقريب التهذيب“[4] میں محمد بن عبید اللہ عَرْزَمی کو ”متروك“ کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبید اللہ کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں ذکر کر کے حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کیا ہے[5]۔

---

[1] ديوان الضعفاء: ص: ٣٦٤، رقم: ٣٨٦٣، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مطبعة النهضة الحديثة - مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[2] تاريخ الإسلام: ٦٠٥/٩، ت: عمر عبد السلام تدمري، دار الكتاب العربي - بيروت، الطبعة ١٤١١هـ.

[3] غاية النهاية: ١٧١/٢، رقم: ٣٢٢١، ت: أبو إبراهيم عمرو بن عبد الله، دار اللؤلؤة - القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٨هـ.

[4] تقريب التهذيب: ص: ٤٩٤، رقم: ٦١٠٨، ت: محمد عوامة، دار الرشيد - سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[5] تنزيه الشريعة: ١٠٩/١، رقم: ١٩٦، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق ابو عبد الرحمن محمد بن عبید اللہ بن ابی سلیمان کوفی فزاری عَرزَمی کا حکم

زیر بحث روایت کو بطریق محمد بن عبید اللہ حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر" کہا ہے۔

نیز سند میں موجود راوی محمد بن عبید اللہ کے بارے میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو بشر دولابی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی، لیس بثقہ، محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا تھا، اہل نقل کا اس کی حدیث کے ترک پر اتفاق ہے، متروک الحدیث، ساقط، ضعیف الحدیث جداً، متہم)، چنانچہ اس طریق سے بھی زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ تفصیل میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اس روایت کے متعدد طرق ہیں، ان مختلف طرق میں حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "منکر" کہا ہے، اسی طرح حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے "منکر" احادیث میں شمار کیا ہے، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، لہذا زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

البتہ یہ مضمون کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہیں جمال کو پسند فرماتے ہیں، صحیح احادیث سے ثابت ہے، جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح"[1] میں تخریج فرماتے ہیں، ملاحظہ ہو:

"وحدثنا محمد بن المثنى، ومحمد بن بشار، وإبراهيم بن دينار، جميعا عن يحيى بن حماد، قال ابن المثنى: حدثني يحيى بن حماد، أخبرنا شعبة، عن أبان بن تغلب، عن فضيل الفُقَيْمِي، عن إبراهيم النخعي، عن علقمة، عن عبد الله بن مسعود، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر، قال رجل: إن الرجل يحب أن يكون ثوبه حسنا ونعله حسنة، قال: إن الله جميل يحب الجمال، الكبر بطر الحق، وغمط الناس".

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا، ایک آدمی نے عرض کیا کہ بے شک آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے اچھے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہیں جمال کو پسند فرماتے ہیں، کبر تو حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔

---

[1] الصحيح لمسلم: ۹۳/۱، رقم: ۱٤۷، ت: محمد فواد عبد الباقي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ
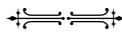
روایت نمبر⑤

روایت: ”استفرهوا ضحاياكم، فإنها على الصراط مطاياكم“.
اپنی قربانی کے لئے عمدہ جانوروں کا انتخاب کرو، کیوں کہ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔

حکم: مختلف الفاظ سے منقول یہ حدیث ”شدید ضعیف“ ہے، حتی کہ حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”غیر معروف“ و”غیر ثابت“ کہا ہے، اور قاضی ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”غیر صحیح“ اور ”عجیب روایت“ قرار دیا ہے، اور ان حضرات کے اقوال پر حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن طولون رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ اعتماد کیا ہے، الحاصل اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

زیر بحث روایت سنداً دو طرق سے مروی ہے: ① یحیی بن عبید اللہ بن موہب کا طریق ② احمد بن یحیی بن حجاج شیبانی کا طریق۔

ان دو مسند طرق کے بعد بلا سند روایت پر بحث کی جائے گی۔

روایت بطریق یحیی بن عبید اللہ بن موہب

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ ”التدوین“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”وفي أمالي القاضي عبد الجبار بن أحمد، حدثنا أبو محمد عبد الله المـَرْزُبان بقزوِين، حدثنا أحمد بن الخضر المرزي[كذا في الأصل]، حدثنا

[1] التدوين في أخبار قزوين: ۲۱۹/۳، ت: عزيز الله العطاردي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱۴۰۸ھ۔

عبد الحميد بن إبراهيم البُوشَنْجِي، حدثنا محمد بن بكر، حدثنا عبد الله بن المبارك، حدثنا يحيى بن عبد الله، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: استفرهوا ضحاياكم، فإنها مطاياكم على الصراط".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی قربانی کے لئے عمدہ جانوروں کا انتخاب کرو، کیوں کہ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الغرائب الملتقطة"[1] میں اور حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "المنتقی"[2] میں تخریج کی ہے، تینوں سندیں سند میں موجود راوی عبد المجید بن ابراہیم پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

---

[1] الغرائب الملتقطة: ٤١٤/١، رقم: ١٥٠، ت: العربي الدائز الفرياطي، جميعة دار البر ـ دبئي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

"الغرائب الملتقط" کی عبارت ملاحظہ ہو: "أخبرنا محمد بن طاهر، أخبرنا أبو منصور الصوفي، حدثنا علي بن مكي الجلاوِي، حدثنا الحسين بن علي القاضي، حدثني أحمد بن الخضر المروزي، حدثنا عبدالمجيد، حدثنا محمد بن مكي، عن ابن المبارك، عن يحيى بن عبيد الله، عن أبيه، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: استفرهوا ضحاياكم، فإنها مطاياكم على الصراط. قلت يحيى ضعيف".

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ "المداوی" میں فرماتے ہیں: "قلت: قال الديلمي: أخبرنا محمد بن طاهر، أخبرنا أبو منصور الصوفي، ثنا علي بن مكي الحلاوي، ثنا الحسين بن علي القاضي، ثني أحمد بن الخضر المروزي، ثنا عبد المجيد، ثنا محمد بن مكي، عن ابن المبارك، عن يحيى بن عبد الله، عن أبيه، عن أبي هريرة به. إسناده ومتنه باطل" (المداوي لعلل الجامع الصغير وشرحي المناوي: ٥٣٣/١، رقم: ٩٩٢، دار الكتبي، الطبعة الأولى).

[2] المنتقى من مسموعات مرو: ص: ٣٣، مخطوط.

اہم نوٹ:

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنے والا روای محمد بن مکی بن عیسی، ابو عبد اللہ مروزی ہے، جیساکہ "غرائب ملتقطہ" اور "منتقی" کی سند میں ہے، بظاہر "تدوین" کی سند میں مذکور "محمد بن بکر" تصحیف ہے[1]، اسی طرح محمد بن مکی سے روایت کرنے والا راوی عبد المجید بن ابراہیم ہے، جیساکہ "غرائب ملتقطہ" کی سند میں ہے، بظاہر "تدوین" کی سند میں مذکور "عبد الحمید بن ابراہیم" تصحیف ہے[2]۔

روایت بطریق یحیی بن عبید اللہ پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص الحبیر"[3] میں مذکورہ روایت

[1] دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنے والے راویوں میں محمد بن مکی ابو عبد اللہ مروزی کا نام ملتا ہے، تاہم محمد بن بکر کا نام نہیں ملتا، دیکھئے: (تهذيب الكمال:١٣/١٦،رقم: ٣٥٢٠، ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة -بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.).

[2] اس کی دلیل یہ ہے کہ "منتقی" کی سند میں عبد المجید بن ابراہیم سے نقل کرنے والا راوی محمد بن عبد اللہ مخلدی ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ الاسلام" میں قاضی ہراۃ عبد المجید بن ابراہیم بُوشنجی (المتوفی ۴۷۲ھ) کے ترجمہ میں عبد المجید بُوشنجی سے نقل کرنے والے راویوں میں محمد بن عبد اللہ بن مخلد کا نام لکھا ہے، ان کا پورا نام ابوالحسن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن مخلد ہروی مخلدی ہے، دیکھئے:(تاريخ الإسلام: ٣٩٠/٢٠،رقم: ٤٥٠،ت:عمر عبد السلام تدمري،دار الكتاب العربي -بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ. دیکھئے:(المؤتلف والمختلف:ص:١٢٧،رقم:٢٢٥،دار الكتب العلمة -بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ).

[3] تلخيص الحبير: ٢٥١/٤،رقم: ٢٣٦٤،ت:أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب،مؤسسة قرطبة -القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

"تلخیص الحبیر" کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں: "حديث: عظموا ضحاياكم،فإنها على الصراط مطاياكم. لم أره، وسبقه إليه في الوسيط، وسبقهما في النهاية، وقال معناه: إنها تكون مراكب المضحين، وقيل: إنها تسهل الجواز على الصراط، قال ابن الصلاح: هذا الحديث غير معروف ولا ثابت فيما علمناه، انتهى.

وقد أشار ابن العربي إليه في شرح الترمذي بقوله: ليس في فضل الأضحية حديث صحيح. ومنها قوله: إنها مطاياكم إلى الجنة. قلت: أخرجه صاحب مسند الفردوس من طريق ابن المبارك، عن يحيى بن عبيدالله بن

بحوالہ "مسند الفردوس" یحیی بن عبید اللہ کے طریق سے نقل کرکے فرماتے ہیں: "ویحیی ضعیف جدا". یحیی ضعیف جداً ہے۔

واضح رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت سے پہلے "عظموا ضحایاکم" کے الفاظ سے روایت نقل کرکے حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کا کلام "غیر معروف ولا ثابت" اور حافظ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول "لیس فی فضل الاضحیۃ حدیث صحیح" (قربانی کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے) لاچکے ہیں۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[1] میں مذکورہ روایت بحوالہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرکے فرماتے ہیں: "ویحیی ضعیف جدا". اور یحیی ضعیف جداً ہے۔

اس کے بعد حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "عظموا ضحایاکم" کے الفاظ سے روایت نقل کرکے حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کا کلام "غیر معروف ولا ثابت" اور حافظ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول "لیس فی فضل الاضحیۃ حدیث صحیح" (قربانی کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے) کو ذکر کیا ہے۔

موهب، عن أبيه، عن أبي هريرة رفعه: استفرهوا ضحاياكم، فإنها مطاياكم على الصراط. ويحيى ضعيف جدا".

[1] المقاصد الحسنة: ص: ۷۹، رقم: ۱۰۸، ت: عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۷ هـ.

"المقاصد الحسنہ" کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں: "حديث: استفرهوا ضحاياكم، فإنها مطاياكم على الصراط، أسنده الديلمي من طريق ابن المبارك عن يحيى بن عبيدالله، عن أبيه، عن أبي هريرة رفعه بهذا، ويحيى ضعيف جدا، ووقع في النهاية لإمام الحرمين، ثم في الوسيط، ثم في العزيز: عظموا ضحاياكم فإنها على الصراط مطاياكم، وقال الأول معناه: إنها تكون مراكب للمضحين، وقيل: إنها تسهل الجواز على الصراط، لكن قد قال ابن الصلاح: إن هذا الحديث غير معروف ولا ثابت فيما علمناه. وقال ابن العربي في شرح الترمذي: ليس في فضل الأضحية حديث صحيح، ومنها قوله: إنها مطاياكم إلى الجنة".

علامہ محمد بن طولون رحمۃ اللہ علیہ نے ”الشذرۃ“[۱] میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”الدرر المنتشرہ“[۲] میں مذکورہ روایت بحوالہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرکے فرماتے ہیں: ”ویحیی ضعیف“. یحیی ضعیف ہے۔

علامہ عبد الرؤوف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ عبد الرؤوف مناوی رحمۃ اللہ علیہ ”فیض القدیر“[۳] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

”قال المصنف في الدرر: ويحيى ضعيف، وقال السخاوي: يحيى ضعيف جدا، ووقع في نهاية إمام الحرمين ثم الوسيط: عظموا ضحاياكم فإنها على الصراط مطاياكم، قال ابن الصلاح: وهو غير معروف ولا ثابت، وقال ابن العربي: ليس في فضل الأضحية حديث صحيح“.

مصنف (سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) ”دُرَرْ“ میں فرماتے ہیں: یحیی ضعیف ہے، سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یحیی ضعیف جداً ہے، اور امام الحرمین کی ”نہایہ“ میں اور ”وسیط“ میں ”عظموا ضحاياكم فانها على الصراط مطاياكم“ (اپنی قربانی کے جانوروں کو موٹا کرو، کیوں کہ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی) کے الفاظ سے مذکور

---

[۱] الشذرة في الأحاديث المشتهرة: ۷۸/۱، رقم: ۹٦، ت: كمال بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۱۳هـ.

[۲] الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة: ص: ۷۱، رقم: ۸۳، ت: محمد بن لطفي الصباغ، عمادة شؤون المكتبات ـ الرياض.

[۳] فيض القدير: ٤۹٦/۱، رقم: ۹۹۲، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۱هـ.

ہے، حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت غیر معروف اور غیر ثابت ہے، ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قربانی کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

علامہ محمد غرس الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ محمد غرس الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۷ھ) "تسہیل السبیل"[1] میں فرماتے ہیں:

"حديث: استفرهوا ضحاياكم، فإنها على الصراط مطاياكم، ضعيف. قلت: قال ابن الصلاح: غير ثابت ولا معروف فيما علمناه، والله سبحانه وتعالى أعلم".

حدیث: اپنی قربانی کے لئے عمدہ جانوروں کا انتخاب کرو، کیوں کہ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی، ضعیف ہے، میں (محمد غرس الدین رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہماری معلومات کے مطابق یہ روایت غیر ثابت اور غیر معروف ہے، واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ "كشف الخفاء"[2] میں فرماتے ہیں:

"رواه الديلمي بسند ضعيف جدا، عن أبي هريرة رفعه". دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس روایت کو شدید ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

---

[1] تسهيل السبيل إلى كشف الالتباس مما دار من الأحاديث بين الناس: ص: ۱۱، مخطوط.

[2] كشف الخفاء: ۱۲۱/۱، رقم: ۳۳۷، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ۱۳۵۱هـ

اس کے بعد علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "عظموا ضحایاکم" کے الفاظ سے روایت نقل کرکے حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کا کلام "غير معروف ولا ثابت" اور حافظ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول "ليس في فضل الاضحية حديث صحيح" (قربانی کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے) ذکر کیا ہے۔

علامہ زَرْقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ زَرْقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مختصر المقاصد"[1] میں اس روایت کو "ضعیف جداً" کہا ہے۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ "التنویر"[2] میں زیر بحث روایت بحوالہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "سكت عليه المصنف، قال في الدرر: فيه يحيى بن عبدالله ضعيف، وقال السخاوي: يحيى ضعيف جدا، وقال ابن العربي: ليس في فضل الأضحية حديث صحيح".

مصنف (سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس پر سکوت فرمایا ہے، (سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) "دُرَرْ" میں فرماتے ہیں: اس کی سند میں یحیی ضعیف ہے، سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یحیی ضعیف جداً ہے، اور ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قربانی کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

---

[1] مختصر المقاصد الحسنة: ص:٦٦، رقم:٩٦، ت: محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٩هـ.

[2] التنوير شرح الجامع الصغير: ٣٣٢/٢، رقم:٩٨٧، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ "أسنی المطالب"[1] میں فرماتے ہیں:

"استفرهوا ضحاياكم، فإنها مطاياكم على الصراط. حديث غير ثابت، كما قال ابن الصلاح وغيره، ومثله: إنها مطاياكم في الجنة. وليس في فضل وصف الأضحية حديث صحيح".

اپنی قربانی کے لئے عمدہ جانوروں کا انتخاب کرو، کیوں کہ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی، یہ حدیث غیر ثابت ہے، جیساکہ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا ہے اور اسی طرح "إنها مطاياكم في الجنه" (یہ جنت میں تمہاری سواریاں ہوں گی) والی روایت بھی (غیر ثابت) ہے، اور قربانی کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ "حسن الأ ثر"[2] میں فرماتے ہیں:

"حديث: عظموا ضحاياكم، فإنها على الصراط مطاياكم. غريب. قال ابن الصلاح: غير معروف وغير ثابت، وروي بلفظ: استفرهوا ضحاياكم، أي: خذوها قوية، وكله واحد".

حدیث: اپنی قربانی کے جانوروں کو موٹا کرو، کیوں کہ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی، غریب ہے، ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ غیر معروف اور غیر ثابت ہے، اور یہ روایت " استفرہوا ضحایاکم" کے الفاظ سے بھی منقول ہے، یعنی قربانی کے جانور کو قوی بناؤ، اور یہ سب ایک ہی روایت ہے (یعنی اگرچہ ان کے الفاظ مختلف ہیں)۔

---

[1] أسنى المطالب: ص:٥٣، رقم:١٨٢، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] حسن الأثر في ما فيه ضعف واختلاف من حديث وخبر وأثر: ص:٥٠٧، مطبعة الكشاف - بيروت، الطبعة ١٣٥٣هـ.

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ "المداوي"[1] میں زیر بحث روایت بحوالہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ، یحیی بن عبید اللہ کے طریق سے نقل کرکے فرماتے ہیں: "إسناده ومتنه باطل".
اس کی سند اور متن باطل ہے۔

نیز علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک دوسرے مقام پر زیر بحث روایت بحوالہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ، یحیی بن عبید اللہ کے طریق سے نقل کرکے فرماتے ہیں:

"قلت: هذا من وضع الزنادقة أعداء الإسلام الذين يريدون تشويه الشريعة وإدخال أمثال هذه الخرافات المضحكة فيها، فإذا كان المسلمون سيركبون الخِرْفَان على الصراط، فسيكون عدد الخِرْفَان فيه أكثر من عدد الحصى، إذ ما من أحد من المسلمين غالبا إلا وقد ذبح في عمره خمسين أو ستين على الأقل، وأيضا فإذا كانت الخِرْفَان هي مطايا المسلمين على الصراط، فيلزم أن كل واحد منهم سيركب عدة كِبَاش، فهل يعقل أن ينطق بهذا من لا ينطق عن الهوى (صلى الله عليه وسلم) ولعن أعداء شريعته..."[2].

"میں (علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: یہ روایت زنادقہ، اسلام دشمنوں کی من گھڑت روایتوں میں سے ہے، جو شریعت کو مسخ کرنا چاہتے ہیں، اور اس طرح کی خرافات کو شریعت میں داخل کرنا چاہتے ہیں، اگر مسلمان پل صراط پر دنبوں پر سوار ہوں گے تو پل صراط پر دنبوں کی تعداد کنکریوں سے بھی زیادہ ہوگی، کیوں کہ غالباً کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس نے اپنی زندگی میں کم از کم پچاس یا ساٹھ

[1] المداوي لعلل الجامع الصغير وشرحي المناوي: ٥٣٣/١، رقم: ٩٩٢، دار الكتبي، الطبعة الأولى.
[2] المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: ص: ٢٧، دار الرائد العربي - بيروت، الطبعة ١٤٠٢هـ.

قربانیاں نہ کی ہوں، اور اسی طرح اگر دنبے مسلمانوں کی پل صراط پر سواریاں ہوں گی، تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر مسلمان متعدد مینڈھوں پر سوار ہو گا، کیا یہ معقول ہے کہ اس طرح کی بات وہ ذات کرے جو اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا (ﷺ)؟ اور شریعت کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو۔۔۔"۔

سند میں موجود راوی یحیی بن عبید اللہ بن مَوْہَب قرشی تیمی مدنی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت لأحمد: روى يحيى بن سعيد عن يحيى بن عبيدالله؟ فقال: تركه بعد ذلك، وكان أهلا لذلك، قال أحمد: أحاديثه مناكير، وأبوه لايعرف"[1].

میں نے احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی بن عبید اللہ سے روایت کی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا (روایت کی ہے) پھر بعد میں یحیی نے اس کو ترک کر دیا تھا اور وہ اسی کے لائق تھا، احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی احادیث میں مناکیر ہیں، اور اس کے والد غیر معروف ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر یحیی بن عبید اللہ کو "منكر الحديث، ليس بثقة" کہا ہے[2]۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رأيته يصلي صلاة لا يقيمها، فتركت حديثه". میں نے اس کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ ٹھیک طرح سے نماز نہیں پڑھتا تھا،

---

[1] سنن أبي داود: ۱۷۱/۵، رقم: ۳۲۷٤، ت: شعيب الأرنؤوط، دار الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة ١٤٣٠هـ.

[2] الجرح والتعديل: ۱٦۸/۹، رقم: ٦٩٢، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الهند، الطبعة الأولى ۱۳۷۳هـ.

لہذا میں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا[1]۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ترك يحيى بن سعيد القطان يحيى بن عبيد الله، وكان أهلا لذلك“. یحیی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی بن عبید اللہ کو ترک کر دیا تھا، اور وہ اسی کے لائق تھا[2]۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ”يحيى بن عبيد الله ليس بشيء، ولا يكتب حديثه، سمع منه يحيى بن سعيد القطان فوهب صحيفته، ولم يرو عنه شيئا حتى مات“. یحیی بن عبید اللہ ”لیس بشیء“ ہے، اس کی احادیث کو نہیں لکھا جائے گا، یحیی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے روایت سنی پھر اس کا صحیفہ ہبہ کر دیا، اور موت تک اس سے کوئی روایت نہیں کی[3]۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ”التمييز“[4] میں یحیی بن عبید اللہ کی زیر بحث روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”بمثل هذه الرواية وأشباهها ترك أهل الحديث حديث يحيى بن عبيد الله، لا يعتدون به“. اس طرح اور اس سے ملتی جلتی روایات کی وجہ سے اہل حدیث نے یحیی بن عبید اللہ

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ۳۲/۹، رقم: ۲۱۰٦، ت: علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية - بيروت.

[2] سؤالات الآجري: ۲٤۷/۱، رقم: ۳۳۹، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ۳۲/۹، رقم: ۲۱۰٦، ت: علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية - بيروت.

[4] التمييز: ص: ۲۰٦، رقم: ۸۲، ت: محمد مصطفى الأعظمي، شركة الطباعة العربية - الرياض، الطبعة الثانية ۱٤۰۲هـ.

کو ترک کر دیا ہے، اس پر اعتماد نہیں کرتے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر یحیی بن عبید اللہ کو "ساقط، متروك الحديث" کہا ہے[1]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف، لا يكتب حديثه"[2]. یہ ضعیف ہے، اس کی احادیث نہیں لکھی جائیں گی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر یحیی بن عبید اللہ کو "متروك الحديث" کہا ہے[3]۔

حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان غير ثقة في الحديث". یحیی بن عبید اللہ حدیث میں ثقہ نہیں تھا[4]۔

حافظ عبد اللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أبي يقول: سألني يحيى بن سعيد عن يحيى بن عبيدالله: كيف حديثه؟ أومن روى عنه؟ فقلت: ابن المبارك روى عنه الزهد والرقائق"[5]. میں نے اپنے والد سے سنا، وہ فرمارہے تھے کہ مجھ سے یحیی بن سعید نے یحیی بن عبید اللہ کے بارے میں پوچھا کہ اس کی حدیثیں کیسی ہیں؟ یا اس سے کون نقل کرتا ہے؟ تو میں نے کہا ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس سے زہد ورقائق کی احادیث نقل کرتے ہیں۔

---

[1] تهذيب التهذيب: ٢٥٣/١١، دائرة المعارف النظامية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٣٢٧هـ.

[2] تهذيب الكمال: ٤٥١/٣١، رقم: ٦٨٧٦، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] تهذيب التهذيب: ٢٥٤/١١، دائرة المعارف النظامية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٣٢٧هـ.

[4] الجرح والتعديل: ١٦٨/٩، رقم: ٦٩٢، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الهند، الطبعة الأولى ١٣٧٣هـ.

[5] إكمال تهذيب الكمال: ٣٤٦/١٢، رقم: ٥١٦٦، ت: عادل بن محمد، أسامة بن إبراهيم، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ ابو اسحاق جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[1] میں فرماتے ہیں: "وأبوه لايعرف، وأحاديثه متقاربة من حديث أهل الصدق". یحیی کا والد غیر معروف ہے اور اس کی احادیث اہل صدق کی احادیث کے قریب ہیں۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سألت أبي عن يحيى بن عبيد الله فقال: ضعيف الحديث، منكر الحديث جدا، ونهاني أن أكتب عن المنذر بن شاذان، عن يعلى، عن يحيى هذا، وقال: لا تشتغل به"[2]. میں نے اپنے والد سے یحیی بن عبید اللہ کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: ضعیف الحدیث ہے، منکر الحدیث جداً ہے، اور میرے والد (حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے منذر بن شاذان، عن یعلی، عن یحیی کی سند سے احادیث لکھنے سے منع کیا اور فرمایا: اس میں مشغول مت ہو۔

حافظ یعقوب بن سفیان فَسَوِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وهو لا بأس به إذا روى عن ثقة"[3]. یہ لا بأس بہ ہے بشرطیکہ یہ ثقہ سے روایت کرے۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يجوز في الزهد والرقائق، وليس هو بحجة في الأحكام". زہد ورقائق میں اس سے روایت کرنا جائز ہے، احکام کے باب میں وہ حجت نہیں ہے[4]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[5] میں فرماتے ہیں: "روى عنه ابن

[1] أحوال الرجال: ص: ٢٣٤، رقم: ٢٣١، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث إكادمي - فيصل آباد، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[2] الجرح والتعديل: ١٦٨/٩، رقم: ٦٩٢، دائرة المعارف العثمانية - حيدر آباد الهند، الطبعة الأولى ١٣٧٣هـ.

[3] المعرفة والتاريخ: ١٥٢/٣، ت: أكرم ضياء العمري، مكتبة الدار - المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[4] تهذيب التهذيب: ٢٥٤/١١، دائرة المعارف النظامية - الهند، الطبعة الأولى ١٣٢٧هـ.

[5] كتاب المجروحين: ١٢١/٣، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

المبارك، ويعلى بن عبيد، وكان من خيار عباد الله، يروي عن أبيه ما لا أصل له، وأبوه ثقة، فلما كثر روايته عن أبيه ما ليس من حديثه، سقط عن حد الاحتجاج به، وكان سيء الصلاة، وكان ابن عيينة شديد الحمل عليه".

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور یعلی بن عبید نے اس سے روایت کی ہے، اور یہ اللہ کے نیک بندوں میں سے تھا، اپنے والد سے ایسی روایات نقل کرتا تھا جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی تھی، اور اس کا والد ثقہ ہے، لیکن جب بکثرت اپنے والد سے ایسی روایات نقل کیں جو کہ ان کی احادیث میں سے نہیں ہیں، تو وہ درجہ استدلال سے ساقط ہو گیا، اور وہ بری طرح نماز پڑھنے والا تھا، اور ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اس پر سختی سے رد فرماتے تھے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں یحیی بن عبید اللہ کی روایات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ومن بعض ما يرويه ما لا يتابع عليه". اور یحیی کی بعض روایتوں میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يضع الحديث". یحیی بن عبید اللہ احادیث گھڑتا ہے[2]۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "روى عن أبيه، عن أبي هريرة نسخة أكثرها مناكير، ويقال: إن يحيى كان من العباد،

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ۳۱/۹، رقم: ۲۱۰۶، ت: علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] سؤالات مسعود بن علي السجزي: ص: ۱٤۹، رقم: ۱۵۳، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۸هـ.

رحمنا الله وإياه"[1]. اپنے والد سے بواسطہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک نسخہ نقل کیا ہے، جس کی اکثر روایات منکر ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ یحیی عبادت گزار لوگوں میں سے تھا، اللہ ہم پر اور اس پر رحم فرمائے۔

حافظ ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "روى عن أبيه عن أبي هريرة المناكير"[2]. اپنے والد سے بواسطہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ منکر روایات نقل کی ہیں۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "يحيى بن عبيد الله أبو مَوْهَب القرشي التيمي عن أبيه، عن أبي هريرة نسخة فيها مناكير، وكان من العباد تركه يحيى القطان".

یحیی بن عبید اللہ ابو موہب قرشی تیمی نے اپنے والد سے بواسطہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک نسخہ نقل کیا ہے، جس میں منکر روایات ہیں، اور یہ عبادت گزار لوگوں میں سے تھا، یحیی القطان نے ان کو ترک کر دیا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی کو "هالك" کہا ہے[4]۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التقريب"[5] میں فرماتے ہیں: "متروك، وأفحش الحاكم فرماه بالوضع". یحیی متروک ہے، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حد سے بڑھتے ہوئے اسے متہم بالوضع کہا ہے۔

---

[1] المدخل إلى الصحيح: ص: ۲۲۸، رقم: ۲۲٤، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] إكمال تهذيب الكمال: ۳٤٦/۱۲، رقم: ٥١٦٦، ت: عادل بن محمد، أسامة بن إبراهيم، الفاروق الحديثة - القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] كتاب الضعفاء: ص: ١٦١، رقم: ۲۷۲، ت: فاروق حمادة، مطبعة النجاح الجديدة.

[4] المغني في الضعفاء: ٤٠٨/٢، رقم: ۷۰۱۳، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي - قطر.

[5] تقريب التهذيب: ص: ٥٩٤، رقم: ۷٥۹۹، ت: محمد عوامة، دار الرشيد - حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

اہم فائدہ:

سابقہ ائمہ رجال میں سے معتد بہ ائمہ کرام نے یہ صراحت کی ہے کہ یحیی بن عبید اللہ اپنے والد سے مناکیر نقل کرتا ہے، اور ہماری زیر بحث روایت میں بھی وہ اپنے والد سے روایت کر رہا ہے، نیز بارہا یہ وضاحت آتی رہی ہے کہ ہر ہر شدید ضعیف راوی کی تمام روایات کا شدید ضعیف ہونا ضروری نہیں، بلکہ بعض شدید ضعیف راویوں کی روایت بعض دیگر قرائن جیسے متابعت وغیرہ کی وجہ سے قبول کر لی جاتی ہے۔

روایت بطریق یحیی بن عبید اللہ کا حکم

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو مذکورہ سند سے نقل کرنے کے بعد یحیی بن عبید اللہ کو "ضعیف جداً" کہہ کر اس کے ضعفِ شدید کی طرف اشارہ کیا ہے، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زَرْقانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف لفظوں میں اس روایت کو "شدید ضعیف" کہا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ غرس الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو یحیی بن عبید اللہ کے طریق سے نقل کر کے ساتھ ساتھ روایت ہذا بلفظ: "عظموا ضحاياكم" نقل کر کے حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کے کلام "غير معروف ولا ثابت" اور حافظ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول "ليس في فضل الاضحية حديث صحيح" (قربانی کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے) کو ذکر کیا ہے۔

نیز روایت کی سند میں موجود راوی یحیی بن عبید اللہ کے بارے میں معتد بہ ائمہ کرام نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، مثلاً: منکر الحدیث، لیس بثقہ (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، لیس بشیء، اس کی احادیث کو نہیں لکھا جائے گا (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، ساقط، متروک الحدیث (امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ)، متروک الحدیث (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، حدیث میں ثقہ نہیں تھا (حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ)، منکر الحدیث جداً (حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ)، اپنے والد سے ایسی روایات نقل کرتا ہے، جن کی کوئی اصل نہیں ہے (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، احادیث گھڑتا ہے۔ اپنے والد سے بواسطہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک نسخہ نقل کیا ہے، جس کی اکثر روایات منکر ہیں (امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، اپنے والد سے بواسطہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ منکر روایات نقل کرتا ہے، یحیی القطان نے اس کو ترک کر دیا تھا (حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ)، ہالک (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، متروک (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل مذکورہ روایت یحیی بن عبید اللہ کے طریق سے شدید ضعیف ہے، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق احمد بن یحیی بن حجاج شیبانی

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ "الکشاف"[1] کی احادیث کی تخریج میں روایت "استشرفوا ضحایاکم، فانہا علی الصراط مطایاکم" کو "غریب" کہنے کے بعد اسی کے ہم معنی ایک دوسری روایت تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وبمعناه ما رواه أبو الفتح سليم بن أيوب الفقيه الرازي الشافعي

---

[1] تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في الكشاف: ١٧٦/٣، رقم: ١٠٨٧، دار ابن خزيمة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

في كتاب الترغيب له: أخبرنا أبو سعد أحمد بن محمد بن أحمد، أنا أبو بكر عبد الله بن محمد القبَّاب، ثنا أبو بكر أحمد بن يحيى بن الحجاج بن سعيد الشيباني، ثنا عباس بن يزيد اليَشْكُرِي، ثنا أبو معاوية الضرير، عن الأعمش، عن أبي صالح، عن أبي سعيد الخدري، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: استفرهوا أضحيتكم، فإنكم يوم القيامة لا تركبون شيئا من الدواب إلا البدن والأضحية. والحديث بلفظ الكتاب في الفردوس من رواية أبي هريرة، ذكره في أوائله".

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی قربانی کے لئے عمدہ جانوروں کا انتخاب کرو، کیوں کہ روز قیامت تم کسی قسم کے جانور پر سوار نہیں ہوگے بجز بدنہ اور قربانی کے جانور کے، اور یہ حدیث کتاب کے مذکورہ الفاظ کے ساتھ "مسند الفردوس" میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ موجود ہے، جسے صاحب فردوس نے کتاب کے شروع میں ہی ذکر کیا ہے۔

روایت بطریق ابو بکر احمد بن یحیی بن حجاج شیبانی پر ائمہ کا کلام

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ "المداوي"[1] میں زیر بحث روایت بطریق احمد بن یحیی بن حجاج شیبانی نقل کرکے فرماتے ہیں:

"في رجاله من يحتاج إلى الكشف عنهم، وهو أبطل من الذي قبله، وكلاهما من وضع الجهلة أو الزنادقة". اس کی سند میں ایسے راوی ہیں جن کے

[1] المداوي لعلل الجامع الصغير وشرحي المناوي: ٥٣٤/١،رقم:٩٩٢،دار الكتبي،الطبعة الأولى .

حالات معلوم کرنے کی ضرورت ہے، اور یہ روایت پہلی روایت (استفرھوا ضحایاکم) سے بھی زیادہ باطل ہے، اور دنوں ہی روایتیں جہلاء اور زنادقہ کی من گھڑت روایات میں سے ہیں۔

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر زیر بحث روایت احمد بن یحیی بن حجاج شیبانی کے طریق سے نقل کرکے فرماتے ہیں:

”...وقد ورد هذا الخبر من وجه آخر من حديث أبي سعيد الخدري، أخرجه سليم بن أيوب الرازي في الترغيب على ما عزاه إليه الجمال الزيلعي في تخريج أحاديث الكشاف في سورة الصافات، وكل ذلك باطل، من سرقة الوضاعين بعضهم من بعض، ولم يصح في فضل الأضحية إلا النادر القليل“[1].

”...اور یہ روایت ایک دوسرے طریق حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی وارد ہے، سلیم بن ایوب رازی نے اپنی کتاب ”الترغیب“ میں اسے ذکر کیا ہے، جیساکہ جمال زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کشاف“ کی احادیث کی تخریج میں ”سورۂ صافات“ میں ان کی طرف منسوب کیا ہے، اور یہ سب باطل ہے، گھڑنے والوں میں سے بعض نے بعض سے سرقہ (چوری) کیا ہے، اور قربانی کی فضیلت میں صحیح روایات نادر اور تھوڑی ہی ہیں“۔

---

[1] المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: ص:٢٨، دار الرائد العربي -بيروت، الطبعة ١٤٠٢هـ.

سند میں موجود راوی احمد بن یحیی بن حجاج بن سعید جرواآنی شیبانی اصفہانی کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ أصبهان"[1] میں فرماتے ہیں: "حدث بمناكير". اس نے منکر روایات نقل کی ہیں۔

اس کے بعد حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن یحیی کی دو منکر روایات کو ذکر کیا ہے[2]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[3] میں فرماتے ہیں: "له ما ينكر، تكلم فيه ابن مردوية". اس کی ایسی روایات ہیں جو منکر ہیں، ابن مردویہ نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[4] میں حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] تاريخ أصبهان: ١٥٢/١،رقم:١١٩،ت:كسروي حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[2] احمد بن یحیی کی یہ دونوں منکر روایاتیں ملاحظہ ہوں: "حدثنا أحمد بن إسحاق، ثنا أحمد بن يحيى الجرواءاني، ثنا سليمان الشاذكوني، ثنا جعفر بن سليمان الضبعي، عن مالك بن دينار، عن أنس بن مالك، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كسح مسجدا ورشه،كأنه حج معي أربعمائة حجة، وغزا معي أربعمائة غزوة، وصام معي أربعمائة يوم، وأعتق أربعمائة نسمة.

ومن مناكير حديثه: روايته عن عمرو بن علي، ثنا عبد الرحمن بن مهدي، عن مالك بن أنس، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال عمر: يا نبي الله! مالك أفصحنا؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: جاءني جبريل فلقنني لغة أبي إسماعيل". (تاريخ أصبهان: ١٥٢/١،رقم:١١٩،ت:كسروي حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.)

[3] ميزان الاعتدال: ١٦٣/١،رقم:٦٥٣،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[4] لسان الميزان: ٦٩١/١،رقم:٨٩٨،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشائر الإسلامية،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب"[1] میں لکھتے ہیں: "حدث بأحاديث مناكير". اس نے منکر روایات نقل کی ہیں۔

اہم نوٹ:

عباس بن یزید یشکری کے حالات تلاش بسیار کے باوجود کتب رجال میں نہیں مل سکے۔

روایت احمد بن یحیی بن حجاج شیبانی کا حکم بطریق

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ سند میں موجود روای احمد بن یحیی بن حجاج منکر روایات نقل کرتا ہے، اور احمد بن یحیی شیبانی کا مروی عنہ عباس بن یزید یشکری کا ترجمہ کتب رجال میں نہیں ملتا۔

نیز عنقریب حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کا کلام بلفظ: "عظموا ضحاياكم فإنها على الصراط مطاياكم" متن کے بارے آرہاہے کہ انہوں نے اس متن کو "غیر معروف اور غیر ثابت" کہاہے، اور قاضی ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "غیر صحیح، عجیب روایت" قرار دیاہے، لہذا ہمارے زیر بحث متن "استفرهوا ضحاياكم، فإنها على الصراط مطاياكم" کو بھی اس سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

بلا سند مصدر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "الوسيط"[2] میں زیر بحث روایت ان الفاظ سے نقل کی

---

[1] الأنساب:۲۵۷/۳،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن الهند،الطبعة الأولى ۱۳۹۷هـ.

[2] الوسيط في المذهب:۱۳۱/۷،ت:محمد محمد تامر،دار السلام ـ مصر،الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

ہے:"عظموا ضحاياكم فإنها على الصراط مطاياكم". اپنی قربانی کے جانوروں کو فربہ کرو، کیوں کہ قیامت کے دن یہ تمہاری سواریاں ہوں گی۔

بلاسند روایت کے بعض دیگر مصادر

امام الحرمین جوینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۷۸ھ) نے "نهاية المطلب"[1] میں اور امام ابو القاسم رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "العزيز شرح الوجيز"[2] میں زیر بحث روایت کو انہی الفاظ (عظموا ضحایاکم فانها علی الصراط مطایاکم) سے ذکر کیا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۰۵ھ) نے "إحياء"[3] میں مذکورہ روایت ان الفاظ سے بھی بلاسند ذکر کی ہے:"وقال صلى الله عليه وسلم: استجدوا هداياكم، فإنها مطاياكم يوم القيامة". "اپنی قربانی کے جانوروں کو عمدہ بناؤ۔۔۔"۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۶۱ھ) نے "الغنية"[4] میں مذکورہ روایت ان الفاظ سے بلاسند ذکر کی ہے:"وقال صلى الله عليه وسلم: استجيدوا ضحاياكم، فإنها مطاياكم على الصراط". "اپنی قربانی کے جانوروں کو عمدہ بناؤ۔۔۔"۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الغنية"[5] ہی میں ایک دوسرے مقام پر

---

[1] نهاية المطلب في دراية المذهب:۱۸/۱۶۱،ت:عبد العظيم محمود الديب،دار المنهاج ـ جدة،الطبعة الأولى ۱۴۲۸ھـ.

[2] العزيز شرح الوجيز:۱۲/۶۰،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھـ.

[3] إحياء علوم الدين:۱/۲۶۵،دار المعرفة ـ بيروت .

[4] الغنية لطالبي طريق الحق عزوجل:۱/۱۴۹،ت:صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھـ.

[5] الغنية لطالبي طريق الحق عزوجل:۲/۷۷،ت: صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھـ.

مذکورہ روایت ان الفاظ سے بلاسند نقل کی ہے:"وقال النبي صلى الله عليه وسلم: أحسنوا ضحاياكم، فإنها مطاياكم يوم القيامة". "اپنی قربانی کے جانوروں کو اچھا بناؤ۔۔۔"۔

بلاسند روایت کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ "شرح مشكل الوسيط"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:"حديث غير معروف ولا ثابت فيما علمناه، والله أعلم". ہمارے علم کے مطابق یہ حدیث غیر معروف ہے اور ثابت نہیں ہے، واللہ اعلم۔

قاضی ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

قاضی ابو بکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ "عارضة الأحوذي"[2] میں لکھتے ہیں:

"ليس في فضل الأضحية حديث صحيح، وقد روى الناس فيها عجائب لم تصح، منها: قوله: إنها مطاياكم إلى الجنة".

قربانی کی فضیلت میں کوئی صحیح روایت موجود نہیں ہے، اور لوگوں نے قربانی کی فضیلت میں عجیب روایات نقل کی ہیں جو کہ صحیح نہیں ہیں، انہی میں سے یہ روایت بھی ہے: جنت تک تمہاری سواریاں ہوں گی۔

حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر علامہ دَمِیرِی رحمۃ اللہ علیہ نے "النجم الوهاج"[3] میں، علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے

[1] شرح مشكل الوسيط:٤/١٩٩،ت:محمد بلال بن محمد أمين،دار كنوز إشبيليا ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[2] عارضة الأحوذي:٦/٢٢٨،ت:جمال مرعشلي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] النجم الوهاج في شرح المنهاج:٩/٤٩٩،دار المنهاج ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

"تحفة المحتاج"[1] میں، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المقاصد الحسنة"[2] میں، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء"[3] میں علامہ محمد بن طولون رحمۃ اللہ علیہ نے "الشذرة"[4] میں اور علامہ عبدالرؤوف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فیض القدیر"[5] میں اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنیر"[6] میں فرماتے ہیں: "هذا الحديث لا يحضرني من خرجه بعد البحث الشديد عنه". تلاش بسیار کے باوجود مجھے معلوم نہیں ہوا کہ اس روایت کی تخریج کس نے کی ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو اعتماداً ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر مذکورہ روایت کو "غریب" کہا ہے[7]۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص الحبیر"[8] میں فرماتے ہیں: "لم أره". میں نے اس روایت کو نہیں دیکھا۔

---

[1] تحفة المحتاج بشرح المنهاج: ٣٠٥/٤، ت: سيد بن محمد السناري، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ١٤٣٧هـ.

[2] المقاصد الحسنة: ص: ٧٩، رقم: ١٠٨، ت: عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

[3] كشف الخفاء: ١٢١/١، رقم: ٣٣٧، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥١هـ.

[4] الشذرة في الأحاديث المشتهرة: ٧٨/١، رقم: ٩٦، ت: كمال بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

[5] فيض القدير: ٤٩٦/١، رقم: ٩٩٢، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[6] البدر المنير: ٢٧٣/٩، ت: أحمد بن سليمان بن أيوب، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[7] خلاصة البدر المنير: ٣٧٧/٢، رقم: ٢٦٥٧، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة الرشد ـ الرياض.

[8] تلخيص الحبير: ٢٥٠/٤، رقم: ٢٣٦٤، ت: أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب، مؤسسة قرطبة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

اس کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو اعتماداً ذکر کیا ہے۔

علامہ محمد بن درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے "حسن الأثر"[1] میں زیر بحث روایت کو "غریب" کہہ کر حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو اعتماداً ذکر کیا ہے۔

بلاسند روایت اور لفظ "عظموا ضحایاکم" کا حکم

حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کو "غیر معروف" اور "غیر ثابت" کہا ہے، اور حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر علامہ دَمِیرِی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبد الرؤوف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "غریب" کہا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے یہ روایت نہیں دیکھی، لہذا ان الفاظ (عظموا ضحایاکم) کے ساتھ زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

مختلف الفاظ سے منقول یہ حدیث "شدید ضعیف" ہے، حتی کہ حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "غیر معروف" و "غیر ثابت" کہا ہے، اور قاضی ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "غیر صحیح" اور "عجیب روایت" قرار دیا ہے، اور ان حضرات کے اقوال پر حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ،

---

[1] حسن الأثر في ما فيه ضعف واختلاف من حديث وخبر وأثر: ص: ۵۰۷، مطبعة الكشاف ـ بيروت، الطبعة ۱۳۵۳هـ.

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ محمد بن طولون رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے ہیں، الحاصل زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیر بحث روایت کے درجہ اعتبار سے ساقط ہونے سے یہ ہر گز لازم نہیں آتا کہ قربانی کے جانوروں کو کھلا پلا کر فربہ نہ کیا جائے، بلکہ معتبر احادیث میں مہنگے اور فربہ جانور کی قربانی کو افضل قرار دیا گیا ہے:

① چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی "مسند"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا إبراهيم بن أبي العباس، قال: حدثنا بقية، قال: حدثني عثمان بن زفر الجهني، قال: حدثني أبو الأشد السلمي[2]، عن أبيه، عن جده، قال: كنت سابع سبعة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: فأمرنا نجمع

[1] مسند أحمد: ۲۵۰/۲٤، رقم: ۱٥٤۹٤، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[2] ابو الاشد سلمی شین کے ساتھ ہے، بعض نے ابو الاسد سین کے ساتھ بھی کہا ہے، لیکن حافظ ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ نے "الاشد کو صحیح قرار دیا ہے، ملاحظہ فرمائیں: "وأبو الأشد السلمي، شامي يروي عن أبيه، عن جده ويقال: إن جده عمرو بن عبسة، وقيل: فيه أبو الأسد، روى عنه عثمان بن زفر الجهني، وقال عبدالغني الجنبي، قال ابن البرقي عن أحمد بن عمرو بن السرح: أنه بالشين المعجمة، وقال موسى بن أيوب النصيبي وأحمد بن الفرج الحجازي من رواية خيثمة بن سليمان عنه: بالشين المعجمة، وكان شيخنا أبو عبد الله محمد بن علي الصوري رحمه الله يقول: لم نسمعه إلا بالشين المعجمة، وهذا هو الصحيح، وأهل الشام أحفظ لحديثهم، وروى حديثه أحمد بن حنبل في المسند عن إبراهيم بن أبي العباس، عن بقية بالسين المبهمة، ورواه الأصم عن أحمد بن الفرج عن بقية، ومن طريق موسى بن أيوب النصيبي عن عثمان بن زفر، وكذلك رواه الجارودي في الأسماء والكنى عن أحمد بن الفرج، وكذلك ذكره محمد بن سعد وابن سميع، والصحيح بالشين المعجمة(الإكمال في رفع الارتياب: ۸٤/۱، الفاروق الحديثة ـ القاهرة).

لكل رجل منا درهما، فاشترينا أضحية بسبعة الدراهم، فقلنا: يا رسول الله! لقد أغْلَيْنا بها، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إن أفضل الضحايا أغلاها، وأسمنها، وأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأخذ رجُل برِجْل، ورجُل برِجْل، ورجل بيد، ورجل بيد، ورجل بقرن، ورجل بقرن، وذبحها السابع، وكبرنا عليها جميعا".

ابو الاشد سلمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا سے اپنے والد کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتواں آدمی تھا، فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں سے ہر ایک، ایک ایک درہم جمع کرے، چنانچہ ہم نے سات درہم کا قربانی کا ایک جانور خریدا، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمیں قربانی کا جانور گراں قیمت میں ملا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہترین قربانی کے جانور وہ ہیں جو گراں ہوں اور موٹے ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جانور کو پکڑنے کا حکم دیا، لہذا ایک آدمی نے ایک پاؤں سے پکڑا، اور دوسرے نے ایک پاؤں سے پکڑا، اور ایک آدمی نے ایک ہاتھ سے پکڑا، اور دوسرے نے ایک ہاتھ سے پکڑا، اور ایک آدمی نے ایک سینگھ سے پکڑا، اور دوسرے نے ایک سینگھ سے پکڑا، اور ساتویں نے اس کو ذبح کیا، اور ہم سب نے اس پر تکبیر پڑھی۔

مذکورہ روایت امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "المستدرك"[1] میں بقیہ بن ولید کے طریق سے تخریج کی ہے۔

---

[1] المستدرك على الصحيحين: ٢٥٧/٤، رقم: ٧٥٦١، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص المستدرك"[1] میں فرماتے ہیں: "عثمان ثقة". عثمان ثقہ ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت "مجمع الزوائد"[2] میں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "رواه أحمد، وأبو الأسد لم أجد من وثقه ولا جرحه، وكذلك أبوه، وقيل: إن جده عمرو بن عبسة".

اسے احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اور ابو الاسد کے بارے میں مجھے نہ ہی توثیق ملی اور نہ ہی جرح، اسی طرح ان کے والد کے بارے میں بھی (جرح اور توثیق نہیں ملی)، اور کہا گیا ہے: ان کے دادا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

② اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح"[3] میں تعلیقاً نقل کرتے ہیں:

"وقال يحيى بن سعيد: سمعت أبا أمامة بن سهل قال: كنا نسمن الأضحية بالمدينة، وكان المسلمون يسمنون". یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوامامہ بن سہل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہم مدینہ میں قربانی کے جانوروں کو فربہ کرتے تھے، اور مسلمان قربانی کے جانوروں کو فربہ کرتے تھے۔
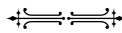
---

[1] تلخيص المستدرك للذهبي بذيل المستدرك: ٢٣١/٤، ت: يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] مجمع الزوائد: ٢١/٤، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[3] صحيح البخاري: ١٠٠/٧، ت: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

روایت نمبر⑥

چاشت کے وقت کی دعا:

"اللهم بك أحاول وبك أصاول وبك أقاتل".

اے اللہ! میں تجھ ہی سے اپنے مقاصد کی کامیابی طلب کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے دشمنوں پر حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے جہاد کرتا ہوں۔

حکم: مصادرِ اصلیہ کے مطابق راجح یہی ہے کہ مذکورہ مسنون دعا کو فجر کے بعد، نیز دشمن سے مقابلہ کے وقت، اور جہاد میں پڑھا جائے، تاہم اس دعا کا چاشت کے وقت مسنون جان کر پڑھنا مصادرِ اصلیہ کے لحاظ سے مخدوش، محلِ نظر ہے، درست نہیں ہے، ذکر کردہ یہ حکم دعا بحیثیتِ حدیث ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیر بحث دعا مسند مصادر میں مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف سیاق و الفاظ سے منقول ہے، ان تمام میں کسی بھی جگہ "چاشت" کے وقت اس دعا کے پڑھنے کا ذکر نہیں ہے، ملاحظہ ہو:

① روایت بلفظ: "إذا أراد سفرا .... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر کا ارادہ ہوتا۔۔۔"، بطریق حضرت علی رضی اللہ عنہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "مسند أحمد"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا أبو النضر هاشم بن القاسم، حدثنا أبو سلام عبد الملك بن مسلم الحنفي، عن عمران بن ظبيان، عن حكيم بن سعد أبي تِحْيَى،

[1] مسند أحمد: ۱۰۴/۲، رقم: ۶۹۱، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

عن علي، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أراد سفرا قال: اللهم بك أصول، وبك أحول، وبك أسير".

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی مدد سے حملہ کرتا ہوں، اور آپ کی مدد سے دفاع کرتا ہوں، اور آپ کی مدد سے چلتا ہوں۔

یہی روایت ان الفاظ سے "الدعاء للطبراني"[1] اور "مسند البزار"[2] میں بھی تخریج کی گئی ہے۔

② روایت بلفظ: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحرك شفتيه أيام حنين بشيء لم يكن يفعله قبل ذلك ...". یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین کے دنوں میں اپنے ہونٹ ہلا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا پہلے نہیں کرتے تھے۔۔۔"، بطریق حضرت صہیب رضی اللہ عنہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی "مسند"[3] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا وكيع، عن حماد بن سلمة، عن ثابت، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن صهيب، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحرك شفتيه أيام حنين بشيء لم يكن يفعله قبل ذلك، قال: فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إن نبيا كان فيمن كان قبلكم أعجبته أمته، فقال: لن يروم هؤلاء شيء، فأوحى الله

[1] كتاب الدعا للطبراني: ص: ٢٥٦، رقم: ٨٠٦، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ــ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[2] مسند البزار: ٤٩/٣، رقم: ٨٠٤، ت: محفوظ الرحمن زين الله، مكتبة العلوم والحكم ــ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[3] مسند أحمد: ٢٦٢/٣١، رقم: ١٨٩٣٣، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ــ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

إليه: أن خيرهم بين إحدى ثلاث: إما أن أسلط عليهم عدوا من غيرهم فيستبيحهم، أو الجوع، أو الموت، قال: فقالوا: أما القتل أو الجوع فلا طاقة لنا به، ولكن الموت، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فمات في ثلاث سبعون ألفا، قال: فقال: فأنا أقول الآن: اللهم بك أحاول، وبك أصول، وبك أقاتل".

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین کے دنوں میں اپنے ہونٹ ہلا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا پہلے نہیں کرتے تھے، راوی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پچھلی قوموں میں ایک نبی تھے جن کو اپنی امت کو دیکھ کر خوشی ہوئی، اور یہ خیال گزرا کہ ان میں سے تو کوئی بھی برائی کا ارادہ نہیں کر سکتا، اس پر اللہ کی طرف سے ان پر وحی ہوئی کہ تین میں سے ایک کو اختیار کرو: یا تو ان پر ان کے دشمن کو مسلط کر دو جو ان کو ملیامیٹ کر دے، یا بھوک کو مسلط کر دو، یا موت کو مسلط کر دو، اس پر قوم نے عرض کیا کہ بھوک یا قتل کو ہم پر مسلط کیا جائے، اس کی تو ہم میں ہمت نہیں ہے، ہاں موت کے لئے ہم تیار ہیں، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تین دنوں میں ستر ہزار لوگوں کا انتقال ہوا، راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی وجہ سے اب میں یہ مانگتا ہوں: اے اللہ! میں آپ ہی کی مدد سے تدبیر کرتا ہوں، اور آپ ہی کی مدد سے حملہ کرتا ہوں، اور آپ ہی کی مدد سے قتال کرتا ہوں۔

بعض دیگر مصادر

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے منقول یہ روایت ان کتب میں مختلف الفاظ سے تخریج کی گئی ہے:

"المعجم الکبیر"[1]، "القضاء والقدر"[2] اور "السنن الکبری"[3]۔

"صحیح ابن حبان"[4] میں "کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یحرك شفتیه بشيء..." کا ذکر ہے۔

"مسند الشهاب للقضاعي"[5] میں "ایام خیبر" کا ذکر ہے۔

"عمل الیوم واللیلة لابن السني"[6] میں "بعد صلاة الفجر بشيء" کا ذکر ہے۔

"صحیح ابن حبان"[7] میں "ایام خیبر" اور "بعد صلاة الفجر" کا ذکر ہے۔

"صحیح ابن حبان"[8] کی ایک دوسری سند میں اور "سنن الدارمي"[9] میں اور "مسند السراج"[10] میں "ایام حنین" کا ذکر ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر:٤٨/٨،رقم:٧٣١٨،ت:حمدي عبد المجید السلفي،مکتبة ابن تیمیة ـ القاهرة .

[2] القضاء والقدر للبیهقي:ص:١٧٤،رقم:١٤٢،ت:محمد بن عبد الله آل عامر،مکتبة العبیکان ـ الریاض،الطبعة الثانیة ١٤٢٧هـ.

[3] السنن الکبری للبیهقي:٢٥٧/٩،رقم:١٨٤٦٤،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة الثانیة ١٤٢٤هـ.

[4] صحیح ابن حبان:٣٧٤/٥،رقم:٢٠٢٧،ت:شعیب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بیروت،الطبعة الأولی ١٤٠٨هـ.

[5] مسند الشهاب:٣٣٩/٢،رقم:١٤٨٣،ت:حمدي عبد المجید السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بیروت،الطبعة الأولی ١٤٠٥هـ .

[6] عمل الیوم واللیلة:ص:٩٠،رقم:١١٧،ت:عبد الرحمن کوثر،شرکة دار الأرقم بن أبي الأرقم ـ بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٨هـ .

[7] صحیح ابن حبان:٣٧٤/٥،رقم:٢٠٢٧،ت:شعیب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بیروت،الطبعة الأولی ١٤٠٨هـ.

[8] صحیح ابن حبان:٧٢/١١،رقم:٤٧٥٨،ت:شعیب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بیروت،الطبعة الأولی ١٤٠٨هـ.

[9] سنن الدارمي:١٥٨٥/٣،رقم:٢٤٨٥،ت:حسین سلیم أسد الداراني،دار المغني ـ الریاض،الطبعة الأولی ١٤٢١هـ.

[10] مسند السراج:ص:٢٧٨،رقم:٨٤٨،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثریة ـ فیصل آباد ـ باکستان،الطبعة الأولی ١٤٢٣هـ.

"تهذيب الآثار"[1]، "حلية الأولياء"[2]، "السنن الكبرى للنسائي"[3] اور "مسند أحمد"[4] ان تمام میں "ایام حنین" اور "بعد صلاۃ الفجر" کے الفاظ ہیں۔

"مسند البزار"[5] میں یہ دعا "كان إذا صلى جلس فهمس" (جب آپ ﷺ نماز پڑھتے تو آہستہ سے کچھ پڑھتے تھے) کے سیاق کے ساتھ ہے، اور اس جیسے سیاق کے ساتھ یہی دعا ان کتب میں بھی موجود ہے:

"الدعاء للطبراني"[6]، "شعب الإيمان"[7]، "مسند أحمد"[8]، "تعظيم قدر الصلاة"[9]، "عمل اليوم والليلة للنسائي"[10]، "السنن الكبرى للنسائي"[11]، "الأحاديث المختارة"[12]، "مسند ابن أبي شيبة"[13]، "مصنف

---

[1] تهذيب الآثار للطبري:مسند علي بن أبي طالب:ص:٩٢،رقم:١٥٣،ت:أبو فهر محمود محمد شاكر،مطبعة المدني ـ القاهرة.

[2] حلية الأولياء:١٥٥/١،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة١٤١٦هـ.

[3] السنن الكبرى للنسائي:٣٠/٨،رقم:٨٥٧٩،ت:حسن عبد المنعم شلبي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[4] مسند أحمد:٢٦٩/٣١،رقم:١٨٩٤٠،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[5] مسند البزار:١٦/٦،رقم:٢٠٨٩،ت:محفوظ الرحمن زين الله،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[6] الدعاء للطبراني:ص:٢١١،رقم:٦٦٤،ت:مصطفى عبد القادر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[7] شعب الإيمان:٥١٧/٤،رقم:٢٩١٤،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[8] مسند أحمد:٢٦٧/٣١،رقم:١٨٩٣٧،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[9] تعظيم قدر الصلاة للمروزي:٢٢٦/١،رقم:٢٠٩،ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[10] عمل اليوم والليلة للنسائي:ص:٣٩٧،رقم:٦١٤،ت:فاروق حمادة،مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

[11] السنن الكبرى:٢٢٧/٩،رقم:١٠٣٧٥،ت:حسن عبد المنعم،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ

[12] الأحاديث المختارة:٦٠/٨،رقم:٥٣،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش،دار خضر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ.

[13] مسند ابن أبي شيبة:٣٢٢/١،رقم:٤٨٠،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف الغزاوي،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

ابن أبي شيبة"[1] اور "مسند السراج"[2]۔

نیز "الأحاديث المختارة"[3] میں "كان إذا لقي العدو يقول" کے الفاظ بھی ہیں۔

"المسند للشاشي"[4] میں "يكثر أن يقول يوم الأحزاب" کے الفاظ ہیں۔

"مصنف عبد الرزاق"[5]، اور پھر حافظ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے "سنن الترمذي"[6] اور "الأحاديث المختارة"[7] میں "ہمس" کے سیاق کے ساتھ ساتھ "صلاۃ عصر" کا بھی ذکر ہے۔

الحاصل حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے طریق میں مختلف سندوں سے "بعد الفجر، "بعد العصر"، اسی طرح "ایام حنین" یا "ایام خیبر"، "لقاء عدو"، "یوم الاحزاب" میں ان دعائیہ کلمات کے پڑھنے کا ذکر ہے، ان تمام سندوں میں کسی ایک مقام پر بھی چاشت کے وقت ان کلمات کے پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔

---

[1] مصنف ابن أبي شيبة:٦٤/٦،رقم:٢٩٥٠٨،ت:كمال يوسف الحوت،دار التاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[2] مسند السراج:ص:٢٧٧،رقم:٨٤٧،ت:إرشاد الحق،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ

[3] الأحاديث المختارة:٦١/٨،رقم:٥٤،ت:عبد الملك بن عبد الله،دار خضر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ.

[4] المسند للشاشي:٣٨٩/٢،رقم:٩٩٢،ت:محفوظ الرحمن زين الله،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

[5] مصنف عبد الرزاق:٤٢٠/٥،رقم:٩٧٥١،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

[6] سنن الترمذي:٤٣٧/٥،رقم:٣٣٤٠،ت:إبراهيم عطوه عوض،مكتبة مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده ـ مصر، الطبعة الثانية ١٣٩٥هـ.

[7] الأحاديث المختارة:٦٠/٨،رقم:٥٢،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش،دار خضر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ.

③روایت بلفظ: "اذا حضر القتال: جب قتل و قتال کا وقت ہوتا تو آپ ﷺ یہ دعا مانگتے: اللهم أنت عضدي...". بطریق ابو مجلز تابعی رحمۃ اللہ علیہ

امام سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کی "سنن"[1] میں ہے:

"حدثنا سعيد، قال: نا مروان بن معاوية، قال: أنا عمران بن حدير، عن أبي مجلز، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا حضر القتال يقول: اللهم أنت عضدي ونصيري، بك أحول، بك أصول، وبك أقاتل".

حضرت ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب لڑائی کا وقت ہوتا تو نبی ﷺ یہ دعا فرماتے: اے اللہ! آپ میرا سہارا اور میرے مددگار ہیں، آپ کی مدد سے میں دفاع کرتا ہوں، اور آپ کی مدد سے میں حملہ کرتا ہوں، اور آپ کی مدد سے میں قتال کرتا ہوں۔

اور "تهذيب الآثار للطبري"[2] میں ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے یہ روایت "إن نبي الله صلى الله عليه وسلم كان إذا حضر العدو" کے الفاظ کے ساتھ ہے۔

④روایت بلفظ: "كان إذا لم يلق العدو من أول النهار، أخر حتى تهب الرياح...". یعنی اگر دن کے شروع میں قتل و قتال نہ ہوتا تو آپ ﷺ جنگ کو مؤخر فرماتے، یہاں تک کہ ہوائیں چلنے لگیں۔۔۔"، بطریق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط"[3] اور "المعجم الكبير"[4] میں فرماتے ہیں:

---

[1] كتاب السنن لسعيد بن منصور: القسم الثاني من المجلد الثالث: ص: ٢٤٤، رقم: ٢٥٢٢، ت: حبيب الرحمن الأعظمي، الدار السلفية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

[2] تهذيب الآثار للطبري: مسند علي بن أبي طالب: ص: ٩٢، رقم: ١٥٤، ت: أبو فهر محمود محمد شاكر، مطبعة المدني ـ القاهرة

[3] المعجم الأوسط: ٢٩٩/١، رقم: ١٠٠٣، ت: طارق بن عوض الله، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

[4] المعجم الكبير: ٣٤٩/١١، رقم: ١١٩٨٠، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة.

”حدثنا أحمد، قال: نا عبد الرحمن بن بكر، قال: حدثني محمد، قال: حدثني عثمان بن ربيعة، عن عكرمة، عن ابن عباس، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا لم يلق العدو من أول النهار أخر، حتى تهب الرياح، ويكون عند مواقيت الصلاة، وكان يقول: اللهم بك أصول، وبك أحول، ولا حول ولا قوة إلا بالله“.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دن کے شروع میں اگر دشمن سے مقابلہ نہ ہوتا تو قتال کو مؤخر فرماتے، یہاں تک کہ ہوائیں چلنے لگے، اور نماز کا وقت ہو جائے، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے: اے اللہ! میں آپ کی مدد سے حملہ کرتا ہوں، اور آپ کی مدد سے دفاع کرتا ہوں، اور طاقت و قدرت تو صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔

⑤ روایت بلفظ: ”إذا غزا...“. بطریق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اپنی ”سنن“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”حدثنا نصر بن علي، أخبرني أبي، حدثنا المثنى بن سعيد، عن قتادة، عن أنس بن مالك، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا غزا قال: اللهم أنت عضدي ونصيري، بك أحول، وبك أصول، وبك أقاتل“.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ کے لئے نکلتے تو یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! آپ میرا سہارا اور میرے مددگار ہیں، آپ کی مدد سے میں دفاع کرتا ہوں، اور حملہ کرتا ہوں، اور قتال کرتا ہوں۔

---

[1] سنن أبي داود: ٤/٢٧٠، رقم: ٢٦٣٢، ت: شعيب الأرنؤوط ومحمد كامل قره بللي، مؤسسة الرسالة العالمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٣٠هـ.

بعض دیگر مصادر

اور تقریباً اس سے ملتے جلتے الفاظ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کے طریق سے درج ذیل کتب میں بھی تخریج کئے گئے ہیں:

"مسند أحمد"[1]، "مسند أبي عوانة"[2]، "مسند أبي يعلى الموصلي"[3]، "مسند البزار"[4]، "الدعوات الكبير للبيهقي"[5]، "الأسماء والصفات للبيهقي"[6]، "السنن الكبرى للنسائي"[7]، "عمل اليوم والليلة للنسائي"[8]، "الأحاديث المختارة"[9]، "كتاب الدعاء للطبراني"[10]، "صحيح ابن حبان"[11] اور "سنن الترمذي"[12].

الحاصل اب تک ذکر کردہ تمام مصادر میں مذکورہ دعا، چاشت کے وقت مانگنے کا کسی مقام پر بھی ذکر نہیں ہے۔

[1] مسند أحمد: ۲۵۵/۲۰، رقم: ۱۲۹۰۹، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[2] مسند أبي عوانة: ۲۱۷/٤، رقم: ٦٥٦٤، ت: أيمن بن عارف الدمشقي، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[3] مسند أبي يعلى: ۳۲٦/٥، رقم: ۲۹٤۹، ت: حسين سليم أسد، دار المامون للتراث ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

[4] مسند البزار: ٤٥٤/۱۳، رقم: ۷۲۲۷، ت: عادل بن سعد، مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱٤۲٦هـ.

[5] الدعوات الكبير: ٦۷/۲، رقم: ٤۷٦، ت: بدر بن عبد الله البدر، غراس للنشر والتوزيع ـ الكويت، الطبعة الأولى ۱٤۲۹هـ.

[6] الأسماء والصفات: ۱۷۸/۱، رقم: ۱۱۷، ت: عبد الله بن محمد، مكتبة السوادي ـ جدة، الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.

[7] السنن الكبرى: ۲۹/۸، رقم: ۸٥۷٦، ت: حسن عبد المنعم، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

[8] عمل اليوم والليلة للنسائي: ص: ۳۹۳، رقم: ٦۰٤، ت: فاروق حمادة، مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

[9] الأحاديث المختارة: ۲۳۸/٦، رقم: ۲۳٦۰، ت: عبد الملك بن عبد الله، دار خضر ـ بيروت، الطبعة الثالثة ۱٤۲۰هـ.

[10] الدعاء للطبراني: ص: ۳۲۸، رقم: ۱۰۷۳، ت: مصطفى عبد القادر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.

[11] صحيح ابن حبان: ۷٦/۱۱، رقم: ٤۷٦۱، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ.

[12] سنن الترمذي: ٥۷۲/٥، رقم: ۳٥۸٤، ت: إبراهيم عطوه عوض، مكتبة مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده ـ مصر، الطبعة الثانية ۱۳۹٥هـ.

حافظ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق جس میں فجر کے بعد زیر بحث دعا مانگنے کا ذکر ہے

حافظ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث دعا نقل کرنے سے پہلے "باب ما يقول في دبر صلاة الصبح" قائم کیا ہے، پھر "نوع آخر" کے عنوان سے مختلف احادیث لائے ہیں، اور اس زیر بحث روایت سے پہلے بھی "نوع آخر" فرما کر ان الفاظ سے اس کی تخریج کی ہے:

"أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إبراهيم بن الحجاج السامي، حدثنا حماد بن سلمة، عن ثابت، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن صهيب رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحرك شفتيه بعد صلاة الفجر بشيء، فقلت: يا رسول الله! إنك تحرك شفتيك بشيء ما كنت تفعل، ما هذا الذي تقول؟ قال: أقول: اللهم بك أحاول، وبك أصاول، وبك أقاتل"[1].

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد اپنے ہونٹوں کو حرکت دے رہے تھے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اپنے ہونٹوں کو کسی ایسی چیز کے ساتھ حرکت دے رہے تھے کہ اس سے پہلے آپ اس طرح نہیں کرتے تھے، آپ کیا پڑھ رہے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہ پڑھ رہا تھا: اے اللہ! میں تجھ ہی سے اپنے مقاصد کی کامیابی طلب کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے دشمنوں پر حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے جہاد کرتا ہوں۔

---

[1] عمل اليوم والليلة:ص:۹۰،رقم:۱۱۷،ت:عبد الرحمن كوثر،شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ حافظ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو حافظ ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر رہے ہیں، اور حافظ ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ کے اس طریق کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "نتائج الأفكار"[1] میں ان الفاظ سے کیا ہے:

"والرواية المختصرة التي اقتصر عليها الشيخ، أخرجها أبو يعلى في مسنده الكبير من طريق حماد أيضا، وعنه أخرجها ابن السني". اور وہ مختصر روایت جس پر شیخ (نووی رحمۃ اللہ علیہ) نے اکتفاء کیا ہے، اس کی تخریج ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی " مسند کبیر " میں حماد کے طریق سے کی ہے، اور ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

الحاصل امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ الفاظ سے منقول روایت حافظ ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہے، اور حافظ ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہے، اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں:

"وروينا فيه عن صهيب رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحرك شفتيه بعد صلاة الفجر بشيء، فقلت: يا رسول الله! ما هذا الذي تقول؟ قال: اللهم بك أحاول، وبك أصاول، وبك أقاتل"[2].

یہاں بھی واضح طور پر "بعد صلاۃ الفجر" کے الفاظ موجود ہیں۔

نتیجہ یہ رہا کہ "مسند ابی یعلی"، "عمل الیوم واللیلہ"، اور ان سے اخذ کرنے والے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی "الاذکار" میں یہ روایت "بعد صلاۃ الفجر" کے الفاظ سے ہے، اور یہاں چاشت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

---

[1] نتائج الأفكار: ٣٣٤/٢، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.
[2] الأذكار النواوية: ص: ١٥٦، رقم: ٤٢٥، ت: بسام عبد الوهاب، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے طریق سے منقول یہ روایت مختلف کتب کے حوالہ سے گزر چکی ہے، کسی ایک مقام پر بھی چاشت کا ذکر نہیں ہے، بلکہ ان کے علاوہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول روایات میں بھی کسی مقام پر چاشت کا ذکر نہیں ہے۔

"عمل الیوم واللیلہ" کے بعض نسخوں میں موجود دعا جس میں چاشت کا ذکر ہے:

حافظ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ کی "عمل اليوم والليلة" کے بعض نسخوں میں یہ دعا چاشت کے بعد مانگنا منقول ہے۔

حافظ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے "الحصن الحصين"[1] میں یہ روایت بحوالہ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نقل کی ہے، اور اس میں چاشت کے بعد اس دعا کے مانگنے کا ذکر ہے، اسی طرح علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تحفة الذاكرين"[2] میں اور علامہ ابن علان رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتوحات الربانية"[3] میں یہ روایت بحوالہ "الحصن الحصين" نقل

---

[1] الحصن الحصين:ص:٦٨،ت:هيثم طعيمي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
علامہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وبعد صلاة الضحى: اللهم بك أحاول، وبك أصاول، وبك أقاتل".

[2] تحفة الذاكرين:ص:٢٠٨،رقم:٢٣٨،ت:سيد إبراهيم،علي حسن،إبراهيم المصري،دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ١٤٢٥هـ.
علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وبعد صلاة الضحى: اللهم بك أصاول، وبك أحاول، وبك أقاتل(ي). الحديث أخرجه ابن السني كما قال المصنف رحمه الله، وهو من حديث صهيب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحرك شفتيه بعد صلاة الضحى بشيء، فقلت يا رسول الله! ما هذا الذي تقول؟ قال: أقول: اللهم بك أصاول وبك أحاول وبك أقاتل، وإسناده في عمل اليوم والليلة لابن السنى هكذا: حدثنا أبو يعلى، حدثنا إبراهيم بن الحجاج الشامي، حدثنا حماد بن سلمة، عن ثابت، عن عبد الرحمن ابن أبي ليلى، عن صهيب رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحرك شفتيه بعد صلاة الضحى بشيء الخ وإبراهيم بن الحجاج ثقة يهم قليلا، وبقية إسناده ثقات".

[3] الفتوحات الربانية:٥٠/٣،ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
علامہ ابن علان رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "قوله: (بعد صلاة الفجر) في الحصين بعد صلاة الضحا، وكذا هو في أصل مصحح من كتاب عمل اليوم والليلة لابن السني، وفي نسخة منه: بعد صلاة الصبح، والله أعلم".

کی ہے، وہاں بھی بحوالہ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ چاشت کے بعد ان الفاظ کے پڑھنے کا ذکر ہے۔

الحاصل ''عمل الیوم واللیلہ'' کے بعض نسخوں میں چاشت کے بعد اس دعا کے مانگنے کا ذکر ہے، اور بعض نسخوں میں فجر کے بعد مانگنے کا ذکر ہے، حافظ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے ان بعض نسخوں کی اتباع کرتے ہوئے چاشت کے بعد کے الفاظ کے ساتھ اسے نقل کیا ہے، اور بعد والوں نے ان کی اتباع کی ہے، جیساکہ ان بعض نسخوں کا ذکر علامہ ابن علان رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا ہے، تاہم ''عمل الیوم واللیلہ'' کے جن بعض نسخوں میں ''بعد صلاۃ الفجر'' کا ذکر ہے، وہ درج ذیل امور کی بناء پر راجح ہیں:

① ''عمل الیوم واللیلہ''میں موجود یہ روایت حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مختلف کتب میں موجود ہے، جس میں کسی بھی مقام پر چاشت کے بعد کے الفاظ نہیں ہیں، بلکہ فجر کے بعد اور اس کے علاوہ اوقات میں مانگنے کا ذکر ہے۔

② حافظ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے بذات خود اس روایت سے پہلے یہ عنوان قائم کیاہے:''باب ما يقول في دبر صلاة الصبح''،اس لئے یہ بعید ہے کہ اس عنوان کے بعد روایت ''بعد صلاة الضحى''کو ذکر کریں۔

③ حافظ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت حافظ ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے، اور حافظ ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت اپنی ''مسند کبیر'' میں ''بعد صلاة الفجر'' کے الفاظ سے نقل کی ہے، جیساکہ تفصیل گزر چکی ہے۔

④ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول یہ روایت اپنے مضمون کے لحاظ سے خاص چاشت کے وقت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی، یہی

وجہ ہے کہ یہ دعا "بعد الفجر، إذا صلى، إذا أراد سفرا، إذا صلى العصر، إذا غزا، إذا حضر القتال، أيام حنين، أيام خيبر" جیسے الفاظ سے منقول ہے، اور دعا کے الفاظ ان مواضع کے مناسب بھی ہیں۔

اس لئے راجح یہی ہے کہ "عمل الیوم واللیلہ" میں بھی درست الفاظ "بعد صلاة الفجر" کے ہیں، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

مصادرِ اصلیہ کے مطابق راجح یہی ہے کہ مذکورہ مسنون دعا کو فجر کے بعد، نیز دشمن سے مقابلہ کے وقت، اور جہاد میں پڑھا جائے، تاہم اس دعا کا چاشت کے وقت مسنون سمجھ کر پڑھنا مصادرِ اصلیہ کے لحاظ سے مخدوش، محلِ نظر ہے، درست نہیں ہے، ذکر کردہ یہ حکم دعا بحیثیتِ حدیث ہے، واللہ اعلم۔
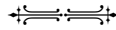
روایت نمبر⑦

روایت: حدیث عَطَّارَہ حولاء، جس میں حاملہ عورت کی فضیلت، بیوی سے بوس وکنار، ہمبستری اور غسل جنابت کی فضیلت، نیز گھر کے سامان کو سلیقہ سے رکھنے کی فضیلت کو ذکر کیا گیا ہے۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[1] میں ابو سہل صبّاح بن سہل مدائنی کے ترجمہ میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرني أبو الوليد الدَرَبْنْدِي، قال: أخبرنا محمد بن أحمد بن محمد بن سليمان الحافظ ببخارى، قال: حدثنا محمد بن نصر بن خلف، قال: حدثنا أبو كثير سيف بن حفص، قال: حدثني علي بن الجنيد أبو الحسن، ومحمد بن حميد بن فروة، قالا: حدثنا محمد بن سلام، قال: حدثنا أبو سهل المدائني، يعني الصباح بن سهل، عن زياد بن ميمون، عن أنس بن مالك قال: كانت امرأة بالمدينة عطارة يقال لها الحولاء، فجاءت إلى عائشة فقالت: يا أم المؤمنين! نفسي لك الفداء إنى أزين نفسي لزوجي كل ليلة حتى كأني العروس أزف إليه. وذكر الحديث [كذا في الأصل]"[2].

---

[1] تاريخ بغداد: ٤٦٠/١٠،رقم:٤٨٣٧،ت:بشار عواد معروف،مكتبة دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٢٢هـ.

[2] حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاصابہ" میں زیر بحث روایت اس سیاق سے نقل کی ہے: "الحولاء العطارة. استدركها أبو موسى، وأخرج من طريق أبي الشيخ بسنده إلى زياد الثقفي، عن أنس بن مالك، قال: كان بالمدينة امرأة

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک عطر فروش عورت تھی، اس کو حولاء کہا جاتا تھا، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، اور عرض کیا: اے ام المؤمنین! میری جان آپ پر فداء ہو، میں اپنے آپ کو اپنے شوہر کے لئے ہر رات ایسے سجاتی ہوں گویا کہ میں ایک دلہن ہوں جس کو شوہر کے لئے رخصت کیا جارہا ہو۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا ما روى الخطيب، وقد روي لنا هذا الحديث بطوله، وهو أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال للحولاء: ليس من امرأة ترفع شيئا من بيتها من مكان أو تضعه في مكان تريد بذلك إصلاحا إلا نظر الله تعالى إليها، وما نظر الله عزوجل إلى عبد قط فعذبه.

قال[كذا في الأصل]: زدني يا رسول الله! قال: ليس من امرأة من

عطارة تسمى الحولاء بنت تويت، فجاءت حتى دخلت على عائشة، فقالت: يا أم المؤمنين! إني لأتطيب كل ليلة وأتزين كأني عروس أزف، فأجيء حتى أدخل في لحاف زوجي أبتغي بذلك مرضاة ربي، فيحول وجهه عني، فأستقبله فيعرض عني، ولا أراه إلا قد أبغضني، فقالت لها عائشة: لا تبرحي حتى يجيء رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما جاء، قال: إني لأجد ريح الحولاء، فهل أتتكم؟ وهل ابتعتم منها شيئا؟ قالت عائشة: لا، ولكن جاءت تشكو زوجها، فقال لها: ما لك؟ يا حولاء! فذكرت له ما ذكرت لعائشة، فقال: اذهبي أيتها المرأة فاسمعي وأطيعي لزوجك، قالت: يا رسول الله! فما لي من الأجر؟ فذكر الحديث في حق الزوج على المرأة، والمرأة على الزوج، وما لها في الحمل والولادة والفطام بطوله" (الإصابة:۹٤/۸،رقم:۱۱۰۷۳،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ).

[1] الموضوعات لابن الجوزي:۲۷۰/۲،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

المسلمين تحمل من زوجها إلا كان لها من الأجر كأجر الصائم القائم المخبت القانت، فإذا رضعته كان لها بكل رضعة عتق رقبة، فإذا فطمته نادى مناد من السماء: أيها المرأة استأنفي العمل فقد كفيت ما مضى.

فقالت عائشة: يا رسول الله! هذا للنساء، والرجال؟ قال: ما من رجل من المسلمين يأخذ بيد امرأته يراودها إلا كتب الله له عشر حسنات، فإذا عانقها فعشرون حسنة، فإذا قبلها فعشرون ومائة حسنة، فإذا جامعها ثم قام إلى مغتسله لم يمر الماء على شعرة من جسده إلا كتب الله بها عشر حسنات وحط عنه عشر خطيئات، وإن الله عزوجل ليباهي به الملائكة فيقول: انظروا إلى عبدي قام من هذه الليلة الشديدة بردها فاغتسل من الجنابة مؤمنا أني ربه أشهدكم أني قد غفرت له".

اس روایت کو حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے، اور ہم تک یہ پوری روایت پہنچی ہے، اور وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حولاء سے فرمایا: جو کوئی عورت اپنے گھر میں کسی جگہ سے کوئی چیز اٹھاتی ہے، یا کسی جگہ کوئی چیز رکھتی ہے، اور مقصد اس کا گھر کی اصلاح کرنا ہوتا ہے، تو اللہ تعالی ضرور اس عورت کی طرف دیکھتا ہے، اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اللہ نے کسی بندہ کی طرف دیکھا ہو پھر اس کو عذاب دیا ہو۔

عرض کیا اے اللہ کے رسول! مزید ارشاد فرمائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے، اس کو ضرور دن بھر روزہ رکھنے والے اور رات بھر خشوع وخضوع سے قیام کرنے والے کی طرح اجر ملتا ہے، پھر جب وہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے تو اس کو دودھ کے ہر گھونٹ کے بدلے

ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، پھر جب وہ عورت اپنے بچے کا دودھ چھڑاتی ہے، تو آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ اے عورت! از سر نو عمل شروع کر، تمہارے گزرے ہوئے زمانے کی اس عمل کی وجہ سے کفایت کر دی گئی (یعنی اللہ نے تمہارے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا ہے)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو عورتوں کے لئے ہے اور مردوں کے لئے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سے جو مرد اپنی عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اپنی جانب مائل کرتا ہے، اس کے لئے ضرور دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور جب وہ اپنی بیوی کو گلے لگاتا ہے تو بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، پھر جب وہ اپنی بیوی کو بوسہ دیتا ہے تو اس کے لئے ایک سو بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، پھر جب وہ اپنی بیوی سے ہم بستر ہوتا ہے پھر غسل کے لئے غسل خانے کی طرف جاتا ہے، دوران غسل اس کے جسم کے جس بال پر پانی بہتا ہے اللہ تعالی ضرور اس کے لئے ہر بال کے بدلے دس نیکیاں لکھتے ہیں، اور دس خطاؤں کو معاف کرتے ہیں، اور اللہ تعالی اپنے اس بندے کی وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: دیکھو میرے بندے کی طرف! اس سخت سردی والی رات میں کھڑا ہوا پھر جنابت سے غسل کیا، اس بات پر ایمان رکھتے ہوئے کہ بے شک میں ہی اس کا رب ہوں، میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کی مغفرت کر دی۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الأوسط"[1] میں اور

---

[1] المعجم الأوسط: ۳۰۲/۵، رقم: ۵۳۷۷، ت: طارق بن عوض اللہ، دار الحرمین ۔ القاھرۃ، الطبعۃ ۱۴۱۵ھ۔

حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "أسد الغابة"[1] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی زیاد بن میمون پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ الابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کی سندوں میں زیاد بن میمون سے نقل کرنے والا راوی حماد بن ابی سلمہ ہے، جبکہ حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں صبّاح بن سہل ہے، اس پر مزید تنبیہ آگے آئے گی۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح"[2] کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

"وحدثنا محمود بن غيلان، قال:قلت لأبي داود الطيالسي: قد أكثرت عن عباد بن منصور، فما لك لم تسمع منه حديث العطارة الذي روى لنا النضر بن شميل، قال لي: اسكت، فأنا لقيت زياد بن ميمون، وعبد الرحمن بن مهدي، فسألناه، فقلنا له: هذه الأحاديث التي ترويها عن أنس، فقال: أرأيتما رجلا يذنب فيتوب، أليس يتوب الله عليه، قال: قلنا: نعم، قال: ما سمعت من أنس من ذا قليلا ولا كثيرا، إن كان لا يعلم الناس فأنتما لا تعلمان أني لم ألق أنسا، قال أبو داود: فبلغنا بعد أنه يروي، فأتيناه أنا وعبد الرحمن، فقال: أتوب، ثم كان بعد يحدث فتركناه".

---

[1] أسد الغابة:٧٧/٧،رقم:٦٨٦٧،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[2] صحيح مسلم:٢٤/١،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

ہمیں محمود بن غیلان نے بتایا کہ میں نے ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ نے عباد بن منصور سے بکثرت روایت کی ہے، پھر کیا بات ہے کہ آپ نے ان سے اس حدیثِ عطارہ کو نہیں سنا جو ہم سے نضر بن شمیل نے روایت کی ہے، (یعنی نضر بن شمیل نے حدیث عطارہ عباد بن منصور سے نقل کی ہے، اور عباد بن منصور نے زیاد بن میمون سے، اور آپ عباد بن منصور سے حدیث عطارہ نقل نہیں کرتے)، ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا: خاموش ہو جاؤ، میں نے اور عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے زیاد بن میمون سے ملاقات کی، ہم نے زیاد سے سوال کرتے ہوئے کہا: یہ روایات جو تم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہو (یعنی ان روایات کا کیا حال ہے؟)۔

اس پر زیاد بن میمون نے کہا: تم دونوں ہی بتاؤ کہ جو شخص گناہ کرے پھر توبہ کرے، کیا اللہ تعالی اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا، ہم نے کہا: ہاں (یعنی اللہ ایسے شخص کی توبہ قبول کرے گا)، زیاد بن میمون نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا، نہ تھوڑا نہ زیادہ، اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا تم دونوں بھی اس بات کو نہیں جانتے کہ میں تو انس رضی اللہ عنہ سے ملا ہی نہیں ہوں؟

ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعد میں ہمیں یہ بات پہنچی کہ زیاد بن میمون اب بھی روایت کرتا ہے (یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے)، چنانچہ میں اور عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ زیاد کے پاس دوبارہ آئے تو اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں، اس کے باوجود بھی وہ روایت کرتا رہا (یعنی توبہ کرنے کے بعد دوبارہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات کرنا شروع کر دیں) بالآخر ہم نے زیاد کو ترک کر دیا۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "العلل"[1] میں حدیث عطارہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"كذا يرويه النضر بن شميل، عن عباد بن منصور، عن زياد بن ميمون، عن أنس، عن عائشة، وغيره لا يذكر عائشة، وأسنده عن أنس، وليس فيهما صحيح [كذا في الأصل]".

اسی طرح نضر بن شمیل نے عباد بن منصور، عن زیاد، عن انس رضی اللہ عنہ، عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے روایت کیا ہے، اس کے علاوہ کوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں کرتا، بلکہ اس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے، اور دونوں ہی سندوں سے حدیث صحیح نہیں ہے۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ "إكمال"[2] میں حدیث عطارہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "وذكر مسلم حديث العطارة ولم يفسره، هو حديث رواه زياد بن ميمون أبو عمار عن أنس أن امرأة يقال لها: الحولاء عطارة، كانت بالمدينة فدخلت على عائشة وذكرت خبرها مع زوجها، وأن النبى صلى الله عليه وسلم ذكر [لها] فى فضل الزوج، وهو حديث طويل غير صحيح، ذكره ابن وضاح بكماله فى كتاب القطعان له....".

"مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث عطارہ کو ذکر تو فرمایا مگر اس کی وضاحت نہیں

---

[1] العلل الواردة: ٩/١٥، رقم: ٣٨٠٤، ت: محمد بن صالح بن محمد، دار ابن الجوزي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
[2] إكمال المعلم: ١٥١/١، ت: يحيى إسماعيل، دار الوفاء ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

فرمائی، حدیث عطارہ وہ روایت ہے جس کو ابو عمار زیاد بن میمون نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مدینہ میں ایک عورت تھی جس کو حولاء عطارہ کہا جاتا تھا، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے شوہر کے ساتھ اپنے معاملہ کو ذکر کیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت میں اس کے سامنے شوہر کی فضیلت کو ذکر فرمایا، اور یہ ایک طویل حدیث ہے، جوکہ صحیح نہیں ہے، ابن وضاح نے مکمل روایت اپنی کتاب ”القطعان“ میں ذکر کی ہے۔۔۔“۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المنهاج“[1] میں اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ”الموضوعات“[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”قال الدارقطني: هذا حديث باطل، وقال: ذهب عبد الرحمن بن مهدى وأبو داود إلى زياد بن ميمون فأنكرا عليه هذا الحديث، فقال: اشهدوا أني قد رجعت عنه...“.

”دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث باطل ہے، عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو داود رحمۃ اللہ علیہ، زیاد بن میمون کے پاس گئے اور ان دونوں حضرات نے زیاد پر اس حدیث کا انکار کیا، تو زیاد نے کہا کہ تم گواہ رہو میں نے اس روایت سے

[1] المنهاج: ۱۱۳/۱، المطبعة المصرية ـ الأزهر، الطبعة الأولى ۱۳٤۷هـ.

[2] كتاب الموضوعات: ۲۷۰/۲، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

رجوع کر لیا ہے۔۔۔"۔

اس کے بعد حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ سند میں موجود راوی زیاد بن میمون اور صبّاح بن سہل کے بارے میں ائمہ کے جرح کے اقوال لائے ہیں[1]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص"[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[3] میں امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء فرمایا ہے۔

---

[1] حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ اقوال ملاحظہ ہوں: "قلت: قال يزيد بن هارون: كان زياد بن ميمون كذابا، وقال يحيى بن معين: ليس بشيء، لا يساوي قليلا ولا كثيرا، وقال البخاري: تركوه، وأما الصباح بن سهل فقال البخاري والرازي: هو منكر الحديث، وقال ابن حبان: يروي المناكير عن أقوام مشاهير لا يجوز الاحتجاج به. (كتاب الموضوعات:۲۷۰/۲،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ).

اہم نوٹ: واضح رہے کہ صباح بن سہل کی متابعت حماد بن ابی سلیمان نے کی ہے، جیسا کہ امام طبرانیؒ اور حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کی سندوں کے حوالے سے یہ بات گزر چکی ہے، اسی نکتہ کی طرف علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة" (۱٤٤/۲) میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعه" (۲۰۳/۲) میں اشارہ کیا ہے، "تنزیہ الشریعہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "(ابن الجوزي) وفيه زياد بن ميمون، وعنه: الصباح بن سهل، منكر الحديث، وقد شهد عليه ابن مهدي أنه رجع عن هذا الحديث، قال السيوطي: وتابع الصباح حماد بن أبي سليمان،(قلت) فالبلاء من زياد، وقد شهد عليه عبد الرحمن بن مهدي أنه رجع عن هذا الحديث، والله تعالى أعلم".

تاہم یہ واضح رہے کہ حماد بن ابی سلیمان کی سند میں ان سے نقل کرنے والا راوی جریر بن ایوب بجلی شدید مجروح راوی ہے، ان کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال" میں لکھتے ہیں: "مشهور بالضعف، روى عباس عن يحيى: ليس بشيء، وروى عبد الله بن الدورقي عن يحيى: ليس بذاك، وقال أبو نعيم: كان يضع الحديث، وقال البخاري: منكر الحديث، وقال النسائي: متروك".

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جریر بن ایوب بجلی عن ابن ابی لیلی کی سند سے ایک حدیث نقل کی، پھر لکھتے ہیں: "هذا موضوع على ابن أبي ليلى، قال ابن عدي: ولجرير أحاديث عن جده أبي زرعة بن عمرو بن جرير، عن الشعبي، ولم أر في حديثه إلا ما يحتمل" (ميزان الاعتدال:۳۹۱/۱،رقم:۱٤٥۹،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت).

[2] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:۲۳۳،رقم:۵۹۲،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة ۱۳۱۹هـ.

[3] الفوائد المجموعة:۱۲۷،رقم:۲۹،ت:عبد الرحمن بن يحيى المعلمي اليماني،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱٦هـ.

اہم نوٹ:

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول "هذا حديث باطل" تلاش بسیار کے باوجود ان کی تصانیف میں نہیں مل سکا۔

حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ "صيانة صحيح مسلم"[1] میں زیر بحث حدیث عطارہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وحديث العطارة المشار إليه هو حديث ضعيف، رواه زياد بن ميمون عن أنس: أن أمرأة يقال لها الحولاء عطارة، كانت بالمدينة، دخلت على عائشة رضي الله عنها، وذكرت خبرها مع زوجها وشكواها له، وأن عائشة ذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث طويل لا يصح، والله أعلم".

اور حدیث عطارہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ایک ضعیف حدیث ہے، زیاد بن میمون نے اس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حولاء عطارہ نامی ایک عورت مدینہ میں تھی، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے شوہر کے ساتھ اپنے معاملہ کو ذکر کیا، اور اپنی شکایت کا ذکر کیا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا، یہ ایک طویل حدیث ہے، جو کہ صحیح نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط:ص:١٢٤،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٤هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[1] میں زیر بحث حدیث عطارہ کو زیاد بن میمون ثقفی کے ترجمہ میں ان کی مناکیر کے طور پر نقل کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "الإصابة"[3] میں حدیث عطارہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "قلت: وسند هذا الحديث واه جدا، وقد ذكره البزار، وقال: زياد الثقفي راويه بصري، متروك الحديث".

میں (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: حدیث عطارہ کی سند شدید واہی ہے، بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث عطارہ کو ذکر کیا ہے، اور فرماتے ہیں کہ اس روایت کا راوی زیاد ثقفی متروک الحدیث ہے۔

سند میں موجود راوی ابو عمار زیاد بن میمون بصری ثقفی فاکہی (المتوفی مابین ۱۵۰ – ۱۶۰ھ[4]) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[5] میں فرماتے ہیں: "تركوه، قال علي

---

[1] ميزان الاعتدال: ۹۵/۲، رقم: ۲۹٦۷، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] لسان الميزان: ۵۳۹/۳، رقم: ۳۲۷۱، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[3] الإصابة: ۹٤/۸، رقم: ۱۱۰۷۳، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۵هـ.

[4] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الصغیر" میں زیاد بن میمون کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۵۰ اور ۱٦۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ۱۰٤/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ).

[5] التاريخ الكبير: ۳۱۳/۳، رقم: ٤۱٤٦، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ.

بن نصر: أخبرنا بشر بن عمر سألت زياد بن ميمون أبا عمارة عن حديث رواه عن أنس، فقال: ويحكم احسبوا كنت يهوديا أو نصرانيا أو مجوسيا، قد رجعت عما كنت أحدث به عن أنس، لم أسمع من أنس شيئا".

زیاد بن میمون کو ائمہ نے ترک کر دیا تھا، علی بن نصر فرماتے ہیں کہ ہمیں بشر بن عمر نے بتایا کہ میں نے زیاد بن میمون ابو عمارہ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، جو انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اس پر زیاد نے کہا: تمہارا ناس ہو، تم یہ سمجھ لو کہ میں یہودی تھا، یا نصرانی یا مجوسی تھا، جو روایتیں میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا تھا، ان سے میں نے رجوع کر لیا ہے، میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔

یہی کلام امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الصغير"[1] میں بھی ذکر کیا ہے۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[2] میں میمون بن زیاد کے بارے میں فرماتے ہیں: "صاحب الفاكهة، سمع أنسا، تركوه". یہ صاحب فاکہہ ہے، اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، ائمہ نے اس سے روایت کرنے کو ترک کر دیا تھا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحيح"[3] کے مقدمہ میں فرماتے ہیں: "وحدثنا الحسن الحُلْوَاني، قال: سمعت يزيد بن هارون، وذكر زياد بن ميمون، فقال: حلفت ألا أروي عنه شيئا، ولا عن خالد بن مَحْدُوْج، وقال: لقيت

---

[1] التاريخ الصغير: ١٣٦/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
[2] الضعفاء الصغير: ص: ٤٩، رقم: ١٢٤، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
[3] صحيح مسلم: ٢٤/١، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

زياد بن ميمون، فسألته عن حديث، فحدثني به عن بكر المُزَنِي، ثم عدت إليه، فحدثني به عن مُوَرِّق، ثم عدت إليه، فحدثني به عن الحسن، وكان ينسبهما إلى الكذب، قال الحُلْوانِي: سمعت عبد الصمد، وذكرت عنده زياد بن ميمون، فنسبه إلى الكذب“.

”۔۔۔یزید بن ہارون نے زیاد کے بارے میں قسم کھا کر فرمایا کہ میں زیاد بن میمون سے روایت نہیں کروں گا، اور نہ ہی خالد بن مَحْدُوج سے روایت کروں گا، اور فرمایا: میں نے زیاد بن میمون سے ملاقات کی تو میں نے ان سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا، تو وہ حدیث زیاد نے مجھ سے بکر مُزَنِیؒ کے واسطہ سے روایت کی، پھر دوبارہ میں ان کے پاس آیا تو وہی روایت اس نے مجھ سے مُوَرِّق کے واسطہ سے نقل کی، پھر دوبارہ جب میں ان کے پاس آیا تو وہی روایت اس نے مجھ سے حسن کے واسطہ سے نقل کی، حُلْوَانی فرماتے ہیں کہ زیاد بن میمون اور خالد بن مَحْدُوج کو یزید بن ہارون کذب کی طرف منسوب کرتے تھے، حُلْوَانِیؒ فرماتے ہیں جب میں نے عبد الصمد کے سامنے زیاد کا ذکر کیا، تو انہوں نے زیاد کو کذب کی طرف منسوب کیا“۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ہی نے ”الکنی“[1] میں زیاد بن میمون کو ”متروك الحديث“ کہا ہے۔

حافظ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ترکت أحادیث زياد بن ميمون، وكان كذابا، قد استبان لي كذبه“[2]. میں نے زیاد بن میمون کی احادیث کو

---

[1] الكنى والأسماء: ۵۸۷/۱، رقم: ۲۳۹٤، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الجرح والتعديل: ۵٤٤/۳، رقم: ٢٤٥٨، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

ترک کر دیا ہے، اور وہ کذاب تھا، اس کا جھوٹ میرے سامنے واضح ہو گیا تھا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حديث زياد أبي عمار ليس بشيء“[1]. زیاد ابو عمار کی حدیث لیس بشیء ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كان يقال: إنه كذاب، ترك حديثه“[2]. کہا جاتا تھا کہ یہ جھوٹا ہے، اس کی حدیثیں ترک کر دی گئی تھیں۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیاد بن میمون کو ”واهي الحديث“ کہا ہے[3]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الضعفاء والمتروكين“[4] میں زیاد بن میمون کو ”متروك الحديث“ کہا ہے۔

حافظ ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”أتينا زياد بن ميمون، فسمعته يقول: أستغفر الله، وضعت هذه الأحاديث“[5]. ہم زیاد بن میمون کے پاس آئے، تو میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا: استغفر اللہ میں نے یہ احادیث گھڑی ہیں“۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ ”الضعفاء الكبير“[6] میں فرماتے ہیں: ”حدثنا محمد، قال: حدثنا الحسن، قال: سمعت عبد الصمد، وذكر عنده زياد بن ميمون، فقال: إني أخاف أن أكون قد أيمت [كذا في الأصل، وفي بعض المخطوطات:

---

[1] تاريخ يحيي بن معين رواية الدوري: ٩٥/٤، رقم: ٣٣٢٥، ت: أحمد محمد نور سيف، جامعة الملك عبد العزيز - مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٣/ ٥٤٥، رقم: ٢٤٥٨، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[3] سؤالات البرذعي: ص: ٢٢٢، رقم: ٣٨٩، ت: أبو عمر محمد بن علي، الفاروق الحديثة - القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين: ١٠٧، رقم: ٢٢٢، ت: عبد العزيز عز الدين السيروان، دار القلم - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[5] الضعفاء الكبير: ٧٧/٢، رقم: ٥٢٦، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[6] الضعفاء الكبير: ٧٧/٢، رقم: ٥٢٦، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

أثمت[1]] في ذكره حين ذكرته، ونسبه إلى الكذب".

"۔۔۔عبد الصمد کے سامنے جب زیاد بن میمون کا تذکرہ کیا گیا، تو عبد الصمد نے فرمایا: مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میں زیاد کا تذکرہ کرتے ہوئے گناہ گار ہو جاؤں گا، اور انہوں نے زیاد کو کذب کی طرف منسوب کیا"۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ بذات خود اس زیاد کے بارے میں فرماتے ہیں: "وزياد بن ميمون يكذب"[2]. زیاد بن میمون جھوٹ بولتا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[3] میں فرماتے ہیں: "كان يروي عن أنس، ولم يره، ولا سمع منه شيئا، وهو صاحب حديثه الطويل في قصة الجماع". زیاد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا تھا، حالانکہ زیاد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا تھا، اور نہ ہی ان سے کچھ سنا تھا، اور جماع سے متعلق ایک لمبی حدیث روایت کرنے والا بھی یہی زیاد ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[4] میں زیاد بن میمون کی چند روایات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولزياد أبي عمار غير ما ذكرت من الحديث عن أنس، ولا أعرف له عن غير أنس، وأحاديثه مقدار ما يرويه لا يتابعه أحد عليه". زیاد ابو عمار کی اس کے علاوہ بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات ہیں، اور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ سے اس کی روایات کو نہیں جانتا، اور زیاد

[1] الضعفاء الكبير مخطوط: مكان وجودها من المكتبة العثمانية بطولقة بسكرة الجزائر، نشرها جمال عزون الجزائري. والضعفاء الكبير مخطوط: مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي، ص: ١٢٩.

[2] الضعفاء الكبير: ٩٨/١، رقم: ١١٣، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] المجروحين: ٣٠٥/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[4] الكامل في الضعفاء: ١٢٩/٤، رقم: ٦٨٦، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

بن میمون کی جتنی مرویات ہیں اس میں کوئی ان کی متابعت کرنے والا نہیں ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے زیاد بن میمون کو "ضعیف" کہا ہے[1]۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[2] میں زیاد بن میمون کے بارے میں فرماتے ہیں: "صاحب الفاكهة، سمع أنس بن مالك، متروك". یہ صاحبِ فاکہہ ہے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، یہ متروک ہے۔

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[3] میں ایک مقام پر زیاد بن میمون کے بارے میں لکھتے ہیں: "والحمل فيه على زياد، لأنه يروي عن أنس المناكير التي لا يتابع عليها". اس میں ذمہ داری زیاد پر ہے، کیوں کہ وہ انس رضی اللہ عنہ سے ایسی مناکیر نقل کرتا ہے، جس میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[4] میں لکھتے ہیں: "هالك، اعترف بالكذب". یہ ہالک ہے، اس نے خود جھوٹ کا اعتراف کیا ہے۔

حافظ علائی رحمۃ اللہ علیہ "جامع التحصيل"[5] میں لکھتے ہیں: "زياد بن ميمون أحد الضعفاء المتروكين، روى عن أنس، وأقر لعبد الرحمن بن مهدي وأبي داود الطيالسي أنه لم يسمع منه، ولا فائدة في ذكره هنا، لأنه كذاب، وضع أحاديث كثيرة، وإنما ذكرتها تبعا لابن أبي حاتم". زیاد بن میمون ضعفاء

---

[1] ميزان الاعتدال: ۹۴/۲، رقم: ۲۹۶۷، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] الضعفاء لأبي نعيم: ص: ۸۳، رقم: ۷۴، ت: فاروق حمادة، مطبعة النجاح الجديدة.

[3] الإرشاد في معرفة علماء الحديث: ۶۶۴/۲، رقم: ۴۲۰، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ۔

[4] ديوان الضعفا: ص: ۱۴۹، رقم: ۱۵۱۰، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة.

[5] جامع التحصيل: ص: ۱۷۸، رقم: ۲۰۸، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۷ھ۔

متروکین میں سے ایک ہے، انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتا ہے، حالانکہ اس نے عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو داود طیالسی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اقرار کیا ہے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا، اور یہاں اس کے ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، کیوں کہ یہ جھوٹا ہے، اس نے بہت سی حدیثیں گھڑی ہیں، اور میں نے صرف ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع میں اسے ذکر کر دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المطالب العالية"[1] میں زیاد بن میمون کو "متروك" کہا ہے۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[2] میں زیاد بن میمون کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "ويقال له زياد أبو عمار البصري، وزياد بن أبي عمار، وزياد بن أبي حسان، يدلسونه لئلا يعرف في الحال، وقال أبو داود: أتيته فقال: أستغفر الله، وضعت هذه الأحاديث".

اور اس کو زیاد ابو عمار بصری، زیاد بن ابو عمار اور زیاد بن ابو حسان کہا جاتا ہے، لوگ اس کے نام میں تدلیس کرتے ہیں تاکہ اس کا حال معلوم نہ ہو سکے، اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اس کے پاس آیا تو اس نے کہا: استغفر اللہ میں نے یہ احادیث گھڑی ہیں۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[3] میں زیاد بن میمون ثقفی کو

---

[1] المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: ٧٠٩/٥، رقم: ٩٨١، ت: باسم بن طاهر خليل، دار العاصمة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] الكشف الحثيث: ص: ١٢١، رقم: ٢٩٩، ت: صبحي السامرائي، عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ٦١/١، رقم: ١٦، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

وضاعین و متہمین کی فہرست میں ذکر کرکے فرماتے ہیں: "ویقال له زیاد بن أبي حسان، وزیاد ابن أبي عمار، وزیاد أبو عمار، هالك، اعترف بالکذب". اور اس کو زیاد بن ابو حسان، زیاد بن ابو عمار اور زیاد ابو عمار بھی کہا جاتا ہے، یہ ہالک ہے، اس نے خود جھوٹ کا اعتراف کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو سہل صبّاح بن سہل بصری مدائنی واسطی (المتوفی مابین ۱۸۰ – ۱۹۰ھ[1]) کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ عثمان دارمی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ عثمان"[2] میں فرماتے ہیں: "قلت: فالصبّاح أبو سهل الواسطي، تعرفه؟ فقال: لا أعرفه". میں نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آپ صبّاح ابو سہل واسطی کو پہچانتے ہیں؟ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں صباح کو نہیں جانتا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں حافظ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وقول ابن معين لا أعرفه، لأن جميع ما يروى من الحديث لا يبلغ عشرة أحاديث، وهي أحاديث لا يتابعه أحد عليها". ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ مجھے اس کی معرفت نہیں ہے، کیوں کہ صبّاح بن سہل کی مجموعی احادیث دس تک بھی نہیں پہنچتیں، اور ان احادیث میں کسی نے اس کی متابعت بھی نہیں کی ہے۔

---

[1] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الصغیر" میں صباح بن سہل کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۸۰ اور ۱۹۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ۲۰۵/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤٠٦هـ).

[2] تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي: ص: ۱۳۵، رقم: ٤۳۸، ت: أحمد محمد نور سيف، دار المأمون للتراث ـ بيروت.

[3] الكامل في الضعفاء: ۱۳۲/٥، رقم: ۹۳۲، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الکبیر"[1]، "التاریخ الصغیر"[2] اور "الضعفاء"[3] میں صبّاح بن سہل کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الکنی والأسماء"[4] میں صبَّاح بن سہل کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

حافظ عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعدیل"[5] میں حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ وحافظ ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: "هو منكر الحديث، وسمعت أبي يقول: يكتب حديثه". وہ منکر الحدیث ہے، اور میں نے اپنے والد سے سنا کہ اس کی حدیث کو لکھا جائے گا۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[6] میں فرماتے ہیں: "يروي الأحاديث المناكير عن أقوام مشاهير، لا يجوز الاحتجاج بخبره، لكثرة المناكير في أخباره". صبَّاح بن سہل مشہور لوگوں سے مناکیر نقل کرتا تھا، اس کی روایت سے احتجاج کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ ان کی روایات میں مناکیر کی کثرت ہے۔

---

[1] التاريخ الكبير: ٢٦٤/٤، رقم: ٥٨٥٥، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] التاريخ الصغير: ٢٣٠/٢، رقم: ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] الضعفاء الصغير: ص: ٦٣، رقم: ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[4] الكنى والأسماء: ٣٩٨/١، رقم: ١٤٩٩، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[5] الجرح والتعديل: ٤٤٢/٤، رقم: ١٩٤٢، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[6] المجروحين: ٣٧٧/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ "الأسامي"[1] میں فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم". صبّاح بن سہل محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے صبّاح بن سہل کو "ضعیف" کہا ہے[2]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے صبّاح بن سہل کو "تلخيص الموضوعات"[3] میں "واه"، "المقتنى"[4] میں "ليس بالقوي" اور "ديوان الضعفاء"[5] میں "ضعفوه" کہا ہے۔

اہم فائدہ:

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ حماد بن ابی سلیمان نے صبّاح بن سہل کی متابعت کی ہے، لیکن واضح رہے کہ حماد بن ابی سلیمان کی سند میں جریر بن ایوب بجلی شدید مجروح راوی موجود ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث عطارہ کو "باطل، من گھڑت" قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ

[1] الأسامي والكنى:٤٠/٤،رقم:٢٩٣٠،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤٣٦هـ.

[2] ميزان الاعتدال:٣٠٥/٢،رقم:٣٨٤٣،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] تلخيص الموضوعات:ص:٢٣٣،رقم:٥٩٢،ت:أبو تميم ياسربن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[4] المقتنى في سرد الكنى:ص:٢٩٦،رقم:٢٩٢٨،ت:محمد صالح عبد العزيز المراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة،الطبعة١٤٠٨هـ.

[5] ديوان الضعفاء:ص:١٩٣،رقم:١٩٤٣،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة١٣٨٧هـ.

شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

اسی طرح امام ابو داوٗد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے سند کے راوی زیاد بن میمون پر اس حدیث عطارہ کا انکار کیا ہے، نیز زیاد بن میمون نے ان دونوں حضرات کو اس حدیث سے رجوع پر گواہ بنایا ہے، امام ابو داوٗد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث عطارہ کو "لا یصح" کہا ہے، اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث عطارہ کو "غیر صحیح" کہا ہے، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے۔

الحاصل زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
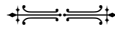
روایت نمبر ⑧

روایت: ”جو شخص دن میں پچیس مرتبہ ”اللهم بارك لي في الموت، وفيما بعد الموت“ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں جیسا اجر عطا فرمائیں گے اگرچہ اسے موت اپنے بستر پر ہی کیوں نہ آئے“۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت ”المعجم الأوسط“[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

”حدثنا محمد بن موسى الإصطخري، ثنا الحسن بن كثير، حدثتني نضرة بنت جهضم بن عبد الله بن أبي الطفيل القيسية، عن أبيها، عن يحيى بن أبي كثير، عن أبي سلمة بن عبد الرحمن، عن عائشة، قالت: قلت: يا رسول الله، ليس الشهيد إلا من قتل في سبيل الله، فقال: يا عائشة! إن شهداء أمتي إذا لقليل، من قال في يوم خمسة وعشرين مرة: اللهم بارك في الموت، وفيما بعد الموت، ثم مات على فراشه، أعطاه الله أجر شهيد“.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا شہید صرف وہی شخص ہے جو اللہ کے راستہ میں قتل کردیا جائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح تو میری امت کے بہت ہی تھوڑے لوگ شہید کہلائیں گے، جو شخص دن میں پچیس مرتبہ یہ پڑھے: ”اللهم

[1] المعجم الأوسط: ۳۴۳/۷، رقم: ۷۶۷۶، ت: طارق بن عوض الله، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ۱۴۱۵هـ .

بارك في الموت، وفيما بعد الموت". پھر اگر اسے اپنے بستر پر موت آئے تو بھی اللہ تعالی اسے شہید کا اجر عطا فرمائیں گے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[1] میں زیر بحث روایت نقل کرکے فرماتے ہیں: "رواه الطبراني في الأوسط، وفيه من لم أعرفهم". طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث "معجم اوسط" میں روایت کی ہے، اور اس کی سند میں ایسے روای ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مرتضی زَبیدی رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف السادة"[2] میں زیر بحث روایت ایک دوسرے بے سند طریق (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) کے تحت اس مسند زیر بحث طریق کو بحوالہ "معجم اوسط" نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "في إسناده من لا يعرف حاله". اس کی سند میں ایسے راوی ہیں جن کے حال کی معرفت نہیں ہے۔

سند میں موجود راوی ابو عبد اللہ محمد بن موسی بن ابراہیم اِصْطَخْرِی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[3] میں فرماتے ہیں: "شيخ مجهول،

---

[1] مجمع الزوائد: ۳۰۱/۵، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[2] إتحاف السادة المتقين: ۵۳۰/۹، مؤسسة التاريخ العربي ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[3] لسان الميزان: ۵٤١/۷، رقم: ۷٤۷۵، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

روى عن شعيب بن عمران العسكري خبرا موضوعا". یہ شیخ مجہول ہے، اس نے شعیب بن عمران عسکری کے انتساب سے ایک من گھڑت حدیث روایت کی ہے[1]۔

حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث حدیث کے علاوہ ایک دوسری حدیث کو موضوع کہہ کر اس کے بعض راویوں کو مجہول کہا ہے، ان میں محمد بن موسی اِصطَخرِی بھی ہے[2]۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[3] میں محمد بن موسی اِصطَخرِی کو وضاعین، کذابین اور متہم بالکذب جیسے راویوں کی فہرست میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "محمد بن موسى بن إبراهيم الإصطخري مجهول، روى خبرا موضوعا". محمد بن موسی بن ابراہیم مجہول ہے، اس نے ایک من گھڑت حدیث روایت کی ہے۔

---

[1] اس من گھڑت حدیث کا ذکر ذیلی حاشیہ میں آرہا ہے۔

[2] حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ من گھڑت حدیث اس عبارت میں ہے: "(ز):محمد بن أحمد بن محمد بن إدريس أبو بكر البغدادي، روى عنه: أبو نصر السجزي أحاديث موضوعة، منها: قال: حدثنا محمد بن موسى بن إبراهيم الإصطخري، حدثنا شعيب بن عمران العسكري، حدثنا أحمد بن محمد الطالقاني، حدثنا آدم بن أبي إياس، عن ابن أبي ذئب، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله عنهما رفعه: لما عرج بي حبيبي جبريل إلى السماء بكت الأرض علي فنبت من بكائها الكبر فلما انحدرت تصببت بالعرق فلما سقط عرقي على وجه الأرض ضحكت الأرض فنبت من ضحكها الورد فمن أراد أن يشم رائحتي فليشم الورد. قال ابن النجار: هذا حديث موضوع، لا أصل له، ورواته من ابن إدريس إلى آدم مجهولون" (لسان الميزان:٥٢٦/٦،رقم:٦٤٢٢، ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ) .

[3] تنزيه الشريعة المرفوعة: ١١٥/١،رقم:٢٨٣،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

سند میں موجود راوی ابو سعید حسن بن کثیر بن یحیی بن ابی کثیر یمامی پر ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ[1]، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ[2] اور حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ[3] نے حسن بن کثیر کو "مجھول" کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[4] میں زیر بحث حدیث کے علاوہ ایک دوسری حدیث کے تحت حسن بن کثیر کے بارے میں عدم معرفت کا اظہار کیا ہے۔

اہم نوٹ:

سند میں موجود راویہ نضرہ بنت جہضم کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا۔

روایت کا حکم

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے علاوہ ایک دوسرے مقام پر محمد بن موسی اصطخری کو ایک من گھڑت روایت بیان کرنے والا، اور شیخ مجہول کہا ہے، اور حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر ایک دوسری حدیث کو

---

[1] الجرح والتعديل:۳۴/۳،رقم:۱٤۲،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲ هـ.

[2] ديوان الضعفاء:ص:۸۵،رقم:۹٤۹،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مطبعة النهضة الحديثية، ـ مكة المكرمة، الطبعة الثانية ۱۳۸۷هـ.

[3] المغني عن حمل الأسفار:۵۰۵/۱،رقم:۱۹۳۸،ت:أشرف بن عبد المقصود،مكتبة طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۱۵هـ.

[4] مجمع الزوائد: ۱۱۷/۸، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری عبارت ملاحظہ ہو: "رواه الطبراني في الأوسط والكبير، عن محمد بن موسى الإصطخري، عن الحسن بن كثير بن يحيى بن أبي كثير، ولم أعرفهما وبقية رجاله ثقات". طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث "معجم اوسط" اور "معجم کبیر" میں محمد بن موسی اصطخری عن حسن بن کثیر بن یحیی بن کثیر نقل کی ہے، اور میں ان دونوں (محمد بن موسی اور حسن بن کثیر) کو نہیں جانتا، اور اس کے باقی رجال ثقہ ہیں۔

موضوع کہہ کر اس کے بعض راویوں کو مجہول کہا ہے، ان میں محمد بن موسی اِصْطَخْرِی بھی ہے، نیز علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اسے وضاعین، کذابین اور متہم بالوضع جیسے راویوں کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

نیز اس خاص تناظر میں کہ محمد بن موسی اِصْطَخْرِی جیسے راوی کے مروی عنہ حسن بن کثیر کو حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، اور حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجہول" کہا ہے، اور حسن بن کثیر کی مروی عنہا نضرہ بنت جہضم کا ترجمہ بھی نہیں ملتا، چنانچہ زیر بحث روایت "شدید ضعیف" ہے، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیرِ بحث روایت سے ملتی جلتی ایک دوسری روایت آگے آرہی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: "جو شخص روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرے گا، اس کا روزِ قیامت شہداء کے ساتھ حشر ہو گا"، اس روایت کے بارے میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت سنداً نہیں ملتی، لہذا اس روایت کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، تفصیل آگے آرہی ہے۔
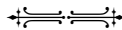
روایت نمبر⑨

روایت: روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرنے سے روزِ قیامت شہداء کے ساتھ حشر

حکم: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ روایت سنداً نہیں ملتی"، لہذا اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

علامہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "قوت القلوب"[1] میں زیر بحث روایت بلاسند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"وفي حديث أنس وعائشة: يا رسول الله! هل يكون مع الشهداء يوم القيامة غيرهم؟ فقال: نعم من ذكر الموت في كل يوم عشرين مرة، وفي لفظ الحديث الآخر: الذي يذكر ذنوبه فتحزنه".

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے: اے اللہ کے رسول! کیا قیامت کے روز شہداء کے ساتھ، ان کے علاوہ کوئی اور بھی ہو گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، وہ شخص جو روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرے، ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: جو شخص اپنے گناہوں کو یاد کرے اور اس کے گناہ اسے غمزدہ کر دیں۔

---

[1] قوت القلوب: ۹۶۰/۲، ت: محمود إبراهيم محمد الرضواني، مكتبة دار التراث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث روایت "إحياء"[1] میں، علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے "التذكرة"[2] میں اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الصدور"[3] بلا سند نقل کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[4] میں اس حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں: "لم أقف له على إسناد". میں اس کی سند پر واقف نہیں ہو سکا ہوں۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اس کے دونوں مختلف الفاظ کے ساتھ "طبقات الشافعية الكبرى"[5] میں ان احادیث کی فہرست میں ذکر کیا ہے جن کی سند انہیں نہیں ملی۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الموضوعات"[6] میں زیر بحث روایت نقل

---

[1] إحياء علوم الدين: ٢٩٠/٤، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٢هـ.

[2] التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة: ١٢٢/١، ت: الصادق بن محمد بن إبراهيم دار المنهاج ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص: ٢٠، مطبعة المدني ـ مصر.

[4] المغني عن حمل الأسفار: ١١٤٠/٢، رقم: ٤١٣٤، ت: أشرف بن عبد المقصود، مكتبة طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[5] طبقات الشافعية الكبرى: ٣٧٥/٦، ت: عبد الفتاح محمد الحلو ومحمود محمد الطناحي، هجر للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

[6] تذكرة الموضوعات: ص: ٢١٣، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

کرکے فرماتے ہیں: "في المختصر... لم يوجد مسندا". مختصر میں ہے۔۔۔یہ سنداً نہیں ملتی"۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[1] میں فرماتے ہیں: "قال في المختصر: لم يوجد". مختصر میں کہا ہے کہ یہ نہیں ملتی۔

روایت کا حکم

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "زیر بحث روایت سنداً نہیں ملتی"، لہذا زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

ذیل میں زیرِ بحث روایت جیسی دو روایتیں نقل کی جارہی ہیں یہ دونوں بھی سنداً نہیں ملتی، اس لئے ان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے کرنا درست نہیں ہے۔

① حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول بلاسند روایت

علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت اپنی کتاب "نزهة المجالس"[2] میں ان الفاظ سے بلاسند نقل کی ہے:

"يا علي! من قال كل يوم إحدى وعشرين مرة: اللهم بارك في الموت

[1] الفوائد المجموعة:ص:٢٦٤،رقم:١٧٥،ت:عبد الرحمن بن يحيي المعلمي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[2] نزهة المجالس: ٧٧/١،المكتب الثقافي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

وفيما بعد الموت، لم يحاسبه الله بما أنعم عليه من الدنيا".

اے علی! جو شخص روزانہ اکیس مرتبہ یہ کہے: "اللهم بارك في الموت وفيما بعد الموت". اللہ اس سے ان نعمتوں کا حساب نہیں لیں گے جو اللہ نے دنیا میں اسے دے رکھی تھیں۔

② علامہ محمد جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الواعظين"[1] میں یہ روایت بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"عن عائشة رضي الله عنها سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم: هل يحشر مع الشهداء أحد؟ قال: نعم، من يذكر الموت مرارا".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کے دن شہداء کے ساتھ کسی اور کا حشر بھی ہو گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، جو شخص موت کو بار بار یاد کرے۔

---

[1] تذكرة الواعظين، ص:٥٥، مطبع محمدي، بمبئي.
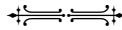
روایت نمبر⑩

روایت: گناہوں کو یاد کرکے غم زدہ ہو جانے والے کے لئے روزِ قیامت شہداء کے ساتھ حشر کی بشارت

حکم: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں اس کی سند پر واقف نہیں ہو سکا ہوں"، نیز علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو ان احادیث میں ذکر کیا ہے جن کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے، چنانچہ معتبر سند ملنے تک اسے ہر گز بیان نہ کریں۔

روایت کا مصدر

علامہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "قوت القلوب"[1] میں زیر بحث روایت بلا سند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"وفي حديث أنس وعائشة: يا رسول الله! هل يكون مع الشهداء يوم القيامة غيرهم؟ فقال: نعم من ذكر الموت في كل يوم عشرين مرة، وفي لفظ الحديث الآخر: الذي يذكر ذنوبه فتحزنه".

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے: اے اللہ کے رسول! کیا قیامت کے روز شہداء کے ساتھ، ان کے علاوہ کوئی اور بھی ہو گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، وہ شخص جو روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرے، اور ایک دوسری حدیث میں الفاظ یہ ہیں: جو شخص اپنے گناہوں کو یاد کرے اور اس کے گناہ اسے غمزدہ کر دیں۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم ابن عَبَّاد نَفْزِی رُنْدِی (المتوفی ۷۹۲ھ) نے

---

[1] قوت القلوب: ۲۸۳/۲، ت: محمود إبراهيم محمد، مكتبة دار التراث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

بھی یہ روایت "غيث المواهب"[1] میں بلاسند نقل کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[2] میں زیر بحث حدیث کو نقل کرکے فرماتے ہیں: "لم أقف له على إسناد". میں اس کی سند پر واقف نہیں ہو سکا ہوں۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو اس کے دونوں مختلف الفاظ کے ساتھ "طبقات الشافعية الكبرى"[3] میں ان احادیث کی فہرست میں ذکر کیا ہے جن کی سند انہیں نہیں ملی۔

روایت کا حکم

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں اس کی سند پر واقف نہیں ہو سکا ہوں"، نیز علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو ان احادیث میں ذکر کیا ہے جن کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے، چنانچہ جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہ کریں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] غيث المواهب العلية في شرح الحكم العطائية: ص: ١٤٨، ت: عبد الله سليم المختار، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] المغني عن حمل الأسفار: ١١٤٠/٢، رقم: ٤١٣٤، ت: أشرف بن عبد المقصود، مكتبة طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] طبقات الشافعية الكبرى: ٣٧٥/٦، ت: عبد الفتاح محمد الحلو ومحمود محمد الطناحي، هجر للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

اہم نوٹ:

حدیث کے ابتدائی حصہ (اے اللہ کے رسول! کیا قیامت کے روز شہداء کے ساتھ، ان کے علاوہ کوئی اور بھی ہو گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، وہ شخص جو روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرے) کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔
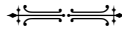
روایت نمبر⑪

روایت: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ آپ کی امت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہو گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا رہے“۔

حکم: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں“، انتہی، نیز تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی ہے، اس لئے معتبر سند ملنے تک اسے ہرگز بیان نہ کریں۔

روایت کا مصدر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”إحیاء“[1] میں زیر بحث روایت بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے: ”وقالت عائشة رضي الله عنها: قلت يا رسول الله! أيدخل أحد من أمتك الجنة بغير حساب؟ قال: نعم من ذكر ذنوبه فبكى“.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی امت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بلا حساب جنت میں داخل ہو گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا رہے۔

علامہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زیر بحث روایت ”الزهر الفائح“[2] میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے بلا سند نقل کی ہے۔

[1] إحياء علوم الدين: ١٦٣/٤، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٢هـ.

[2] الزهر الفائح في ذكر من تنزه عن الذنوب والقبائح: ص: ٩٧، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

”الزہر الفائح“ کے الفاظ ملاحظہ ہوں: ”وقالت عائشة رضي الله عنها: يا رسول الله! أيدخل من أمتك الجنة بغير حساب؟ قال: من كثرت ذنوبه فبكى عليها“.

روایت پر حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[1] میں زیر بحث حدیث نقل کرکے فرماتے ہیں:
"لم أقف له على أصل". میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں۔

روایت کا حکم

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں"، انتہی، نیز تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی ہے، چنانچہ جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہ کریں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
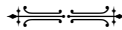
[1] المغني عن حمل الأسفار: ۱۰٦٦/۲، رقم: ۳۸٦۳، ت: أشرف عبد المقصود، مكتبة طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

روایت نمبر⑫

روایت: ایک شخص کا اللہ کے راستہ میں نکلتے وقت بیوی کو گھر سے نہ نکلنے کا حکم دینا، پھر اس عورت کے والد کا بیمار ہونا، اور اس عورت کا حضور ﷺ سے اپنے باپ کی تیمار داری کے لئے اجازت چاہنا، جس پر آپ ﷺ کا اس کو شوہر کی اطاعت کرنے کا حکم دینا، اور پھر اس کے والد کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ کا اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور اس عورت کو خاوند کی اطاعت گزاری پر اس کے والد کی مغفرت کی بشارت دینا۔

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔

زیر بحث روایت دو سندوں سے مروی ہے: ① طریق یوسف بن عطیہ ② طریق عصمہ بن متوکل

روایت بطریق یوسف بن عطیہ

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "نوادر الأصول"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"حدثنا إبراهيم بن سالم بن رشيد الهُجَيْمِي، قال: حدثني يوسف بن عطية الصريمي، قال: حدثنا ثابت البناني، عن أنس بن مالك رضي الله عنه، أن امرأة جاءت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: يا رسول الله! صلى الله عليك، إن زوجي غزا في سبيل الله، وإنه أمرني أن لا أخرج من البيت، وإن أبي اشتكى، قال: اذهبي فالزمي بيتك، وأطيعي زوجك، ثم جاءت فقالت: إن أبي مات، فقام معها رسول الله صلى الله عليه وسلم فذهب

---

[1] نوادر الأصول: ۳/ ۴۵۳، رقم: ۷۹۰، ت: توفيق محمود تكله، دار النوادر۔بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۳۱ھ۔

وصلى عليه، فلما أن فرغ، قال: ياهذه! اعلمي أن الله قد غفر لأبيك بطواعيتك لزوجك".

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ پر اللہ کی طرف سے درود ہو، میرے خاوند اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے نکلے ہوئے ہیں، اور انہوں نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں گھر سے باہر نہ نکلوں، اور اب میرے والد بیمار ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور گھر ہی میں رہو اور اپنے خاوند کی بات مانو، وہ عورت دوبارہ آئی اور عرض کیا کہ میرے والد فوت ہوگئے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ چل پڑے اور جا کر ان کی نماز جنازہ پڑھی اور جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عورت جان لے کہ اللہ نے تیرے باپ کی مغفرت کر دی تیرے اپنے خاوند کی اطاعت کی وجہ سے۔

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی روایت ان الفاظ سے بھی تخریج کی ہے:

"حدثنا صالح بن عبدالله، قال: حدثنا يوسف بن عطية، عن ثابت، عن أنس رضي الله عنه، أن رجلا انطلق غازيا وأوصى امرأته أن لا تنزل من فوق البيت، وكان والدها في أسفل البيت، فاشتكى أبوها فأرسلت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم تخبره وتستأمره، فأرسل إليها: اتقي الله وأطيعي زوجك، ثم إن والدها توفي، فأرسلت إليه صلى الله عليه وسلم تستأمره، فأرسل إليها مثل ذلك، وخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم، وصلى عليه، وأرسل إليها: إن الله قد غفر لأبيك بطواعيتك لزوجك"[1].

---

[1] نوادر الأصول: ٣/ ٤٥٣، رقم: ٧٩٠، ت: توفيق محمود تكله، دار النوادر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جہاد کے لئے نکلا، اور اپنی بیوی کو یہ حکم دیا کہ وہ گھر کی بالائی منزل سے نیچے نہ اترے، اور اس عورت کے والد نیچے کی منزل میں تھے، اسی دوران اس کے والد بیمار ہو گئے، اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوا کر سارے قصہ کی خبر دی اور اپنے معاملہ میں حکم دریافت کیا، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیغام بھیجا، اللہ سے ڈر اور اپنے شوہر کی اطاعت کر۔

اس کے بعد عورت کے والد فوت ہو گئے تو اس عورت نے دوبارہ پیغام بھیج کر اپنے بارے میں حکم معلوم کیا، جس پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جیسا جواب بھجوایا، نیز پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کے والد کی نماز جنازہ پڑھی، اور اس عورت کی طرف پیغام بھیجا کہ اللہ تعالی نے تیرے باپ کی مغفرت کر دی، تیری اپنے خاوند کی تابعداری کی وجہ سے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند"[1] میں، حافظ عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی "مسند"[2] میں، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[3] میں اور حافظ قوام السنہ اسماعیل اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الترغیب والترھیب"[4] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی یوسف بن

[1] بغیةالباحث عن زوائد مسند الحارث: ۱/ ۵۵۳، رقم: ٤۹۹، ت: حسین أحمد صالح الباكري، مركز خدمة السنة والسيرة النبوية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.

[2] المنتخب من مسند عبد بن حميد: ۳۰۹/۲، رقم: ۱۳٦۷، ت: أبو عبد الله مصطفى، داربلنسية ـ الرياض، الطبعة الثانية ۱٤۲۳هـ.

[3] الكامل: ٤۸۱/۸، رقم: ۲۰٦۳، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الترغيب والترهيب: ۲٤۹/۲، رقم: ۱۵۲۲، ت: أيمن بن صالح بن شعبان، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۱٤هـ.

عطیہ پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ نے "المحلی بالآثار"[1] میں زیر بحث روایت بطریق حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نقل کی، پھر فرمایا: "يوسف بن عطية متروك الحديث، ولا يكتب حديثه". یوسف بن عطیہ متروک الحدیث ہے، اس کی احادیث نہیں لکھی جائیں گی۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی "الكامل"[2] میں یوسف بن عطیہ کی زیرِ بحث و دیگر روایات تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث عن ثابت، وله غير هذا عن ثابت، وكلها غير محفوظة". اور یہ احادیث ثابت سے منقول ہیں، اور اس یوسف کی ان احادیث کے علاوہ بھی ثابت سے احادیث ہیں، اور وہ تمام غیر محفوظ ہیں۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[3] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا: "ويوسف متروك الحديث". یوسف متروک الحدیث ہے۔

---

[1] المحلی بالآثار: ۱۵۹/۱۰، رقم: ۲۰۱۲، ت: عبد الغفار سليمان، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲٥هـ.

[2] الكامل: ٤۸۲/۸، رقم: ۲۰٦۳، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] ذخيرة الحفاظ: ٦٤۹/۲، رقم: ۱۱۳۳، ت: عبد الرحمن الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٦هـ.

سند میں موجود راوی ابو سہل یوسف بن عطیہ مولی انصار سعدی بصری جفری (المتوفی ۱۸۷ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن عطیہ کو "ليس بشيء"[۱] کہا ہے۔

حافظ ابوزعہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن عطیہ کو "ضعيف الحديث" کہا ہے[۲]۔

نیز ایک دوسرے مقام پر حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ یوسف بن عطیہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "متروك"[۳].

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف کو "ليس بشيء"[۴] کہا ہے۔

امام فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما علمته كان يكذب، لكنه يهم"[۵]. میرا خیال نہیں کہ یوسف جھوٹ بولتا تھا، البتہ اسے وہم ہوتا تھا۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث وكان صدوقا يهم، كان يغير أحاديث ثابت عن الشيوخ فيجعلها عن أنس"[۶]. ضعیف الحدیث اور صدوق ہے، اس کو وہم ہوتا تھا، ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث جو ان کے شیوخ سے ہیں ان میں یہ تبدیلی کر کے انھیں انس رضی اللہ عنہ سے جوڑ دیتا تھا۔

---

۱ معرفة الرجال: ٦٠/١، رقم: ٨٧، ت: محمد كامل القصار، مجمع اللغة العربية ـ دمشق، الطبعة ١٤٠٥هـ.

۲ تهذيب الكمال: ٤٤٦/٣٢، رقم: ٧١٤٥، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

۳ تهذيب التهذيب: ٢٤٣/٧، رقم: ٩٢٠٦، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

۴ تهذيب الكمال: ٤٤٧/٣٢، رقم: ٧١٤٦، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

۵ ميزان الاعتدال: ٤٦٨/٤، رقم: ٩٨٧٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

۶ تهذيب التهذيب: ٢٤٣/٧، رقم: ٩٢٠٦، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن عطیہ کو "منکر الحدیث" کہا ہے[1]۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف کو "متروك الحديث" کہا ہے[3]۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "روى عن ثابت البناني أحاديث مناكير"[4]. ثابت بنانی سے منکر احادیث راویت کرتا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[5] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يقلب الأسانيد، ويلزق المتون الموضوعة بالأسانيد الصحيحة ويحدث بها، لا يجوز الاحتجاج به بحال". یہ حدیثوں میں قلب کرتا تھا، اور من گھڑت متون کو صحیح سندوں سے جوڑ دیتا تھا، اور پھر انہی سندوں سے وہ اس کو بیان کرتا تھا، کسی بھی صورت اس سے احتجاج کرنا جائز نہیں ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وعامة حديثه مما لا يتابع عليه"[6]. اس کی اکثر حدیثوں میں متابعت نہیں کی جاتی۔

---

[1] التاريخ الكبير: ٢٦٣/٨، رقم: ١٢٧٦٢، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] الضعفاء لأبي نعيم: ص: ١٦٥، رقم: ٢٨١، ت: فاروق حمادة، مطبعة النجاح الجديدة.

[3] الضعفاء والمتروكين: ٢٤٧/١، رقم: ٦١٧، ت: محمود بن إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] المدخل إلى الصحيح: ص: ٢٣١، رقم: ٢٣٠، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[5] المجروحين: ٣/ ١٣٤، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[6] الكامل: ٤٨٢/٨، رقم: ٢٠٦٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا یحمد حدیثه"[1]. اس کی احادیث قابل مدح نہیں ہے۔

امام دُولابی رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن عطیہ کو "متروك الحديث"[2] کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجمع على ضعفه"[3] اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے یوسف بن عطیہ کے طریق سے ایک دوسری حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے: "والحديث يتهم بوضعه فيما أظن يوسف"[4]. میرے گمان کے مطابق اس حدیث کو گھڑنے میں یوسف متہم ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "تقريب التهذيب"[5] میں یوسف بن عطیہ کو "متروك" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[6] میں یوسف بن عطیہ کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کیا ہے۔

---

[1] تهذيب الكمال: ٤٤٦/٣٢، رقم: ٧١٤٥، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[2] تهذيب الكمال: ٤٤٦/٣٢، رقم: ٧١٤٥، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٤٦٩/٤، رقم: ٩٨٧٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت .

[4] ميزان الاعتدال: ٤٦٨/٤، رقم: ٩٨٧٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت .

[5] تقريب التهذيب: ص: ٦١١، رقم: ٧٨٧٣، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[6] تنزيه الشريعة: ١٣٠/١، رقم: ٧٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق یوسف بن عطیہ کا حکم

حافظ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن عطیہ کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد یوسف کو متروک الحدیث کہا ہے، اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یوسف کی اس روایت کو غیر محفوظ روایات میں شمار کیا ہے۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، امام دُولابی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن عطیہ کے بارے میں جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: لیس بشیء، منکر الحدیث، مجمع علی ضعفہ، متروک الحدیث، میرے گمان کے مطابق اس حدیث کو گھڑنے میں یوسف متہم ہے، یہ حدیثوں میں قلب کرتا تھا، اور من گھڑت متون کو صحیح سندوں سے جوڑ دیتا تھا، اور پھر انہی سندوں سے وہ اس کو بیان کرتا تھا)، چنانچہ زیر بحث روایت اس سند سے "شدید ضعیف" ہے، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق محمد بن موسی اِصْطَخْری

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأوسط"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا محمد بن موسى، نا محمدبن سهل بن مخلد الإِصْطَخْرِيْ، نا عصمة بن المتوكل، حدثنا زافر، عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك، عن النبي صلى الله عليه وسلم: أن رجلا خرج، وأمر امرأته أن لا تخرج من بيتها، وكان أبوها في أسفل الدار، وكانت في أعلاها، فمرض أبوها، فأرسلت

---

[1] المعجم الأوسط: ۳۳۲/۷، رقم: ۷٦٤۸، ت: طارق بن عوض الله، دار الحرمين ـ القاهره، الطبعة ۱٤۱۵ھ .

إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فذكرت له ذلك فقال: أطيعي زوجك، فمات أبوها، فأرسلت إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: أطيعي زوجك، فأرسل إليها النبي صلى الله عليه وسلم: إن الله غفر لأبيها بطاعتها لزوجها".

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جہاد کے لئے نکلا، اور اپنی بیوی کو یہ حکم دیا کہ وہ گھر سے باہر نہ نکلے، اس عورت کے والد نیچے کی منزل میں تھے، اور یہ اسی گھر کی بالائی منزل پر تھی، اسی دوران اس کے والد بیمار ہوگئے، اس عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوا کر سارے قصہ کی خبر دی اور اپنے معاملہ میں حکم دریافت کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب دیا، کہ اپنے شوہر کی اطاعت کر۔

اس کے بعد اس عورت کے والد فوت ہوگئے تو اس عورت نے دوبارہ پیغام بھیج کر اپنے بارے میں حکم معلوم کیا، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اپنے شوہر کی اطاعت کر، نیز پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کے والد کی نماز جنازہ پڑھی، اور اس عورت کی طرف پیغام بھیجا کہ اللہ تعالی نے تیرے باپ کی مغفرت کردی تیری اپنے خاوند کی تابعداری کی وجہ سے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[1] میں زیر بحث حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "رواه الطبراني في الأوسط، وفيه عصمة بن المتوكل، وهو ضعيف". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "معجم الاوسط" میں روایت کیا ہے، اور اس میں عصمہ بن متوکل ہے جو کہ ضعیف ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد: ٥٧٣/٤، رقم: ٧٦٦٦، ت: عبدالله محمد درويش، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢ هـ.

سند میں موجود راوی ابو عبد اللہ محمد بن موسی بن ابراہیم اِصْطَخْرِی پر ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[1] میں فرماتے ہیں: "شيخ مجهول، روى عن شعيب بن عمران العسكري خبرا موضوعا". شیخ مجہول ہے، اس نے شعیب بن عمران عسکری سے ایک من گھڑت حدیث روایت کی ہے[2]۔

امام ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث حدیث کے علاوہ ایک دوسری حدیث کو موضوع کہہ کر اس کے بعض راویوں کو مجہول کہا ہے، ان میں محمد بن موسی اِصْطَخْرِی بھی ہے[3]۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[4] میں محمد بن موسی اصطخری کو وضاعین، کذابین اور متہم بالکذب جیسے راویوں کی فہرست میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "محمد بن موسى بن إبراهيم الإصطخري مجهول، روى خبرا

---

[1] لسان الميزان: ٥٤١/٧، رقم: ٧٤٧٥، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] اس من گھڑت حدیث کا ذکر ذیلی حاشیہ میں آرہا ہے۔

[3] حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ من گھڑت حدیث ملاحظہ ہو: "(ز): محمد بن أحمد بن محمد بن إدريس أبو بكر البغدادي، روى عنه: أبو نصر السجزي أحاديث موضوعة، منها: قال: حدثنا محمد بن موسى بن إبراهيم الإصطخري، حدثنا شعيب بن عمران العسكري، حدثنا أحمد بن محمد الطالقاني، حدثنا آدم بن أبي إياس، عن ابن أبي ذئب، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله عنهما رفعه: لما عرج بي حبيبي جبريل إلى السماء بكت الأرض علي فنبت من بكائها الكبر فلما انحدرت تصببت بالعرق فلما سقط عرقي على وجه الأرض ضحكت الأرض فنبت من ضحكها الورد فمن أراد أن يشم رائحتي فليشم الورد. قال ابن النجار: هذا حديث موضوع، لا أصل له، ورواته من ابن إدريس إلى آدم مجهولون". (لسان الميزان: ٥٢٦/٦، رقم: ٦٤٢٢، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ).

[4] تنزيه الشريعة المرفوعة: ١١٥/١، رقم: ٢٨٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

موضوعا". محمد بن موسی بن ابراہیم اِصْطَخْرِی مجہول ہے، اس نے ایک من گھڑت حدیث روایت کی ہے۔

عصمہ بن متوکل کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما أرى به بأسا"[1].

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان كثير الوهم قليل الضبط"[2]. اس کو بہت زیادہ وہم ہوتا تھا، اس کا ضبط کم تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[3] میں لکھتے ہیں: "قال العقيلي: قليل الضبط للحديث، يهم وهما". عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اس کا ضبطِ حدیث کم ہے، اسے وہم ہوتا ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ ایک حدیث بطریق عصمہ بن متوکل، عن شعبہ، عن ابی جمرہ، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً نقل کی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: "من تزوج امرأة فلا يدخل عليها حتى يعطيها شيئا، ولو لم يجد إلا أحد نعليه"[4]. جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے تو اس کے پاس اس وقت تک نہ جائے جب تک کہ اس کو کوئی چیز نہ دیدے، اگرچہ اس کے پاس اسے دینے کو دو جوتوں میں سے ایک جوتا ہی کیوں نہ ہو۔

---

[1] سؤالات أبي عبيد الآجري: ٤٢١/١، رقم: ٨٦٢، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي: ١٧٥/٢، رقم: ٢٣٠٢، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٦٨/٣، رقم: ٥٦٣٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] ميزان الاعتدال: ٦٨/٣، رقم: ٥٦٣٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

پھر فرمایا: ”هذا كذب على شعبة“[1]. یہ شعبہ پر جھوٹ ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”لسان الميزان“[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

”ساقه العقيلي وقال: ليس لحديث أبي جمرة أصل، والمعروف ما رواه أبو النضر عن شعبة، عن عاصم بن عبيد الله، عن عبد الله بن عامر بن ربيعة، عن أبيه أن امرأة من فزارة تزوجت على نعلين. الحديث، قال العقيلي: إن المعروف عن شعبة هذا“.

اس حدیث کی تخریج کے بعد عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی ابوجمرہ کی احادیث میں کوئی اصل نہیں ہے، بلکہ معروف روایت بطریق ابونصر، عن شعبہ، عن عاصم بن عبید اللہ، عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ، عن ابیہ ہے، فَزارَہ کی ایک عورت نے دو جوتوں پر نکاح کیا الحدیث، عقیلی رحمۃ اللہ علیہ (اس معروف روایت کی تخریج کے بعد فرماتے ہیں کہ) شعبہ کی معروف روایت یہی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے عصمہ بن متوکل کو ”ثقات“[3] میں نقل کرکے ”مستقيم الحديث“ کہا ہے۔

نیز آخر میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ”لا أعرفه، وذكر له حديثا من حديثه فقال: ليس لهذا أصل“[4]. میں

[1] ميزان الاعتدال: ٦٨/٣، رقم: ٥٦٣٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة-بيروت.

[2] لسان الميزان: ٤٤٠/٥، رقم: ٥٢١٦، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية-بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] لسان الميزان: ٤٤٠/٥، رقم: ٥٢١٦، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية-بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] لسان الميزان: ٤٤٠/٥، رقم: ٥٢١٦، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية-بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

اسے نہیں پہچانتا (اس کے بعد) احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی احادیث میں سے ایک حدیث ذکر کی، اور فرمایا: اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[1] میں فرماتے ہیں: "عصمة بن المتوكل عن شعبة، تكلم فيه لغلطه". عصمہ بن متوکل شعبہ کے انتساب سے حدیث نقل کرتا ہے، اس پر اغلاط کی وجہ سے کلام ہوا ہے۔

روایت بطریق محمد بن موسی اِصْطَخْری کا حکم

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کے علاوہ ایک دوسرے مقام پر محمد بن موسی اِصْطَخْرِی کو ایک من گھڑت روایت بیان کرنے والا، اور شیخ مجہول کہا ہے، اور حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر حدیث کو موضوع کہہ کر اس کے بعض راویوں کو مجہول کہا ہے، ان میں محمد بن موسی اِصْطَخْرِی بھی ہے، نیز علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں وضاعین، کذابین اور متہم بالوضع جیسے راویوں کی فہرست میں شمار کیا ہے، چنانچہ اس خاص تناظر میں کہ جب محمد بن موسی کی متابعت یوسف بن عطیہ (جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے) جیسے راوی کے علاوہ کوئی اور نہیں کر رہا، چنانچہ زیر بحث روایت اس طریق سے بھی "شدید ضعیف" ہے، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے کہ یہ روایت دونوں طرق، طریق یوسف بن

---

[1] المغني في الضعفاء: ۵۸/۲، رقم: ۴۱۱۵، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھـ.

عطیہ اور محمد بن موسی اِصْطَخْرِی کے طریق سے ”شدید ضعیف“ ہے، چنانچہ اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
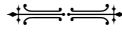
روایت نمبر⑬

روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میں تمہیں پانچ سو یا پانچ ہزار بکریاں ہبہ کروں یا پانچ کلمات سکھادوں جن سے تمہارا دین اور دنیا دونوں ٹھیک ہو جائیں گے۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

زیر بحث روایت دو طرق سے منقول ہے: ① روایت بطریق محمد بن زیاد یشکری میمونی ② روایت بطریق ہارون بن یحیی بن ہارون حاطبی

روایت بطریق محمد بن زیاد یشکری میمونی

زیر بحث روایت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "جمع الجوامع"[1] میں حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو:

"عن محمد بن زياد، عن ميمون بن مهران، عن علي بن أبى طالب، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لي: أعطيك خمسة آلاف شاة أو أعلمتك خمس كلمات فيهن صلاح دينك ودنياك؟ فقلت: يا رسول الله: خمسة آلاف شاة كثير، ولكن علمني، فقال: قل: اللهم اغفر لي ذنبي، ووسع لي خلقي، وطيب لي كسبي، وقنعني بما رزقتني، ولا تُذهب قلبي إلى شيء صرفته عني. ابن النجار".

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میں تمہیں پانچ ہزار بکریاں دے دوں یا تمہیں پانچ کلمات سکھادوں جن

[1] جمع الجوامع: ۵۶۰/۱۸، رقم: ۲۸۷۴، دار السعادہ، الطبعة ۱۴۲٦ھ۔

میں تمہارے دین اور دنیا دونوں کی درستگی ہو؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پانچ ہزار بکریاں تو بہت ہیں، لیکن آپ مجھے کلمات سکھا دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: پڑھو:"اللهم اغفر لي ذنبي، ووسع لي خلقي، وطيب لي كسبي، وقنعني بما رزقتني، ولا تذهب قلبي إلى شيء صرفته عني". اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، اور میرے اخلاق میں وسعت پیدا فرما دے، اور میری کمائی عمدہ بنا دے، اور جو آپ نے مجھے رزق دیا ہے اس پر قناعت عطا فرما، اور میرے دل کو کسی ایسی چیز کی طرف مت لے جا، جو آپ نے مجھ سے پھیر دی ہے، ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

نیز زیر بحث روایت علامہ علاء الدین علی متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "کنز العمال"[1] میں حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کی ہے۔

سند میں موجود راوی ابو مصعب محمد بن زیاد طحان یَشْکُرِی جزری رَقِّی کوفی میمونی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"كان ببغداد قوم يضعون الحديث، كذابين، منهم: محمد بن زياد، كان يضع الحديث"[2]. بغداد کی ایک جماعت حدیث گھڑتی تھی، وہ جھوٹے ہیں، اسی میں سے ایک محمد بن زیاد بھی ہے، جو حدیث گھڑتا تھا۔

---

[1] كنز العمال: ٦٨٢/٢، رقم: ٥٠٦٢، ت: بكري حياني وصفوة السقا، دار الرسالة العالمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٠٥هـ.

[2] تاريخ بغداد: ١٩٦/٣، رقم: ٧٩٩، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "محمد بن زياد الطحان ليس بشيء، كذاب، الذي يروي عن ميمون بن مهران ما يروي"[1]. محمد بن زیاد طحان لیس بشیء، کذاب ہے، اسے کچھ نقل کرنا ہو تو میمون بن مہران سے روایت کر دیتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب، خبيث، أعور، يضع الحديث"[2]. کذاب ہے، خبیث ہے، کانا ہے، حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكاشف"[3] میں محمد بن زیاد یشکری کا ترجمہ قائم کر کے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ عبد اللہ بن علی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے محمد بن زیاد کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: "كتبت عنه كتابا، فرميت به، وضعفه جدا"[4]. میں نے اس سے ایک کتاب لکھی تھی، پھر میں نے اسے پھینک دیا، اور انہوں نے اس کو ضعیف جداً کہا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[5] میں فرماتے ہیں: "قال لي عمرو بن زرارة: كان محمد بن زياد يتهم بوضع الحديث". مجھے عمرو بن زرارہ رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] تاريخ بغداد: ۱۹۷/۳، رقم: ۷۹۹، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.
[2] تاريخ بغداد: ۱۹۷/۳، رقم: ۷۹۹، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.
[3] الكاشف: ۱۷۲/۲، رقم: ٤۸٥٦، ت: محمد عوامة وأحمد محمد نمر الخطيب، دار القبلة للثقافة ـ جده، الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.
[4] تاريخ بغداد: ۱۹٦/۳، رقم: ۷۹۹، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.
[5] التاريخ الكبير: ۸٦/۱، رقم: ۲۲٦، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ.

نے کہا: محمد بن زیاد حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ محمد بن زیاد کے بارے میں یہ بھی فرماتے ہیں: "محمد بن زیاد صاحب میمون بن مهران متروك الحديث"[1]. میمون بن مہران کا ساتھی محمد بن زیاد "متروک الحدیث" ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[2] میں فرماتے ہیں: "كان كذابا". یہ جھوٹا تھا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث"[3].

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "محمد بن زياد صاحب ميمون كان يكذب"[4]. میمون کا ساتھی محمد بن زیاد جھوٹ بولتا ہے۔

حافظ ابو حفص عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ومحمد بن زياد صاحب ميمون بن مهران متروك الحديث، كذاب، منكر الحديث"[5]. اور محمد بن زیاد جو میمون بن مہران کا ساتھی ہے، وہ متروک الحدیث، جھوٹا، منکر الحدیث ہے۔

حافظ عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن زیاد کو "متروك الحديث"[6] کہا ہے۔

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:۲۹٦/۷،رقم:۱٦۳۲،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ــ بيروت .

[2] أحوال الرجال:ص:۳۳٦،رقم:۳٦۸،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ــ فيصل آباد،باكستان .

[3] الجرح التعديل:۲٥۸/۷،رقم:۱٤۱۲،دار الكتب العلمية ــ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[4] تاريخ بغداد:۱۹٦/۳،رقم:۷۹۹،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ــ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[5] تاريخ بغداد:۱۹۸/۳،رقم:۷۹۹،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ــ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[6] تهذيب التهذيب:٥۸۷/٥،رقم:٦۹٥٦،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ــ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲٥هـ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "ومحمد بن زياد هذا هو صاحب ميمون بن مهران، ضعيف في الحديث جدا"[1]. اور محمد بن زیاد یہ میمون بن مہران کا ساتھی ہے، حدیث میں انتہائی ضعیف ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكين"[2] میں محمد بن زیاد کے بارے میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث". یہ متروک الحدیث ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر اسے "كذاب" کہا ہے[3]۔

حافظ ابن بَرْقِی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن زیاد کو "كذابين" کے طبقہ میں شمار کیا ہے[4]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[5] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يضع الحديث على الثقات ويأتي عن الأثبات بالأشياء المعضلات، لا يحل ذكره في الكتب إلا على جهة القدح، ولا الرواية عنه إلا على سبيل الاعتبار عند أهل الصناعة خصوصا دون غيرهم".

یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ راویوں پر حدیث گھڑتے ہیں، اور ثقہ راویوں کے انتساب سے معضل اشیاء لاتے ہیں، کتابوں میں اس کا ذکر صرف جرح کے طور پر ہی حلال ہے، خاص اہل صناعت کے سامنے صرف اعتبار کے لئے اس کی روایت نقل کرنا حلال ہے، اہل صناعت کے علاوہ لوگوں کے سامنے اس کی

---

[1] سنن الترمذي: ٧٦/٦، رقم: ٣٧٠٩، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

[2] الضعفاء والمتروكين: ٢٢٢، رقم: ٥٧٤، ت: بوران الضناوي، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[3] تهذيب التهذيب: ٥٨٧/٥، رقم: ٦٩٥٦، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[4] تهذيب التهذيب: ٥٨٧/٥، رقم: ٦٩٥٦، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[5] المجروحين: ٢٥٠/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

روایت نقل کرنا حلال نہیں ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں محمد بن زیاد کی چند روایات ذکر کرنے بعد فرماتے ہیں: "ولمحمد بن زياد هذا غير ما ذكرت من الحديث، وهو بين الأمر في الضعفاء، يروي عن ميمون بن مهران أحاديث مناكير لا يرويها غيره، لا يتابعه أحد من الثقات عليها".

اور محمد بن زیاد کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی روایات ہیں، اور اس کا ضعفاء میں ہونا ایک واضح بات ہے، میمون بن مہران کے انتساب سے ایسی منکر احادیث روایت کرتا ہے جنہیں اس کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا، ثقات میں سے کوئی بھی اس کی متابعت نہیں کرتا۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "کذاب" کہا ہے[2]۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[3] میں فرماتے ہیں: "يروي عن ميمون بن مهران وغيره الموضوعات". میمون بن مہران وغیرہ کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الضعفاء"[4] میں فرماتے ہیں: "يروي عن ميمون بن مهران وغيره الموضوعات". میمون بن مہران وغیرہ کے انتساب

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٢٩٦/٦،رقم:١٦٣٢،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] ميزان الاعتدال:٥٥٣/٣،رقم:٧٥٤٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] المدخل إلى الصحيح:ص:١٩٤،رقم:١٧٠،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] كتاب الضعفاء لأبي نعيم:ص:١٣٨،رقم:٢٠٩،ت:فاروق حمادة،مطبعة النجاح الجديدة.

سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر محمد بن زیاد کو "وضاع" کہا ہے[1]۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التقریب"[2] میں فرماتے ہیں: "کذبوه".
محدثین نے اسے کذاب کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[3] میں محمد بن زیاد کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے۔

روایت بطریق محمد بن زیاد یشکری میمونی کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ سند میں موجود راوی محمد بن زیاد کے بارے میں ائمہ رجال نے شدید جرح کے الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: "حدیث گھڑتا ہے، جھوٹا ہے" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، "حافظ علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن زیاد کو شدید ضعیف قرار دیا ہے" (علامہ عبد اللہ بن علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ)، "مجھے عمرو بن زرارہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: محمد بن زیاد حدیث گھڑنے میں متہم ہے" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث ہے" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عجلی رحمۃ اللہ علیہ)، "جھوٹا تھا" (حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٢٥٠،رقم:٦٥٣،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] التقريب:ص:٤٧٩،رقم:٥٨٩٠،ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[3] تنزيه الشريعة:١٠٥/١،رقم:١٢٤،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

حافظ ابن بَرْقِی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث، جھوٹا، منکر الحدیث ہے" (حافظ ابو حفص عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ)، "میمون بن مہران کا ساتھی محمد بن زیاد حدیث میں انتہائی ضعیف ہے" (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ راویوں کے انتساب سے حدیث گھڑتے ہیں" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، "میمون بن مہران وغیرہ کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے" (امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیث گھڑنے والا ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "محدثین نے اسے کذاب کہا ہے" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

اہم نوٹ:

معتد بہ ائمہ رجال فرما چکے ہیں کہ محمد بن زیاد، میمون بن مہران کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا ہے، اور اس زیرِ بحث روایت میں وہ میمون بن مہران سے ہی روایت کر رہا ہے۔

الحاصل محمد بن زیاد کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال آپ کے سامنے تفصیل سے آچکے ہیں، جن سے یہ واضح ہے کہ زیر بحث روایت اس سند سے "شدید ضعیف" ہے، چنانچہ اسے اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ہارون بن یحیی بن ہارون حاطبی

حافظ ابو الفضل عبید اللہ بن عبد الرحمن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۸۱ھ) فرماتے ہیں:

”نا أبو محمد يحيى بن محمد بن صاعد، قال: نا بكر بن عبد الوهاب المدني، قال: حدثني هارون بن يحيى الحاطبي وهو ابن هارون بن يحيى بن عبد الرحمن بن حاطب[كذا في الأصل]، قال: حدثني سعيد بن عبد الله بن الفضيل مولى الحزميين، عن أبي حازم بن دينار، عن سهل بن سعد الساعدي، عن علي بن أبي طالب، قال: جلست مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا أبا حسن! أيما أحب إليك؟ خمس مائة شاة ورعاها، أهبها لك، أو خمس كلمات أعلمكهن تدعو بهن .

فقلت له: بأبي أنت وأمي، أما من يريد الدنيا فيريد خمس مائة شاة ورعاها، وأما من يريد الآخرة فيريد خمس كلمات، قال: فأيهما تريد؟

قلت: الخمس كلمات، قال: فقل: اللهم اغفر لي ذنبي، وطيب لي كسبي، ووسع لي في خلقي، وقنعني بما قسمت لي، ولا تذهب بنفسي إلى شيء قد صرفته عني“[1].

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو الحسن! تمہیں کیا پسند ہے؟ میں تمہیں پانچ سو بکریاں اور ان کا چرواہا ہبہ کروں یا تمہیں پانچ کلمات سکھادوں جن کے ذریعے تم اللہ سے دعا مانگو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ

[1] حديث الزهري: ١/٥٠١، رقم: ٥٢٣، ت: حسن بن محمد بن علي شبالة البلوط، أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

پر قربان ہوں! جس کی خواہش دنیا کی ہوگی تو وہ پانچ سو بکریاں اور ان کا چرواہا مانگے گا، اور جس کی خواہش آخرت کی ہوگی تو وہ پانچ کلمات چاہے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم کیا چاہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: پانچ کلمات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑھو: "اللهم اغفر لي ذنبي، ووسع لي خلقي، وطيب لي كسبي، وقنعني بما رزقتني، ولا تذهب قلبي إلى شيء صرفته عني". اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، میری کمائی عمدہ بنا دے، اور میرے اخلاق میں وسعت پیدا فرما دے، اور جو آپ نے میرے لئے تقسیم فرمادیا ہے، اس پر قناعت عطا کر، اور مجھے کسی ایسی چیز کی طرف مت لے جا، جو آپ نے مجھ سے پھیر دی ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں حافظ ابو الفضل عبید اللہ بن عبد الرحمن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، نیز علامہ عبد الکریم بن محمد قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "التدوین"[2] میں ذکر کیا ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ہارون بن یحیی حاطبی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

سند میں موجود راوی ہارون بن یحیی بن ہارون بن عبد الرحمن بن حاطب حاطبی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[3] میں فرماتے ہیں: "مديني، لا يتابع

[1] تاريخ دمشق: ٣٧٠/٤٢، ت: عمر بن غزامه العمروي، دار الفكر - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] التدوين في أخبار قزوين: ٢٥٨/١، ت: عزيز الله العطاردي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة ١٤٠٨هـ.

[3] الضعفاء الكبير: ٣٦١/٤، رقم: ١٩٧٢، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

علی حدیثه من هذا الوجه، وقد روي بغير هذا الإسناد خلاف هذا اللفظ من طريق أصلح من هذا". یہ مدنی ہے، اس ہارون بن یحیی کی حدیث کی اس سند میں متابعت نہیں کی گئی، اور یہ حدیث اس کے علاوہ دوسری سند سے جو اس سند سے اصلح ہے، ان لفظوں کے علاوہ دوسرے الفاظ سے منقول ہے۔

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ہارون بن یحیی کی "عافیت" کے مضمون پر مشتمل ایک روایت تخریج کی ہے[1]۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وجدت من روايته حديثا منكرا تقدم في ترجمة أحمد بن داود، ووقفت له على عدة أحاديث مناكير، وما عرفته إلى الآن، ثم وجدته في الضعفاء للعقيلي، فقال: مدني، لا يتابع على حديثه"[2].

مجھے اس کی ایک منکر حدیث ملی ہے جو احمد بن داؤد کے ترجمہ میں گزر چکی ہے[3]، اور میں اس کی متعدد منکر احادیث پر واقف ہوا ہوں، لیکن ہارون بن یحیی

---

[1] الضعفاء الكبير: ٣٦١/٤، رقم: ١٩٧٢، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثني موسى بن صالح بن يحيى بن سعيد القطان، قال: حدثنا عبد الله بن شبيب، قال: حدثنا هارون بن يحيى بن عبد الرحمن بن حاطب قال: حدثني سعيد بن عبد الله بن فضيل، عن أبي حازم، عن سهل بن سعد الساعدي، عن أبي بكر الصديق قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لم يؤت أحد بعد كلمة الإخلاص مثل حسن اليقين والعافية، فسلوا الله حسن اليقين والعافية". (الضعفاء الكبير: ٣٦١/٤، رقم: ١٩٧٢، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ).

[2] لسان الميزان: ٣١٤/٨، رقم: ٢٨١٤، ت: عبدالفتاح أبو غدة، المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] احمد بن داود کے ترجمہ میں مذکور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "... وقال أبو سعيد بن يونس: حدث عن أبي مصعب بحديث منكر فسألته عنه فأخرجه من كتابه كما حدث به. قلت: الحديث المذكور

کو اب تک میں پہچان نہیں پایا، پھر مجھے عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی "ضعفاء" میں اس کا ذکر مل گیا، عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مدنی ہے، اس کی حدیثوں کی متابعت نہیں کی جاتی۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج کردہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے منقول "عفو و عافیت" والی حدیث نقل کی، اور پھر خود امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ہارون بن یحییٰ سے منقول "اونٹ" والی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت تخریج کی، پھر لکھتے ہیں: "وهو حديث طويل ظاهر النكارة". یہ لمبی حدیث ہے، واضح نکارت پر مشتمل ہے[1]۔

ذكره أيضا ابن عبد البر في "التمهيد" في آخر ترجمة عطاء الخراساني، قال: حدثنا خلف بن القاسم، حدثنا إبراهيم بن أحمد الحلبي، حدثنا أحمد بن داود الحراني، حدثنا أبو مصعب، حدثنا مالك، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده، قال: اجتمع علي وأبو بكر وعمر وأبو عبيدة رضي الله عنهم ... فذكر الحديث، وفيه: لا ينبغي أن تكون الصنيعة إلا عند ذي حسب أو دين، والرزق يجلبه الله، فاستجلبوه بالصدقة وجهاد الضعيف الحج والعمرة، وجهاد المرأة حسن التبعل لزوجها، وأبى الله أن يرزق عبده إلا من حيث لا يحتسب. وفي الحديث قصة اختصرتها.

قال ابن عبد البر: هذا حديث غريب من حديث مالك، وهو حديث حسن، لكنه منكر عندهم عن مالك، لا يصح عنه، ولا أصل له في حديثه وقد حدث بهذا الحديث أيضا أبو يونس المديني، عن هارون بن يحيى الحاطبي، عن عثمان بن عثمان بن خالد بن الزبير، عن أبيه، عن علي بن الحسين، عن أبيه، عن علي بن أبي طالب به، وهذا حديث ضعيف، وعثمان بن عثمان بن خالد لا أعرفه، ولا الراوي عنه.

قلت: أما عثمان بن خالد فذكره ابن حبان في الطبقة الرابعة من الثقات، وأبو يونس المديني اسمه: محمد بن أحمد وهو معروف، روى عنه عبد الرحمن بن أبي حاتم وغيره، وهارون ذكره العقيلي في "الضعفاء". (لسان الميزان: ٤٥٥/١، رقم: ٥٠١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ).

[1] حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وأورد من رواية عبد الله بن شبيب عنه، عن سعيد بن عبد الله بن فضيل، عن أبي حازم، عن سهل بن سعد، عن أبي بكر الصديق، حديثا في سؤال العفو والعافية. وأخرج الطبراني من طريق فروة بن سلمة بن عبد الله الأنصاري عنه، عن زكريا بن إسماعيل بن يعقوب بن إسماعيل بن زيد بن ثابت، عن أبيه، عن عمه سليمان، عن زيد بن ثابت، حديثا في قصة الأعرابي الذي اتهم بسرقة البعير، فدعا بدعاء فيه صلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، فشهد البعير ببراءته. وهو حديث طويل ظاهر

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "تنزیہ الشریعۃ"[۱] میں اس "اونٹ" والی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نقل کرکے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ سند میں موجود راوی ہارون بن یحیی حاطبی کے شیخ سعید بن عبد اللہ بن فضیل کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود مجھے نہیں مل سکا۔

روایت بطریق ہارون بن یحیی بن ہارون حاطبی کا حکم

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس کی متعدد منکر احادیث پر واقف ہوا ہوں، اسی بات کی جانب حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشارہ کیا ہے، نیز ہماری اس زیرِ بحث روایت میں بھی ہارون بن یحیی حاطبی کی متابعت صرف متہم بالوضع راوی محمد بن زیاد یشکری نے کی ہے، یہ بھی واضح رہے کہ اس زیرِ بحث روایت میں ہارون بن یحیی حاطبی کے شیخ سعید بن عبد اللہ بن فضیل کا ترجمہ بھی نہیں ملتا، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

النكارة". (لسان الميزان:۳۱٤/۸،رقم:۲۸۱٤،ت:عبد الفتاح أبو غدة،المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ).

[۱] تنزيه الشريعة:۳۳۲/۲،رقم:٤۹،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "(قلت)جاء من حديث زيد بن ثابت، أخرجه الطبراني، وقال الحافظ ابن حجر في ترجمة هارون بن يحيى الحاطبي أحد رواته، هو منكر، ظاهر النكارة، وقال السخاوي في القول البديع في حديث ابن عمر: لا يصح، والله أعلم".

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ما قبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت دونوں سندوں سے ''شدید ضعیف'' ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑭

روایت: ”خدمتك زوجك صدقة“.
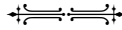
اپنے خاوند کی خدمت کرنا تمہارا صدقہ ہے۔

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”الغرائب الملتقطة“[1] میں فرماتے ہیں:

”قال أخبرنا طاهر بن هبة الله القومساني، أخبرتنا ميمونة، أخبرنا الخيارجي إبراهيم بن حمير بن الحسين القاضي، أخبرنا أحمد بن محمد بن الحارث، حدثنا أبو الحسن بن أبي داود، حدثنا محمد بن عبد الوهاب الدعلجي، حدثنا عبد الله بن إبراهيم[2]، حدثنا محمد بن مسلم الطائفي، عن صفوان بن سليم، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قالت امرأة: ليس لي مال فأتصدق، ولا أخرج من بيت زوجي فأعين الناس في حوائجهم، فقال صلى الله عليه وسلم: خدمة زوجك صدقة“.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک عورت نے عرض کیا: میرے پاس کوئی مال نہیں جو میں صدقہ کروں، اور نہ میں اپنے شوہر کے گھر سے نکل سکتی

---

[1] الغرائب الملتقطة: ٤١٦/٤،رقم: ١٥٠٥،ت: إيسروان سفيان، جمعية دار البر ــ دبي، الطبعة الأولى ١٤٣٩ھـ.

[2] محمد بن عبد الوہاب دعلجی کے یہ شیخ عبد اللہ بن ابراہیم بن ابی عمرو غفاری ہیں، ان کا تفصیلی ترجمہ عنقریب آرہا ہے، دیکھئے:
”ومحمد بن عبد الوهاب الدعلجي من أهل الموصل، حدث عن أبان بن سفيان التغلبي، وأبي شيخ عبد الله بن مروان الحراني، وعبد الله بن إبراهيم بن أبي عمرو الغفاري، روى عنه عمر بن محمد بن بكار القافلاني، ومحمد بن الحسن بن طازاذ الموصلي، وأبو بكر بن أبي داود السجستاني“(تلخيص المتشابه في الرسم: ٦٣٧/٢،رقم: ١٠٦٥،ت: سكينة الشهابي ــ دمشق، الطبعة الأولى ١٩٨٥ء).

ہوں کہ میں لوگوں کی ان کی ضروریات میں مدد کروں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: تیرا اپنے شوہر کی خدمت کرنا صدقہ ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فيض القدير"[1] میں لکھتے ہیں: "وفيه مسلم بن محمد الطائفي، وضعفه أحمد، ووثقه غيره". اس روایت میں مسلم بن محمد طائفی ہے، جس کی تضعیف احمد نے کی ہے، اور دیگر نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

البتہ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "التيسير"[2] میں زیر بحث روایت کو "بإسناد حسن" کہہ کر ذکر کیا ہے۔

اہم نوٹ:

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم بن محمد طائفی کا ذکر تو کیا ہے، لیکن اس سند میں عبد اللہ بن ابراہیم غفاری بھی ہے جس کو ائمہ نے شدید ضعیف کہا ہے، اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ "التنوير"[3] میں لکھتے ہیں: "فيه مسلم بن محمد الطائفي، ضعفه أحمد، ووثقه غيره". اس روایت میں مسلم بن محمد طائفی ہے، جس

---

[1] فيض القدير: ٤٣١/٣، دار المعرفة - بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[2] التيسير: ٥١٢/١، مكتبة الإمام الشافعي - الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٠٨هـ.

[3] التنوير: ٤٥٩/٥، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام - الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

کی تضعیف احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، اور دیگر نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو محمد عبد اللہ بن ابراہیم بن ابی عمرو غفاری مدنی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن ابراہیم غفاری کو "شیخ منکر الحدیث"[1] کہا ہے۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "منکر الحدیث"[2] کہا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حدیثه منکر"[3]. اس کی حدیث منکر ہے۔

حافظ ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یروي أحادیث موضوعة، وقال: لا یرویها عنهم غیره"[4]. من گھڑت حدیثیں نقل کرتا ہے، اور وہ مزید فرماتے ہیں: اس سے اس کے علاوہ ان موضوعات کو کوئی دوسرا نقل نہیں کرتا۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[5] میں فرماتے ہیں: "کان ممن یأتي عن الثقات المقلوبات وعن الضعفاء الملزقات". یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ راویوں کے انتساب سے مقلوبات لاتے ہیں، اور ضعفاء کے انتساب سے ملزق روایات نقل کرتے ہیں۔

---

[1] تهذیب التهذیب: ۱۳۸/۵، مطبعة دائرة المعارف النظامیة ۔ الهند، الطبعة الأولى ۱۳۲۵ھ۔

[2] تهذیب التهذیب: ۱۳۸/۵، مطبعة دائرة المعارف النظامیة ۔ الهند، الطبعة الأولى ۱۳۲۵ھ۔

[3] میزان الاعتدال: ۳۸۸/۲، رقم: ٤١٩٠، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ۔ بیروت.

[4] إکمال تهذیب الکمال: ۲۲۷/۷، رقم: ۲۷۸۹، ت: أبي عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحدیثة للطباعة والنشر ۔ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ۔

[5] المجروحین: ۳۷/۲، ت: محمود إبراهیم زاید، دار المعرفة ۔ بیروت، الطبعة ١٤١٢ ھ۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] **میں فرماتے ہیں:** "ولعبد الله بن إبراهيم غير ما ذكرنا من الحديث عمن يرويه عنه، وعامة ما يرويه لا يتابعه الثقات عليه". **اور عبد اللہ بن ابراہیم کی اپنے مروی عنہم سے مذکورہ احادیث کے علاوہ احادیث بھی ہیں، اور اکثر جو یہ روایت کرتا ہے اس پر ثقات اس کی متابعت نہیں کرتے۔**

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[2] **میں فرماتے ہیں:** "كان يغلب على حديثه الوهم". **اس کی حدیثوں میں وہم کا غلبہ تھا۔**

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عبد الله يروي عن جماعة من الضعفاء أحاديث موضوعة"[3]. **عبد اللہ بن ابراہیم ضعفاء کی ایک جماعت سے من گھڑت احادیث کو نقل کرتا ہے۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[4] **میں فرماتے ہیں:** "شيخ ابن عرفة، متهم بالوضع". **یہ ابن عرفہ کا شیخ ہے، یہ متہم بالوضع ہے۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "الکاشف"[5] **میں عبد اللہ بن ابراہیم کو "متہم" کہا ہے۔**

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[6] **میں فرماتے ہیں:**

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٣١٩/٥، رقم: ١٠٠٣، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] ضعفاء الكبير: ٢٣٣/٢، رقم: ٧٨٢، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٣٨٩/٢، رقم: ٤١٩٠، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] المغني في الضعفاء: ٤٧١/١، رقم: ٣٠٩١، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[5] الكاشف: ٥٣٧/١، رقم: ٢٦٢٠، ت: محمد عوامة، أحمد محمد نمر الخطيب، دار القبلة للثقافة ـ جده.

[6] تقريب التهذيب: ص: ٢٩٥، رقم: ٣١٩٩، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

"متروك، ونسبه ابن حبان إلى الوضع". یہ متروک ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث گھڑنے کی طرف اس کی نسبت کی ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں عبد اللہ بن ابراہیم غفاری کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابن حبانؒ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

روایت کا حکم

سند میں موجود راوی عبد اللہ بن ابراہیم بن ابی عمرو غفاری کے بارے میں امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: منکر الحدیث، من گھڑت حدیثیں نقل کرتا ہے، متہم بالوضع ہے، یہ متروک ہے)، اور اس خاص تناظر میں کہ یہ اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، اس لئے یہ روایت کسی بھی طرح ضعفِ شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، لہذا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
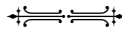
[1] تنزيه الشريعة: ۷۱/۱، رقم: ۲۹، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۱هـ.

روایت نمبر⑮

روایت:" ألا! طال شوق الأبرار إلى لقائي، وأنا إليهم لأشد شوقا". آگاہ ہو جاؤ! نیک بندوں کا مجھ سے ملاقات کا شوق بہت بڑھ گیا ہے، اور میں ان سے بھی زیادہ ان کا مشتاق ہوں۔

حکم: آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، لہذا آپ ﷺ کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے، البتہ اسرائیلی روایت کے طور پر ثابت ہے، اس لئے اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کر سکتے ہیں۔

زیر بحث راویت دو طرح سے منقول ہے: ① مرفوع طریق ② غیر مرفوع طریق۔

مرفوع طریق (آپ ﷺ کا قول)

حافظ ابو شجاع دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفردوس بمأثور الخطاب"[1] میں زیر بحث روایت بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"أبو الدرداء: يقول الله عز وجل: طال شوق الأبرار إلى لقائي، وأنا إليهم أشد شوقا".

ابو درداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں: نیک بندوں کا مجھ سے ملاقات کا شوق بہت بڑھ گیا ہے، اور میں ان سے بھی زیادہ ان کا مشتاق ہوں۔

[1] الفردوس بمأثور الخطاب: ۲۴۰/۵، رقم: ۸۰۶۷، ت: السعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰٦هـ.

امام ابو احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "إحیاء"[1] میں " كتاب شرح عجائب القلب " کے تحت یہ روایت ان الفاظ سے لکھی ہے: "قوله صلى الله عليه وسلم حكاية عن ربه عزوجل...". آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو وہ اپنے رب عزوجل سے نقل کرتے ہیں۔۔"۔

اس کے بعد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے سابقہ روایت کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني "[2] میں لکھتے ہیں: "لم أجد له أصلا، إلا أن صاحب الفردوس خرجه من حديث أبي الدرداء، ولم يذكر له ولده في مسند الفردوس إسنادا".

مجھے اس کی کوئی اصل نہیں مل سکی ہے، البتہ صاحبِ فردوس نے اسے ابو الدرداء کی حدیث کے طور پر تخریج کیا ہے، اور صاحبِ فردوس کے بیٹے نے "مسند الفردوس" میں اس کی کوئی سند ذکر نہیں کی۔

حافظ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات الشافعية الكبرى"[3] میں اسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی "احیاء" کی ان احادیث میں ذکر کیا ہے جس کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے۔

---

[1] إحياء علوم الدين: ص: ۸۸۳، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

[2] المغني عن حمل الأسفار: ۷۱۰/۱، رقم: ٢٥٨٦، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] طبقات الشافعية الكبرى: ۳۳۱/٦، ت: عبد الفتاح محمد الحلو، هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذکرۃ الموضوعات"[1] میں لکھتے ہیں: "في المختصر: طال شوق الأبرار إلى لقائي. لم يوجد". مختصر میں ہے: نیک بندوں کا مجھ سے ملاقات کا شوق بہت بڑھ گیا ہے، یہ روایت نہیں ملتی۔

غیر مرفوع طریق

غیر مرفوع طریق میں زیر بحث روایت مختلف الفاظ سے منقول ہے:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "إحياء"[2] میں "كتاب المحبة والشوق والأنس" کے تحت لکھتے ہیں:

"وقال أبو الدرداء لكعب أخبرني عن أخص آية يعني في التوراة، فقال: يقول الله تعالى: طال شوق الأبرار إلى لقائي، وإني إلى لقائهم لأشد شوقا".

ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ مجھے تورات کی کوئی خاص بات بتائیں، چنانچہ کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: نیک بندوں کا مجھ سے ملاقات کا شوق بہت بڑھ گیا ہے، اور میں ان سے بھی زیادہ ان کا مشتاق ہوں۔

علامہ محیی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۸ھ) "الفتوحات المكية"[3] میں لکھتے ہیں:

---

[1] تذكرة الموضوعات: ص: ١٩٦، دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[2] إحياء علوم الدين: ص: ١٦٨٩، دار ابن حزم - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

أنظر إتحاف السادة المتقين: ٤٢٣/١٢، دار الكتب العلمية - بيروت.

[3] الفتوحات المكية: ٥٤٥/٣، ت: أحمد شمس الدين، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

”وقد ورد خبر، لا علم لي بصحته: إن الله تعالى ذكر المشتاقين إليه وقال عن نفسه أنه أشد شوقا إليهم، كما يليق بجلاله، فشوقه إليهم أن ينيلهم الراحة بلقاء من اشتاقوا إليه، والوقت المقدر الذي لا يتبدل لم يصل، فلا بد من تأخر وجود ما وقع الشوق الإلهي إليه، هذا إن صح الخبر، ولا علم لي به، لا من الكشف، ولا من رواية صحيحة، إلا أنه مذكور مشهور“.

ایک حدیث ہے جس کی صحت کا مجھے علم نہیں ہے، اللہ تعالی نے اپنی اشتیاق رکھنے والوں کا ذکر کیا، اور اپنے بارے میں خبر دی کہ وہ بہت زیادہ ان کا مشتاق ہے، جیسے اللہ تعالی کی شان کے مناسب ہے، اللہ تعالی کا ان سے شوق رکھنا ان کو راحت پہچانا ہے ایک ایسی ملاقات کے ذریعے جس کے وہ بھی مشتاق ہیں، اور چونکہ جو وقت مقدر ہے جس میں تبدیلی نہیں ہوگی وہ نہیں پہنچا، اس لئے اللہ تعالی کو جس چیز کا شوق ہے وہ مؤخر ہوگی، یہ تفصیل اس وقت ہے جب یہ حدیث صحیح بھی ہو، لیکن مجھے اس حدیث کے بارے میں نہ کشف سے کچھ معلوم ہو سکا ہے، اور نہ حدیث صحیح سے، تاہم یہ ذکر کی جاتی ہے مشہور ہے۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۵۱ھ) نے ”روضة المحبين“[1] میں اسے ”اثرِ اسرائیلی“، اور ”الجواب الكافي“[2] میں ”اثر“ کہہ کر نقل کیا ہے، علامہ نجم الدین احمد بن عبد الرحمن بن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۸۹ھ) نے ”مختصر منهاج القاصدين“[3] میں اسے ”وفي التوراة“ کہہ کر نقل کیا ہے،

[1] روضة المحبين: ص:٢٣، ت: أحمد شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
[2] الجواب الكافي: ص:٣٥٨، ت: عمرو عبد المنعم بن سليم، مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
[3] مختصر منهاج القاصدين: ص:٣٤٨، ت: محمد أحمد دهمان، مكتبة دار البيان ـ دمشق، الطبعة ١٣٩٨هـ.

اسی طرح علامہ ابو اسحاق ابراہیم بن عبد اللہ خُتَّلِی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی نحو ۲۷۰ھ) نے "المحبة لله سبحانه"[۱] میں اور حافظ عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۰۰ھ) نے "الترغيب في الدعاء"[۲] میں زیرِ بحث کلمات احمد بن مخلد خراسانی سے "اللہ عزوجل کے قول کے طور پر" نقل کئے ہیں، اسی طرح علامہ عارف باللہ ابو القاسم عبد الکریم بن ھوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۵ھ) نے "الرسالة القشيرية"[۳] میں ان کلمات کو "باری تعالی کے ارشاد کے طور پر" نقل کیا ہے، اور علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے "لطائف المعارف"[۴] میں اسے "اسرائیلی روایت" کہا ہے۔

روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مجھے اس کی اصل نہیں ملی"، نیز علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ان روایات میں شمار کیا ہے جن کی انہیں سند نہیں ملی، اسی طرح علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث نہیں ملتی"، اس کے علاوہ حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

---

[۱] المحبة لله سبحانه:ص:۱۱۱،رقم:۲٥٦،ت:عبد الله بدران،دار المكتبي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
علامہ ابو اسحاق ابراہیم بن عبد اللہ خُتَّلِی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثني إبراهيم، حدثني عمرو بن أيوب أبو حفص النسائي، حدثني منصور بن محمد البلخي، قال: سمعت أحمد بن مخلد الخراساني، يقول: قال الله تبارك وتعالى: ألا! قد طال شوق الأبرار إلى لقائي، وإني إليهم لأشد شوقا...".

[۲] الترغيب في الدعاء:ص:٥٣،رقم:١٩،ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[۳] الرسالة القشيرية:ص:٤٨٢،ت:عبد الحليم محمود و محمود بن الشريف،المكتبة التوقيفية ـ القاهرة.
"رسالہ قشیریہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وقال فارس: قلوب المشتاقين منورة بنور الله تعالى، فإذا تحرك إشتياقهم أضاء النور ما بين السماء والأرض، فيعرضهم الله تعالى على الملائكة، فيقول: هؤلاء المشتاقون إلي، أشهدكم أني إليهم أشوق".

[۴] لطائف المعارف:ص:١٣٥،ت:ياسين محمد السواس،دار ابن كثير ـ دمشق،الطبعة الخامسة ١٤٢٠هـ.

نے اسے ”اسرائیلی روایت“ کہہ کر نقل کیا ہے، علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”وفی التوراۃ“ کہہ کر اسے نقل کیا ہے، حافظ عبد الغنی مقدسی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”باری تعالی کا قول“ کہہ کر نقل کیا ہے۔

الحاصل زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، البتہ اسرائیلی روایت کہہ کر نقل کرسکتے ہیں، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیرِ بحث روایت سے ملتا جلتا مضمون امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”صحیح“[1] میں تخریج کیا ہے، ملاحظہ ہو:

”حدثنا حجاج، حدثنا همام، حدثنا قتادة، عن أنس، عن عبادة بن الصامت، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ومن كره لقاء الله كره الله لقاءه ...“.

”عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالی سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالی بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتے ہیں، اور جو اللہ تعالی سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالی بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔۔۔“۔
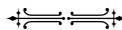
---

[1] الصحيح للبخاري: ۱۰۶/۸، ت: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

روایت نمبر⑯

روایت: آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "موتوا قبل أن تموتوا".
اپنے آپ کو مردہ سمجھو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آجائے۔

حکم: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں محدثین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ "یہ حدیث ثابت نہیں ہے"، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت علامہ فخر الدین عثمان بن علی زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۴۳ھ) نے "تبيين الحقائق"[1] میں بلا سند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"قال عليه الصلاة والسلام: موتوا قبل أن تموتوا". آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اپنے آپ کو مردہ سمجھو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آجائے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ اسماعیل حقی استانبولی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "روح البيان"[2] میں بلا سند ذکر کی ہے، نیز عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) نے "مثنوي"[3] میں یہ روایت الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ ذکر کی ہے۔

---

[1] تبيين الحقائق: ۲/۲، المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر، الطبعة الأولى ۱۳۱۳هـ.
[2] روح البيان: ۲۸۸/۱، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
[3] مثنوي مولوي معنوي: ۲۲۰/٤، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.
"مثنوی" کے الفاظ ملاحظہ ہوں: "گفت: موتوا كلكم من قبل أن ياتي الموت تموتوا بالفتن".

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الإمتاع بالأربعین"[1] میں زیر بحث روایت نقل کرکے فرماتے ہیں: "هو غير ثابت". یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔

نیز حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المقاصد الحسنة"[2] میں، علامہ نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ) نے "الغماز"[3] میں، علامہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ نے "تمییز الطیب"[4] میں، علامہ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ نے "الشذرة"[5] میں، علامہ ابو محمد عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۳ھ) نے "البدر المنیر"[6] میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسرار المرفوعة"[7] اور "المصنوع"[8] میں، علامہ مرعی بن یوسف مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد الموضوعة"[9] میں، علامہ احمد بن عبد الکریم

---

[1] الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع:ص:۹۸،ت:محمد حسن محمدحسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[2] المقاصد الحسنة:ص:۵۰۰،رقم:۱۲۱۱،ت:عبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۲۷هـ.

[3] الغماز على اللماز:ص:۲۰۹،رقم:۲٦۸،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[4] تمييز الطيب من الخبيث:۱۷۹،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة ۱٤۰۵هـ.

[5] الشذرة في الأحاديث المشتهرة:۲۰۷/۲،رقم:۱۰٤۱،ت:كمال بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.

[6] البدر المنير في غريب أحاديث البشير والنذير:ص:۲۹۲، مخطوط.

[7] الأسرار المرفوعة:ص:۳٦۳،رقم:۵۳۹،ت:محمد الصباغ،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ۱۳۹۱هـ.
ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرنے کے بعد مزید فرماتے ہیں: "قلت: هو من كلام الصوفية، والمعنى موتوا اختيارا قبل أن تموتوا اضطرارا، المراد بالموت الاختياري: ترك الشهوات واللهوات، وما يترتب عليها من الزلات والغفلات".

[8] المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:ص:۱۹۸،رقم:۳۷۳،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱۳۹۸هـ.

[9] الفوائد الموضوعة في الأحاديث الموضوعة:ص:۱٤۰،رقم:۱۹۹،ت:محمد بن لطفي الصباغ،دار الوراق ـ الرياض،الطبعة الثالثة ۱٤۱۹هـ.

غزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجد الحثيث"[1] میں، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الخفاء"[2] میں، علامہ محمد بن محمد درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ نے "أسنى المطالب"[3] میں، علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللؤلؤ المرصوع"[4] میں، علامہ محمد بن احمد بن محمد خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۷ھ) نے "تسهيل السبيل"[5] میں اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۲۲ھ) نے "مختصر مقاصد الحسنة"[6] میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

اسی طرح علامہ امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ "النخبة البهية"[7] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "لم يثبت". یہ ثابت نہیں ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابو محمد عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مرعی بن یوسف مقدسی رحمۃ اللہ علیہ علامہ احمد بن عبد الکریم غزی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ

[1] الجدالحثيث في بيان ما ليس بحديث:ص:٢٤٠،رقم:٥٥٤،ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[2] كشف الخفاء:٢٩٢/٢،رقم:٢٦٦٩،مكتبة القدسي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥١هـ.

[3] أسنى المطالب:٢٩٥،رقم:١٥٤٠،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة١٤١٨هـ.

[4] اللؤلؤ المرصوع:ص:٢٠٤،رقم:٦٤١،ت:فواز أحمد زمرلي،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[5] تسهيل السبيل إلى كشف الالتباس مما ورد من الأحاديث بين الناس:مخطوط:ص:١٣٩.

[6] مختصر المقاصد الحسنة:ص:٢٣٠،رقم:١١١٠،ت:محمد بن لطفي الصباغ،المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الرابعة١٤٠٩هـ.

[7] النخبة البهية في الأحاديث المكذوبة على خير البرية:ص:١٢٥،رقم:٣٨٩،ت:زهير الشاويش،المكتب الإسلامي ـ بيروت .

علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن احمد بن محمد خلیلی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: ”یہ حدیث ثابت نہیں ہے“۔

نیز علامہ امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کے بارے میں ”لم یثبت“ کہا ہے۔

الحاصل زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
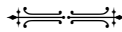
روایت نمبر ⑰

روایت: "حضور ﷺ کا اپنے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو بٹھانا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس پر تعجب کا اظہار کرنا، اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ یہ شخص مجھ پر یہ درود پڑھتا ہے:

اللهم صل على محمد كما تحب وترضى له".

حکم: اس روایت کے بارے میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مما لم أقف على سنده". میں اس کی سند پر واقف نہیں ہو سکا ہوں، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، چنانچہ اس روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

ذیل میں اسی مضمون پر مشتمل ایک "من گھڑت" روایت کا بھی ذکر ہے۔

روایت کا مصدر

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "القول البدیع"[1] میں فرماتے ہیں:

"وفي الشفا لابن سبع، وشرف المصطفى: مما لم أقف على سنده أن النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يجلس بينه وبين أبي بكر أحدا، فجاء رجل يوما فأجلسه عليه الصلاة والسلام بينهما، فعجب الصحابة من ذلك، فلما خرج، قال النبي صلى الله عليه وسلم: هذا يقول في صلاته

---

[1] القول البديع: ص: ١٢٥، ت: محمد عوامة، دار اليسر ـ المدينة المنورة، الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی بقیہ عبارت ملاحظہ ہو: "قلت: وعلى تقدير ثبوت هذا، فلعله صلى الله عليه وسلم أراد تأليف قلب ذلك الرجل واستمراره على الإسلام، واستقامة أمره، أو ترغيب الحاضرين في الصلاة عليه بتلك الكيفية، أو غير ذلك مما لا يستلزم أن غير أبي بكر رضي الله عنه أقرب منه ولا أحب، ولله الفضل".

علي: اللهم صل على محمد كما تحب و ترضى له. أو نحو هذا".

اور ابن سَبُع رحمۃ اللہ علیہ کی "شفا" میں اور "شرف المصطفی" میں مذکور ہے، جس کی سند پر میں واقف نہیں ہو سکا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان کسی کو نہیں بٹھاتے تھے، ایک دن ایک شخص آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھایا، صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس عمل پر تعجب ہوا، جب وہ شخص باہر چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص مجھ پر یہ درود پڑھا کرتا ہے: "اللھم صل علی محمد کما تحب وترضی لہ"، اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جیسا کہ آپ ان کے لئے محبوب رکھتے ہیں اور پسند فرماتے ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول گزر چکا ہے: "مما لم أقف على سنده". میں اس کی سند پر واقف نہیں ہو سکا ہوں۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المنضود"[1] میں اعتماد کیا ہے۔

روایت کا حکم

زیر بحث روایت کے بارے میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول گزر چکا ہے: "مما

[1] الدر المنضود: ص: ٩٦، ت: بوجمعة عبد القادر مكري ومحمد شادي مصطفى، دار المنهاج - جده، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "قال السخاوي: (لم أقف على سنده). وعلى تقدير ثبوته: فإجلاسه صلى الله عليه وسلم لذلك الرجل بينهما لتأليفه، أو لترغيب الحاضرين في فعل تلك الكيفية".

لم أقف على سنده". میں اس کی سند پر واقف نہیں ہو سکا ہوں، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، چنانچہ اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیرِ بحث روایت سے ملتی جلتی ایک روایت ضمناً ذکر کی جائے گی، جسے حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، ملاحظہ ہو:

"ويروى عن أبي الحسن البكري وأبي عمارة بن زيد المدني ومحمد بن إسحاق المُطَّلِبي، قالوا: بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد إذا برجل ملثم بلثام، فأسفر عن لثامه وأفصح عن كلامه، وقال: السلام عليكم يا أهل العز الشامخ والكرم الباذخ! فأجلسه النبي صلى الله عليه وسلم بينه وبين أبي بكر، فنظر أبو بكر إلى الأعرابي وقال: يا رسول الله! أتجلسه بيني وبينك ولا أعلم على الأرض أحب إليك مني؟ فقال له: إن الأعرابي أخبرني عنه جبريل عليه السلام أنه يصلي علي صلاة لم يصلها علي أحد قبله، فقال: يا رسول الله! كيف يصلي عليك حتى أصلي عليك مثله، فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا أبا بكر! إنه يقول: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد في الأولين والآخرين، وفي الملأ الأعلى إلى يوم الدين، فقال: يا رسول الله! فما ثواب هذه الصلاة؟ قال: يا أبا بكر! لقد سألتني عما لا أقدر أن أحصيه، فلو كانت البحار مدادا، والأشجار أقلاما، والملائكة كتابا يكتبون، لفني المداد، وتكسرت الأقلام، ولم تبلغ الملائكة ثواب هذه الصلاة. رواه أبو الفرج في

کتاب المطرب"[1]۔

ابو الحسن بکری، ابو عمارہ بن زید مدنی اور محمد بن اسحاق مطلبی سے روایت کیا گیا ہے، وہ کہتے ہیں: آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا جس نے چہرہ ڈھانپا ہوا تھا، اس نے چہرے سے کپڑا اہٹایا، اور اس نے فصیح گفتگو کی، اور کہا: السلام علیکم اے بلند عزت اور اونچی شان والے! آپ ﷺ نے اسے اپنے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھایا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس دیہاتی کی طرف دیکھا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس دیہاتی کو میرے اور اپنے درمیان بٹھایا ہے، جبکہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ زمین پر مجھ سے زیادہ آپ کو کوئی محبوب ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: اس دیہاتی کے بارے میں مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ یہ مجھ پر ایسا درود پڑھتا ہے جو اس سے پہلے مجھ پر کسی نے نہیں پڑھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ پر کیا درود پڑھتا ہے تاکہ میں بھی اس طرح درود پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص یہ درود پڑھتا ہے: "اللهم صل على محمد وعلى آل محمد في الأولين والآخرين، وفي الملأ الأعلى إلى يوم الدين"، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا ثواب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! آپ نے اس چیز کے بارے میں مجھ سے پوچھا ہے جس کو شمار کرنے پر میں قادر نہیں ہوں، اگر سمندر سیاہی بن جائیں، اور درخت قلم بن جائیں، اور فرشتے کاتب بن کر لکھیں تو یقیناً سیاہی ختم ہو جائے گی، قلم ٹوٹ جائیں گے، لیکن فرشتے اس درود کے ثواب کو نہیں پہنچ پائیں گے۔

---

[1] القول البديع: ص: ١٢٥، ت: محمد عوامة، دار اليسر ـ المدينة المنورة، الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.

روایت پر کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نقلِ روایت کے بعد فرماتے ہیں: "وهو منكر، بل موضوع"[1]. یہ حدیث منکر بلکہ من گھڑت ہے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المنضود"[2] میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

ضمنی روایت کا حکم

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ضمنی روایت کو "من گھڑت" کہا ہے، اور ان کے قول پر علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
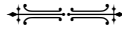
---

[1] القول البديع: ص: ١٢٥، ت: محمد عوامة، دار اليسر ـ المدينة المنورة، الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ .

[2] الدر المنضود: ص: ٩٥، ت: بوجمعة عبد القادر مكري ومحمد شادي مصطفى، دار المنهاج ـ جده، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ .

روایت نمبر⑱

روایت: ”من بشرني بخروج صفر، بشرته بدخول الجنة“.

جو مجھے ماہ صفر کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا میں اسے جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری دوں گا۔

حکم: من گھڑت، بے اصل

روایت کا مصدر

یہ روایت علامہ اسماعیل حقی استانبولی رحمۃ اللہ علیہ نے ”روح البیان“[1] میں بلاسند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

”عن النبي عليه السلام: من بشرني بخروج صفر أبشره بالجنة“.
نبی علیہ السلام سے منقول ہے: جو مجھے ماہ صفر کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا میں اسے جنت کی خوشخبری دوں گا۔

بعض دیگر مصادر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) نے ”مثنوي“[2] میں اور علامہ ابن الخطیب قاسم اماسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۰ھ) نے ”روض الأخیار“[3] میں زیر بحث روایت بلاسند ذکر کی ہے۔

---

[1] روح البيان: ٤٢٨/٣، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
[2] مثنوي مولوي معنوي: ٢٤٩/٤، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.
[3] روض الأخيار: ١٤٦/١، دار القلم العربي ـ حلب، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

زیر بحث روایت کو حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "موضوعات"[1] میں من گھڑت روایات میں شمار کیا ہے۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء"[2] میں اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[3] میں حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابو حفص سراج الدین قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابو حفص سراج الدین قزوینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۵۰ھ) زیر بحث روایت کے بارے میں "مشيخة القزويني"[4] میں فرماتے ہیں: "لا أصل له". اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "الأسرار المرفوعة"[5] میں فرماتے ہیں: "لا أصل له". اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

---

[1] الموضوعات:ص:۵۳،رقم:۱۰۰،ت:نجم عبد الرحمن خلف،دار نافع،الطبعة الأولى ۱٤۰۱هـ.

[2] كشف الخفاء:۲۷۸/۲،رقم:۲٤۱۸ت:يوسف بن محمود الحاج أحمد،مكتبة العلم الحديث ـ جدة، الطبعة ۱٤۲۱هـ.

[3] الفوائدالجموعة:ص:٤۳۸،رقم:۱،ت:عبد الرحمن بن يحيي المعلمي اليماني،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة۱٤۱٦هـ.

[4] مشيخة القزويني:ص:۱۰٦،ت:عامر حسن صبري،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى۱٤۲٦هـ.

[5] الأسرار المرفوعة:ص:۳۳۳،رقم:٤۷۳ت:محمد الصباغ،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ۱۳۹۱هـ.

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ "اللؤلؤ المرصوع"[1] میں فرماتے ہیں: "لا أصل له". اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

روایت کا حکم

حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "من گھڑت" کہا ہے، اور حافظ ابو حفص سراج الدین قزوینی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "بے اصل" کہا ہے، الحاصل اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
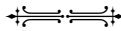
[1] اللؤلؤ المرصوع: ص: ۱۷۷، رقم: ٥٤٤، ت: فواز أحمد زمرلي، دار البشائر - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

روایت نمبر⑲

روایت: آپ ﷺ نے فرمایا: "من حفر لمسلم قليبا أوقعه الله فيه قريبا". جو شخص کسی مسلمان کے لئے کنواں کھودے اللہ تعالی جلد ہی اسے اس میں گرا دیتے ہیں۔

حکم: حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا ہے: "مجھے اس کی اصل نہیں مل سکی"، علامہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مرعی بن یوسف مقدسی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ غرس الدین خلیلی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، نیز علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ احمد بن عبد الکریم غزی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زیر بحث روایت کے بارے میں کہا ہے: "اس کی کوئی اصل نہیں"، لہذا اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت علامہ شہاب الدین ابن نعمہ نابلسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۹۷ھ) نے "قواعد تفسير الأحلام"[1] میں مرفوعاً بلا سند ذکر کی ہے:

"قال صلى الله عليه وسلم: من حفر لأخيه قليبا أوقعه الله عزوجل فيه قريبا". جو شخص کسی مسلمان کے لئے کنواں کھودے اللہ تعالی جلد ہی اسے اس میں گرا دیتے ہیں۔

---

[1] قواعد تفسير الأحلام: ص: ٤٧٤، ت: حسين بن محمد جمعة، مؤسسة الريان - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ ابو عبد اللہ ابن الحاج عبدری مالکی فاسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۳۷ھ) نے "المدخل"[۱] میں بلا سند ذکر کی ہے۔

نیز عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) نے "مثنوي"[۲] میں زیر بحث روایت سے ملتا جلتا مضمون ذکر کیا ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنہ"[۳] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: "لم أجد له أصلا". مجھے اس کی اصل نہیں مل سکی۔

---

[۱] المدخل لابن الحاج: ٥٦/٢، مكتبة دار التراث ـ القاهرة.

"المدخل" کے الفاظ ملاحظہ ہوں: "ومن ذلك قوله عليه الصلاة والسلام: من حفر لأخيه المؤمن حفرة أوقعه الله فيها".

[۲] مثنوي مولوي معنوي: ١٦٢/٦، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

"مثنوی" کی عبارت ملاحظہ ہو:

من حفر بئراً نخواندی از خبر　　　آنچہ خواندی کن عمل جانِ پدر

حدیث میں آپ نے من حفر بئراً نہیں پڑھا اے جانِ پدر! جو آپ نے پڑھا ہے اس پر عمل کیجئے

[۳] المقاصد الحسنة: ص: ٦٤٤، رقم: ١١١٤، ت: محمد عثمان الخشت، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: " قال شيخنا: لم أجد له أصلا، وإنما ذكر صاحب الأمثال: من حفر جبا أوقعه الله فيه منكبا، وذكر عن كعب الأحبار أنه سأل ابن عباس: من حفر مهواة كبه الله فيها، فقال ابن عباس: إنا نجد في كتاب الله "ولا يحيق المكر السيئ إلا بأهله"، قلت: وهو على الألسنة أيضا بلفظ: من حفر بئرا لأخيه وقع فيه، قال الشاعر:

ومن يحتفر بئرا ليوقع غيره　　　سيوقع يوما في الذي هو حافر،

وفي الرابع والعشرين من المجالسة للدينوري من حديث أبي حصين قال: مر داود القصاب بامرأة عند قبر، وهي تبكي، فرق لها، وقال: ما هذا الميت منك؟ قالت: ابني، قال: وما كان يعمل؟ قالت: يحفر القبور، قال: أبعده الله، ما علم أن من حفر حفرة وقع فيها ".

نیز علامہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ نے "تمييز الطيب" [1] میں، علامہ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ نے "الشذرة" [2] میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسرار المرفوعة" [3] اور "المصنوع" [4] میں، علامہ مرعی بن یوسف مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد الموضوعة" [5] میں، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "كشف الخفاء" [6] میں، اور علامہ محمد بن درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ نے "أسنى المطالب" [7] میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

اسی طرح علامہ غرس الدین خلیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "تسهيل السبيل" [8] میں زیر بحث روایت کے بارے میں "لا يعرف" کہہ کر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کیا ہے۔

نیز علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مختصر المقاصد" [9] میں، علامہ احمد بن عبد الکریم غَزّی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجد الحثيث" [10] میں، اور علامہ محمد امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] تمييز الطيب من الخبيث: ١٨٣، رقم: ١٣٨٢، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.

[2] الشذرة في الأحاديث المشتهرة: ١٦٦/٢، رقم: ٩٥١، ت: كمال بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

[3] الأسرار المرفوعة: ص: ٣٤٢، رقم: ٤٨٤، ت: محمد الصباغ، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٣٩١هـ.
ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "قلت: وكذا لفظ بعضهم من حفر بئرا لأخيه وقع فيه، ولكن معناه صحيح، مستفاد من قوله تعالى: ولا يحيق المكر السيء إلا بأهله".

[4] المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: ١٨٢، رقم: ٣٣١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.

[5] الفوائد الموضوعة: ص: ١٣٨، رقم: ١٩٤، ت: محمد بن لطفي الصباغ، دار الوراق ـ الرياض، الطبعة الثالثة ١٤١٩هـ.

[6] كشف الخفاء: ٢٨٩/٢، رقم: ٢٤٦٤، ت: يوسف بن محمود الحاج أحمد، مكتبة العلم الحديث ـ دمشق.

[7] أسنى المطالب: ٢٦٨، رقم: ١٣٨٨، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[8] تسهيل السبيل إلى كشف الالتباس مما دار من الأحاديث بين الناس: ص: ١٢٨، مخطوط.

[9] مختصر المقاصد: ص: ٢١٧، رقم: ١٠٢١، ت: محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٩هـ.

[10] الجد الحثيث: ٩٠، رقم: ٤٢٣، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

نے "النخبة البهية"[1] میں زیر بحث روایت کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے: "لا أصل له". اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کردہ کلام ان کی کتب میں نہیں مل سکا۔

روایت کا حکم

آپ ماقبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا ہے: "مجھے اس کی اصل نہیں مل سکی"، نیز علامہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مرعی بن یوسف مقدسی رحمۃ اللہ علیہ علامہ غرس الدین خلیلی رحمۃ اللہ علیہ علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ محمد بن درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

نیز علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ احمد بن عبد الکریم غَزّی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زیر بحث روایت کے بارے میں کہا ہے کہ "اس کی کوئی اصل نہیں"، لہذا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] النخبة البهية: ص: ۱۱۹، رقم: ۳۵۰، ت: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي - بيروت.

روایت نمبر ⑳

حکایت: آیت شریفہ

"یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوحًا"

کی تفسیر میں نصوح نامی شخص کا قصہ

حکایت کا خلاصہ: نصوح نامی ایک شخص گزرا ہے جس کی آواز اور چہرہ عورتوں سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا تھا، وہ عورتوں کو حمام میں نہلاتا اور ان کے جسم کو ملتا تھا، بادشاہ کے گھر کی عورتیں بھی اس کے پاس آتی تھیں، اس کے فریب پر کوئی مطلع نہ ہو سکا، وہ توبہ کرتا لیکن توڑ دیتا، ایک مرتبہ بادشاہ کی لڑکی کا ایک موتی حمام میں گم ہو گیا، دربان عورتوں نے حمام کا دروازہ بند کر دیا اور سامانوں میں تلاش کرنا شروع کر دیا لیکن وہ موتی کہیں نہیں ملا، آخر میں سب کو کپڑے اتارنے کا حکم ہوا، نصوح خوف سے تنہائی میں چلا گیا، چہرہ زرد اور ہونٹ نیلے ہو گئے، وہ مرنے کے قریب ہو گیا کہ اگر اس کے کپڑے اتارے گئے تو راز فاش ہو جائے گا، اس نے اللہ تعالی سے تنہائی میں آہ وزاری کی، پکی اور سچی توبہ کی، چنانچہ اس کی باری آنے سے قبل ہی موتی مل گیا۔

حکم: مذکورہ آیت کی تفسیر میں یہ حکایت خاص اس سیاق سے سنداً نہیں ملی، تاہم حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے آیت شریفہ "یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوحًا" کی تفسیر میں نصوح نامی شخص کے قصہ کو جھوٹ قرار دیا ہے، بلکہ اسے بھی جھوٹ قرار دیا ہے کہ امم سابقہ میں اس نام کا کوئی شخص گزرا ہو، اس لئے اسے مذکورہ آیت شریفہ کی تفسیر میں بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

بُود مردے پیش ازیں نامَش نصُوح بُدز دَلّاکی زناں اُو را فتوح

اب سے پہلے ایک مرد تھا جس کا نام نصوح تھا عورتوں کو (حمام میں) ملنے سے اس کی آمدنی تھی۔

بود رُوئَ اُوچو رخسارِ زناں مردیِ خود را ہمیکرد اُو نہاں

اس کا چہرہ عورتوں کے چہرے کی طرح تھا اس نے اپنا مردانہ پن چھپا رکھا تھا۔

اُو بحمَام زناں دلّاک بُود دَر دَغا وحیلہ بَس چالاک بُود

وہ عورتوں کے حمام میں مالش کرنے والا تھا دغابازی اور مکاری میں چالاک تھا۔

سَالہا میکرد دلّاکی و کس بُونبُرد از حالتِ آں بُو الہوس

اس نے سالوں ملنے کا پیشہ کیا اور کوئی اس بو الہوس کی حالت سے باخبر نہ ہوا۔

زانکہ آواز ورُخش زن وار بُود لیک شہوت کاملِ و بیدار بُود

کیونکہ اس کی آواز اور چہرہ زنانہ تھا لیکن شہوت پوری اور بیدار تھی۔

چادر وسَر بَند پوشید ونِقاب مرد شہوانی ودر غرّہ شباب

اس نے چادر اور دوپٹہ اور نِقاب پہن لیا تھا شہوت والا مرد اور جوانی کے غرور میں تھا۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي:۲۲۸/۵،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني ـ لاهور .

دُختران خسرواں رازیں طریق　　خوش ہمی مالید و می شُست آں عشیق

اس طریقہ پر بادشاہوں کی لڑکیوں کو وہ عاشق عمدہ طریقہ پر ملتا اور نہلاتا۔

تو بہا می کرد و پا در می کشید　　نفسِ کافر توبہ اش را می درید

وہ بہت توبہ کرتا اور پیچھے ہٹتا، کافر نفس اس کی توبہ کو توڑ دیتا۔

رفت پیشِ عارفے آں زشت کار　　گفت مارا دَر دعائے یاد دار

وہ بدکار ایک عارف کے پاس گیا، کہا: ہمیں دعا میں یاد رکھئے۔

سرِّ اُو دانست آں آزاد مرد　　لیک چوں حلمِ خدا پَیدا نکرد

وہ آزاد مرد اس کا راز جان گیا لیکن اس نے خدائی حلم کی طرح ظاہر نہ کیا۔

بَر لبش قُفل ست و دردل رازہا　　لَب خموش ودل پُر از آوازہا

اس کے ہونٹ پر تالا ہے اور دل میں راز ہیں، ہونٹ خاموش اور دل آوازوں سے پُر ہے۔

عارفاں کہ جام حق نوشیدہ اَند　　رازہا دانستۂ وپوشیدہ اَند

وہ عارف جنہوں نے اللہ (تعالیٰ) کا جام پی لیا ہے، انہوں نے رازوں کو جانا اور چھپایا ہے۔

ہر کرا اَسرارِ حق آموختند　　مہر کردند ودہانش دوختند

جن کو اللہ تعالیٰ کے راز بتائے گئے ہیں ان کے منہ پر مہر لگا دی ہے اور لب سی دیئے ہیں۔

سُست خندید و بگفت اَے بد نہاد　　زانکہ دانی ایزدت توبہ دہاد

وہ تھوڑا مسکرایا اور کہا: اے بد اصل! جو کچھ تجھے معلوم ہے خدا اس سے تجھے توبہ (کی توفیق) دے۔

آں دعا از ہفت گردوں دَر گزشت کار آں مسکین بآخر خُوب گشت

وہ دعا ساتوں آسمانوں کو پار کر گئی، بالآخر اس مسکین کا کام بھلا ہو گیا۔

کاں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست فانی ست و گفتِ اُو گفتِ خداست

کیونکہ وہ شیخ کی دعا، ہر دعا کی طرح نہیں ہے وہ فانی ہے اور اس کی بات خدا کی بات ہے۔

چوں خدا از خود سوال و گد کند پس دعائے خویش را چوں رد کند

جب خدا اپنے آپ سے سوال کرے اور مانگے تو وہ اپنی دعا کو کیسے رد کرے گا؟

یک سبب انگیخت صُنعِ ذُوالجلال کہ رہا نیدش زنفرین ووبال

اللہ تعالیٰ کی کاریگری نے ایک سبب پیدا کر دیا جس نے اس کو نفرت اور وبال سے دُہائی دے دی۔

اندراں حمام پُر میکرد طشت گوہرے از دخترِ شہ یاوہ گشت

وہ اس حمام میں طشت بھر رہا تھا بادشاہ کی لڑکی کا ایک موتی گم ہو گیا۔

گوہرے از حلقہائے گوشِ اُو یاوہ گشت وہر زنے در جستجو

اس کے کان کے بالے کا موتی گم ہو گیا اور ہر عورت تلاش کرنے لگی۔

پس درِ حمام را بستند سخت تا بجویند اوّلش دربیخ رخت

پھر انھوں نے مضبوطی سے حمام کا دروازہ بند کر دیا، تاکہ اس کو پہلے سامان رکھنے کی جگہ میں تلاش کریں۔

رختہا جُستند واں پیدا نشُد دُزدِگوہر نیز ہم رُسوا نشُد

سامانوں میں ڈھونڈا وہ نظر نہ آیا موتی کا چور بھی رسوا نہ ہوا۔

پَس بجدِ جُستن گرفتند از گزاف   در دہان و گوش واندر ہر شگاف

انہوں نے حد سے زیادہ کوشش سے ڈھونڈنا شروع کیا منہ میں اور کان میں اور ہر شگاف میں۔

در شگاف تحت و فوق و ہر طرف   جُستجو کردند دُر از ہر صَدف

نیچے اور اوپر کے شگاف میں اور ہر جانب ہر صدف سے موتی کی انہوں نے جُستجو کی۔

مردوزن جویاں شُدند از ہر طرف   جملگاں از بہرِ دُرِّ خُوش صَدف

مرد اور عورت ہر جانب جویاں ہوئے سب، اچھے سیپ کے موتی کے لئے۔

بانگ آمد کہ ہمہ عریاں شوید   ہر کہ ہستید از عجوز واز نوید

اعلان ہوا کہ سب ننگے ہو جائیں جو بھی بوڑھی اور جوان ہیں۔

یک بیک را حاجبہ جُستن گرفت   تا بدید آید گہر دانہ شگفت

ایک ایک کر کے دربان عورت نے تلاش کرنا شروع کیا تاکہ عجیب موتی کا دانہ نظر آجائے۔

آں نصُوح از تَرس شُد در خلوتے   رُویِ زرد ولب کبود از خشیتے

وہ نصوح خوف سے تنہائی میں چلا گیا خوف سے چہرہ زرد اور ہونٹ نیلے تھے۔

پیش چشمِ خویشتن میدید مرگ   سخت می لرزید اُو مانندِ بَرگ

وہ اپنے سامنے موت کو دیکھ رہا تھا وہ پتّے کی طرح بہت لرز رہا تھا۔

گفت یارب بارہا بر گشتہ اند   تو بہاؤ عہدہا بشکستہ اَم

اس نے کہا: اے خدا! میں نے بہت انحراف کیا ہے توبہ اور عہد توڑے ہیں۔

کردہ اَم آنہا کہ از مَن می سَزید تا چنیں سیلِ سیاہی دَر رسید

میں نے وہ کیا جو میرے لائق تھا یہاں تک کہ سیاہی کا ایسا بہاؤ آگیا۔

نوبتِ جُستن اگر دَر من رَسد وہ کہ جانِ من چہ سختیہا کَشد

تلاشی کی نوبت اگر مجھ تک پہنچی، ہائے میری جان کیسی سختیاں برداشت کرے گی؟

دَر جگر اُفتاد استم صد شرر در مُنا جاتم ببیں بُوئِ جگر

میرے جسم میں سینکڑوں چنگاریاں لگی ہیں، میری دعا میں میرے جگر کی بُو سونگھ لے۔

اِیں چُنیں اَندوہ کافر را مَباد دامنِ رحمت گرفتم دَاد دَاد

اس طرح کا غم کافر کو بھی نہ ہو، میں نے رحمت کا دامن تھاما ہے، فریاد ہے فریاد ہے۔

کاشکے مادر نزادے مرمرا یا مرا شیرے بخوردے دَر چَرا

کاش کے مجھے ماں نہ جنتی، یا جنگل میں مجھے شیر کھا جاتا۔

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد کہ زہر سوراخ مارم میگزد

اے خدا! وہ کر جو تیرے لائق ہے، کیونکہ ہر سوراخ سے مجھے سانپ ڈس رہا ہے۔

جان سنگین دارم ودل آہنیں ورنہ خوں گشتے دریں رنج و حنیں

میں پتھر کی جان اور لوہے کا دل رکھتا ہوں ورنہ اس رنج اور گریہ میں خون بن جاتے۔

وقت تنگ آمد مرا ویک نفَس بادشاہی کن مرا فریاد رَس

میرا وقت تنگ ہو گیا تھوڑی دیر کے لئے شاہی برَت میری فریادرسی کر۔

گر مرا ایں بار ستّاری کنی   توبہ کردم من زہر نہ کردنی

اگر اب کی دفعہ تو میری پردہ پوشی کرلے، میں نے ہر نہ کرنے کے کام سے توبہ کی۔

توبہ ام بپذیر ایں بار دگر   تابہ بندم بہر تو بہ صد کمر

اس بار پھر میری توبہ قبول کرلے، تاکہ میں توبہ کے لئے سو کمر کس لوں۔

من اگرایں بار تقصیرے کُنم   پس دگر مشنو دُعا و گفتنَم

میں اگر اس دفعہ کوتاہی کروں، پھر کبھی میری دعا اور بات نہ سننا۔

ایں ہمی زارید صد قطرہ رواں   کاند را افتادم بجلّاد وعواں

وہ یہ زاری کر رہا تھا اور سینکڑوں آنسو جاری تھے کہ میں جلاد اور سپاہی کے (ہاتھوں) پھنسا ہوں۔

تانمیرد ہیچ افرنگی چُنیں   ہیچ مُلحد را مبادا ایں چُنیں

کوئی فرنگی بھی اس طرح نہ مرے، کسی بددین کا بھی ایسا نہ ہو۔

نو حہاں میکرد اُو بر جانِ خویش   رُوئ عزرائیل دیدہ پیش پیش

وہ اپنی جان پر نوحے کرتا تھا سامنے ملک الموت کا چہرہ دیکھ کر۔

اے خدا واے خدا چنداں بگفت   کاں در و دیوار با اُو گشت جفت

اے خدا اے خدا اتنا کہا کہ در و دیوار اس کے ساتھی ہو گئے۔

درمیانِ یارب و یارب بُد اُو   بانگ آمد از میانِ جُستجو

وہ یارب یارب میں لگا تھا تلاشی کے درمیان آواز آئی۔

جملہ را جستیم پیشِ آ اے نصوح گشت بیہوش آنزماں پرید روح

ہم نے سب کی تلاشی لے لی اے نصوح! آگے آ، اس وقت وہ بیہوش ہو گیا روح پرواز کر گئی۔

ہمچو دیوارِ شکستہ در فتاد ہوش و عقلش رفت و شد اُو چوں جماد

وہ شکستہ دیوار کی طرح ڈھے گیا، اس کے ہوش و حواس چلے گئے، اور وہ پتّھر کی طرح ہو گیا۔

چونکہ ہشش رفت از تن آنزماں سرِّ اُو با حق بہ پیوست ازنہاں

جب جسم سے اس کا ہوش روانہ ہو گیا، اس وقت آہستگی سے اس کا باطن حق (تعالی) سے وابستہ ہو گیا۔

چوں تہی گشت ووجود اُونماند باز جانش را خدا در پیش خواند

جب وہ خالی ہو گیا، اور اس کا وجود نہ رہا، اُس کی جان کے باز کو خدا نے سامنے بُلالیا۔

چوں شکست آں کشتی او بیمراد دَر کنارِ رحمتِ دریا فتاد

جب بے مرادی میں اس کی کشتی ٹوٹ گئی، دریائے رحمت کے ساحل سے جالگی۔

جاں بحق پیوست چوں بیہوش شد بحرِ رحمت آں زماں در جوش شد

جب وہ بے ہوش ہوا جان اللہ سے وابستہ ہو گئی، رحمت کا سمندر اس وقت جوش میں آ گیا۔

چونکہ جانش وارہید از ننگِ تن رفتِ شاداں پیش اصل خویشتن

جب اس کی روح جسم کے عیب سے نجات پا گئی، اپنی اصل کی جانب خوش خوش روانہ ہو گئی۔

بانگ آمد ناگہاں کہ رفت بیم   شُد پدید آں گم شُدہ درّ یتیم

اچانک آواز آئی خوف ختم ہو گیا، وہ نایاب گم شدہ موتی مل گیا۔

بعد آں خوف و ہلاکِ جاں بُدہ   مژدہا آمد کہ اینک گم شُدہ

اس کے بعد کہ جان کا ڈر اور ہلاکت تھی خوشخبری آئی کہ یہ گم شدہ (موتی) ہے۔

حُزن شُد و اندر فَرَج دَر تا فتیم   مژدگانی دہ کہ گوھر یا فتیم

غم ختم ہوا اور ہم خوشی میں چمک اٹھے انعام دے، کیونکہ ہم نے موتی پالیا ہے۔

از غریو و نعرہ ودستک زدن   پُر شُدہ حمام قَد زَالَ الحَزن

شور اور نعرے اور ہتیلیاں بجانے سے حمام گونج گیا، رنج اور غم زائل ہو گیا۔

آں نصُوحِ رَفتہ باز آمد بخویش   دیدہ چشمش تابشِ صَدر و زہ بیش

بیہوش نصوح پھر ہوش میں آ گیا، اس کی آنکھ نے سو روزوں (کے نور) سے زیادہ نور محسوس کیا۔

می حلالی خواست از وے ہر کسے   بوسہ می دادند بر دستش بسے

ہر شخص اس سے معافی چاہ رہا تھا اس کے ہاتھ بہت چومتے تھے۔

بَد گماں بودیم مارا کن حلال   لحمِ تو خوردیم اندر قیل و قال

ہم بدظن ہو گئے تھے ہمیں معاف کر دیجئے، بات چیت میں ہم نے آپ کا گوشت کھایا۔

زانکہ ظنِ جملہ بروے بیش بود   زانکہ در قربت ز جُملہ پیش بود

کیونکہ سب کا اس پر زیادہ گمان تھا، کیونکہ وہ قرب میں سب سے آگے تھا۔

خاص دلاکش بُدو مَحرم نصوح　　بلکہ ہمچوں دو تن ویک گشتہ رُوح

نصوح اس کا خاص حمامی اور محرم تھا بلکہ دو جسم اور ایک روح بنا ہوا تھا۔

گوہر ار بُردست اُو بُردست وبس　　زُد ملازِم تر بخاتوں نیست کس

اگر موتی چرایا ہے تو بس اس نے چرایا ہے بیگم سے، اس سے زیادہ کوئی قریب نہیں ہے۔

اوّل اُوراخواست محستبن دَر نَبرد　　بہرِ حرمت داشتنش تاخیر کرد

معرکہ میں پہلے اس کی تلاشی لینی چاہی (لیکن) اس کی عزت رکھنے کے لئے تاخیر کی۔

تابُوَد کاں را بیند از دبجَا　　اندریں مہلت رہاند خویش را

تاکہ ہوسکے وہ اس کو کہیں ڈال دے اس فرصت میں وہ اپنے آپ کو بچالے۔

بس حَلالیہا از دمیخو استند　　وزبرائِ عُذر بر میخاستند

وہ اس سے بہت معافیاں چاہ رہے تھے عذر خواہی کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

گفت بُد فضلِ خدائے داد گر　　ورنہ زانچہ گفتہ شُد ہستم بتر

اس نے کہا منصف خدا کا کرم تھا، ورنہ جو کچھ کہا گیا میں اس سے (بھی) بُرا ہوں۔

چہ حلالی خواست میباید زمن　　کہ منم مجرم تر از اہل زمن

مجھ سے کیا معافی چاہی جائے؟ میں زمانہ کے لوگوں سے زیادہ مجرم ہوں۔

آنچہ گفتندم زبد از صد یکیست　　برمن این کشف است اگر کس راشکیست

جو کچھ انہوں نے میری برائی میں کہا ہے ایک فیصد ہے اگر کسی کو شک ہے
تو مجھ پر واضح ہے۔

کس چہ میداند ز من جز اند کے　　وز ہزاراں جُرم و بَد فعلی یکے

تھوڑے سے کے علاوہ کوئی میرے بارے میں کیا جانتا ہے؟ ہزاروں جرم اور بدکاریوں میں سے ایک۔

من ہمی آں دانم و ستّارِ مَن　　جُرمہا و زشتی کردارِ مَن

وہ میں جانتا ہوں اور میرا ستّار اپنی خطاؤں اور بدکاری کو۔

اوّل ابلیسے مرا اُستاد بُود　　بعد ازاں اِبلیس پیشم باد بود

شروع میں شیطان میرا استاد تھا اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا۔

حَق بَدید آں جُملۂ و نادیدہ کَرد　　تا نگردم دَر فضیحت رُوئِ زَرد

اللہ (تعالی) نے وہ سب کچھ دیکھا اور بن دیکھا بنا دیا، تاکہ میں رُسوائی میں زَرد رُو نہ بنوں۔

تاز رحمت پوستیں دوزیم کَرد　　توبۂ شیریں چو جاں روزیم کَرد

یہاں تک کہ اس نے رحمت سے میری پردہ پوشی کی جان جیسی شیریں توبہ مجھے عطا کر دی۔

ہر چہ کردم جملہ ناکردہ گرفت　　طاعت نا کردہ را کردہ گرفت

میں نے جو کچھ کیا اس کو نہ کیا ہوا ٹھہرایا، نہ کی ہوئی عبادت کو کیا ہوا ٹھہرایا۔

ہمچو سرو وسوسنم آزاد کرد　　ہمچو بخت ودولتم دل شاد کرد

اس نے مجھے سرو اور سوسن کی طرح آزاد کر دیا، مجھے نصیبہ اور دولت کی طرح خوش دل کر دیا۔

نامِ مَن دَر نامۂ پاکاں نوشت　　دوزخی بُودم ببخشیدم بہشت

میرا نام پاک لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا، میں دوزخی تھا مجھے بہشت بخش دی[1]۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي:۲۳۳/۵،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد اينڈ کمبني ـ لاهور.

۔۔۔بَعد ازاں آمد کَسے کز مرحمت دخترِ سُلطانِ ما میخواندَت

اس کے بعد کوئی آیا کہ مہربانی سے ہمارے بادشاہ کی لڑکی تجھے بلا رہی ہے۔

دخترِ شاہت ہمی خواند بیَا تا سرش شوئی کنوں اے پَارسَا

بادشاہ کی لڑکی تجھے بلا رہی ہے، آجا، تاکہ اے نیک! تو اس کا سر دھو دے۔

جُز تو دلاکے نمی خواہد دلش کہ بمالد یا بشوید باگِلش

اس کی دلی خواہش تیرے علاوہ کسی مالش کرنے والے کے بارے میں نہیں ہے کہ جو مالش کرے یا مٹی سے اس کو نہلائے۔

گفت رَد رَد دستِ من بیکار شُد دیں نَصوحِ تو کنُوں بیمار شُد

اس نے کہا جا جا میرا ہاتھ بیکار ہو گیا ہے تیری یہ نصوح اب بیمار ہو گئی ہے۔

رَد کسے دیگر بجُو اشتاب و تفت کہ مرا واللہ دست از کار رَفت

جلد جلد تیزی سے اب دوسری کو ڈھونڈ لے، کیونکہ خدا کی قسم ہاتھ بیکار ہے۔

بادلِ خود گفت کز حد رفت جرم از دلِ من کے روَد آں تَرس وگرم

وہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ جرم حد سے گزر گیا، میرے دل سے وہ ڈر اور گرمی کہاں جا سکتی ہے؟

من بمردم یکرہ و باز آمدم من چشیدم تلخی مرگ و عدم

میں ایک بار مر چکا ہوں اور پھر واپس آیا ہوں، میں نے موت اور عدم کی تلخی چکھ لی ہے۔

توبہ کردم حقیقت با خدا نشکنم تاجاں شود از تن جُدا
میں نے اللہ سے حقیقی توبہ کی ہے، جب تک جان جسم سے جدا ہو میں نہ توڑوں گا۔
بعد ازیں محنت کرابارِ دگر پارَو دسُوئے خطر اِلّا کہ خَر
اس مصیبت کے بعد کس کا دوبارہ گدھے کے علاوہ خطرے کی جانب پاؤں چلے گا؟[1]۔

روایت کا حکم

مذکورہ آیت کی تفسیر میں یہ حکایت خاص اس سیاق سے سنداً نہیں ملی، تاہم حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "مجموع الفتاوی"[2] میں لکھتے ہیں: "ومن قال من الجهال: إن "نصوح" اسم رجل كان على عهد النبي صلى الله عليه وسلم، أمر الناس أن يتوبوا كتوبته، فهذا رجل مفتر كذاب، جاهل بالحديث والتفسير، جاهل باللغة ومعاني القرآن، فإن هذا امرؤ لم يخلقه الله تعالى، ولا كان في المتقدمين أحد اسمه نصوح، ولا ذكر هذه القصة أحد من أهل العلم، ولو كان كما زعم الجاهل، لقيل: توبوا إلى الله توبة نصوح، وإنما قال: توبة نصوحا، والنصوح هو التائب.

ومن قال: إن المراد بهذه الآية رجل أو امرأة اسمه نصوح، وإن كان على عهد عيسى أو غيره، فإنه كاذب، يجب أن يتوب من هذه، فإن لم يتب وجبت عقوبته بإجماع المسلمين، والله أعلم".

---

[1] مثنوي مولوي معنوي:۲۳۶/۵،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني ـ لاهور.

[2] مجموع الفتاوى:۵۹/۱٦،ت:عبدالرحمن بن محمد بن قاسم،مجمع الملك فهد ـ المدينة المنورة،الطبعة ۱٤۲۵هـ.

اور جاہلوں میں سے جو شخص یہ کہے کہ نصوح ایک شخص کا نام ہے، جو نبی ﷺ کے زمانے میں تھا، لوگوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس کی توبہ کی طرح توبہ کریں، تو یہ شخص بہتان باندھنے والا، کذاب ہے، حدیث اور تفسیر سے جاہل ہے، لغت اور قرآن کے معانی سے بھی جاہل ہے، اس لئے کہ اللہ تعالی نے اس (نصوح نامی) شخص کو پیدا ہی نہیں کیا، اور نہ ہی متقدمین میں کوئی نصوح نامی شخص تھا، اور یہ قصہ بھی اہل علم میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا، اور اگر بات ایسی ہی ہے جیسے جاہل کا گمان ہے، تو یوں کہا جاتا: "توبوا إلى الله توبة نصوح "(یعنی نصوح کی توبہ کی طرح تم توبہ کرو) جبکہ اللہ تعالی نے فرمایا: "توبة نصوحا"، اور نصوح توبہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔

اور جو یہ کہے کہ اس آیت سے مراد کوئی مرد یا عورت ہے جس کا نام نصوح ہے، اگرچہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام یا ان کے علاوہ کسی دوسرے پیغمبر کے زمانے کا ہو، تو یہ کہنے والا شخص جھوٹا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرے، اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو مسلمانوں کے اجماع سے اس کو سزا دینا واجب ہے، واللہ اعلم۔

فصل دوم (مختصر نوع)

روایت نمبر ①

روایت: "اللهم أرنا الأشياء كما هي". اے اللہ! ہمیں چیزوں کی حقیقت پر مطلع فرما۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "مفاتيح الغيب"[1] میں ان الفاظ سے بلا سند ذکر کی ہے:

"كان رسولنا عليه الصلاة والسلام يقول في دعائه: اللهم أرنا الأشياء كما هي". ہمارے رسول علیہ الصلاۃ والسلام دعا میں کہا کرتے تھے: اے اللہ! ہمیں چیزوں کی حقیقت پر مطلع فرما۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے "رسائل"[2] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "صيد الخاطر"[3] میں، علامہ ابو حفص ابن عادل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۸۰ھ) نے "اللباب"[4] میں، علامہ نعمت اللہ بن محمود نخجوانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۲۰ھ) نے

---

[1] مفاتيح الغيب: ۴۷/۱۳، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۱هـ.

[2] انظر مجموعة رسائل: ص: ۳۵۵، ت: إبراهيم أمين محمد، المكتبة التوفيقية ـ القاهرة.

[3] صيد الخاطر: ص: ۴۲۹، رقم: ۱۳۹۳، ت: حسن السماجي سويدان، دار القلم ـ دمشق، الطبعة الثالثة ۱۴۳۳هـ.
"صيد الخاطر" کی عبارت ملاحظہ ہو: "قد جاء في الأثر: اللهم أرنا الأشياء كما هي".

[4] اللباب في علوم الكتاب: ۲۳۹/۸، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹هـ.

"الفواتح"[1] میں اور علامہ اسماعیل حقی استانبولی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البیان"[2] میں بغیر سند کے ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

[1] الفواتح الإلهية والمفاتح الغيبية: ٢٧٥/١، المطبعة العثمانية ـ دار الخلافة العلية الإسلامية، الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ.

[2] روح البيان: ٨٥/١، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
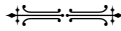
روایت نمبر②

روایت: درود ماہی اور اس کے فضائل

”آپ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی ایک بڑے برتن میں ایک مچھلی ڈالے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ اس مچھلی کو تین دن سے آگ پر پکا رہا ہوں لیکن آگ اس پر اثر نہیں کرتی، حضور ﷺ نے مچھلی سے پوچھا کہ تو کیوں نہیں پکتی؟ تو مچھلی کو اللہ تعالی نے قوتِ گویائی بخشی، مچھلی کہنے لگی کہ میں پانی میں تیر رہی تھی کہ ایک آدمی کے درود شریف پڑھنے کی آواز میرے کانوں میں پہنچی، میں نے اور تو کچھ نہیں کیا البتہ میں وہ درود سنتی رہی، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ درود سناؤ، مچھلی نے وہ درود سنایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی آگ تو کیا اسے دوزخ کی آگ بھی نہیں جلا سکتی“۔

بعض مقامات پر یہ روایت اس طرح بیان کی جاتی ہے: ایک تجارتی بیڑہ سمندر میں جا رہا تھا کہ اس میں موجود ایک شخص اونچی آواز سے درود پڑھنے لگا، اور ایک مچھلی وہ درود سن کر مست ہو گئی اور جھومتی ہوئی اس آواز کے پیچھے آتی رہی، اور درود سنتی رہی، اتفاق سے وہی مچھلی ماہی گیر کے جال میں پھنس گئی، ماہی گیر اسے بیچنے کے لئے بازار لے آیا، ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اس نیت سے وہ مچھلی خرید لی کہ اسے پکا کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کروں گا، چنانچہ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے مچھلی کو پکانے کے لئے چولہے پر رکھا اور آگ جلانا چاہی، لیکن آگ جل کر بجھ جاتی، چنانچہ صحابی رضی اللہ عنہ تھک کر مچھلی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا، اور سارا قصہ سنایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی آگ تو کیا اسے دوزخ کی آگ بھی نہیں جلا سکتی۔

پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے فرمایا: اے علی! اس درود کو لکھو اور لوگوں کو سکھلاؤ، ان شاء اللہ اس درود کے پڑھنے والے پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی"۔

اس لئے اسے درود ماہی کہا جاتا ہے۔

اور بعض مقامات پر یہ بھی بیان کیا جاتا ہے: روزانہ فجر کی نماز کے بعد ایک سو گیارہ مرتبہ اس درود کے پڑھنے سے اللہ جل شانہ پڑھنے والے کی حفاظت اور عزت افزائی کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرمادیتے ہیں۔

اور وہ درود ماہی یہ ہے: "اللهم صل على محمد وعلى آل محمد خير الخلائق وأفضل البشر وشفيع الأمم يوم الحشر والنشر، وصل على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد بعدد كل معلوم لك، وصل على محمد وعلى آل محمد وبارك وسلم، وصل على جميع الأنبياء والمرسلين، وصل على كل الملائكة المقربين وعلى عباد الله الصالحين وسلم تسليما كثيرا كثيرا، برحمتك وبفضلك وبكرمك يا أكرم الأكرمين برحمتك يا أرحم الراحمين، يا قديم يا دائم يا حي يا قيوم يا وتر يا أحد يا صمد يا من لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا أحد، برحمتك يا أرحم الراحمين".

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی، اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر③

حکایت: جہاد میں ایک دشمن کا قتل ہونے سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر تھوکنا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس وجہ سے پیچھے ہٹ جانا کہ اس کے قتل میں اب میرا غصہ بھی شامل ہو چکا ہے

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي" میں لکھتے ہیں:

از علیؓ آموز اخلاصِ عمل شیر حق را داں مطَہَّر از دَغَل

(حضرت) علی رضی اللہ عنہ سے عمل کا اخلاص سیکھ اسد اللہ کو کھوٹ سے پاک سمجھ۔

در غزا بر پہلوانے دست یافت زود شمشیرے بر آور دو شتافت

جہاد میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) ایک پہلوان پر قابو پالیا، جلد تلوار نکالی اور لپکے۔

اُو خَیُو انداخت بروئے علیؓ اِفتخارِ ہر نبیؑ و ہر ولیؒ

اس نے (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر تھوک دیا، جو ہر نبی اور ولی کے لئے باعثِ فخر ہیں۔

اُو خَیُو زد بر رخے کہ روئے ماہ سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ

اس نے اس چہرے پر تھوکا کہ چاند اس کے سامنے سجدہ گاہ میں سجدہ کرتا ہے۔

اِفتخارِ ہر ولیؒ و ہر صفی کرد نارِ غیظ بر خود مُنطفی

ہر ولی اور ہر برگزیدہ کے لئے باعثِ فخر (علی رضی اللہ عنہ) نے اپنے غصہ کی آگ کو بجھا دیا۔

در زماں انداخت شمشیر آں علیؓ کرد اُو اندر غزایش کاہلی

(حضرت) علی رضی اللہ عنہ نے فوراً تلوار ڈال دی، (اور) اس سے لڑنے میں سستی برتی۔

گشت حیراں آں مبارِزُ زیں عمل وَز نمودن عفو و رحمت بے محَل

وہ جنگجو اس عمل سے حیران ہو گیا، اور بے موقع عفو اور شفقت کرنے سے حیران ہو گیا۔

گفت بر من تیغِ تیز اَفراشتی از چہ افگندی مرا بگزاشتی

اس نے کہا: آپ نے مجھ پر تیز تلوار اٹھائی، (پھر) کس وجہ سے آپ نے پھینک دی؟ مجھے چھوڑ دیا[1]۔

گفت امیر المؤمنینؓ با آں جواں کہ بہنگامِ نبرد اے پہلواں

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اس جوان سے فرمایا کہ اے پہلوان! مقابلہ کے وقت۔

چوں تو خَیُو انداختی بروئے من نَفَس جنبید و تبہ شد خوئے من

جب تو نے میرے منہ پر تھوکا، نَفُس میں اشتعال پیدا ہوا، اور میری عادت بگڑی۔

نیم بہرِ حق شد و نیمے ہَوا شرکت اندر کارِ حق نبُود رَوا

آدھا (جہاد) اللہ کے لئے اور آدھا خواہشِ نفسانی کے لئے ہو گیا، اللہ کے کام میں شرکت درست نہیں۔

تو نگا ریدہ کفِ مولیتی آنِ حقی کردۂ من نیتی

تو مولی کے ہاتھ کا بنایا ہوا ہے، اللہ کا مملوک ہے میرا مخلوق نہیں ہے۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۳۷۹/۱، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

نَقشِ حق راہم بامرِ حق شکن   بر زُجاجہ دوست سَنگِ دوست زن

اللہ کے نقش کو اللہ ہی کے حکم سے توڑ، دوست کے شیشہ پر دوست کا پتھر مار۔

گبر ایں بشنید و نورے شُد پدید   در دلِ اُو تا کہ زُنّارش بُرید

اس کافر نے یہ بات سنی اور ایک نور ظاہر ہوا اس کے دل میں، یہاں تک کہ اس نے اپنا زنّار کاٹ پھینکا۔

گفت من تخمِ جفا می کاشتم   من تُرا نوعے دِگر پنداشتم

اس نے کہا: میں نے ظلم کا بیج بویا تھا، میں نے آپ کو کچھ اور ہی خیال کیا تھا۔

تو ترازوئے اَحَدْ خُو بُودۂ   بل زَبانہ ہر ترازو بُودۂ

آپ تو خدائی اخلاق والی ترازو تھے بلکہ آپ تو ہر ترازو کا کانٹا تھے۔

تو تَبار واصل خویشم بودۂ   تو فروغِ شمعِ کیشم بُودۂ

آپ تو میری اصل اور خاندان تھے، آپ میرے مذہب کی شمع کا نور تھے۔

من غلامِ آں چراغِ شمع خُو   کہ چراغت روشنی پذ رفت ازو

میں اُس شمع خو چراغ کا غلام ہوں کہ جس سے آپ کے چراغ نے نور حاصل کیا ہے۔

من غلامِ موجِ آں دریائے نُور   کُو چنیں گوہر بر آرد در ظہور

میں اُس دریائے نور کی موج کا غلام ہوں جو ایسے موتی نکالتی ہے۔

عَرَض کُن بر من شہادت راکہ من   مَرْ ترا دیدم سر اَفرازِ زمن

مجھ پر (کلمۂ) شہادت پیش کیجئے، کیونکہ میں آپ کو خصوصاً زمانہ میں برتر سمجھتا ہوں۔

قُرب پنجہ کس ز خویش و قومِ اُو عاشقانہ سُوئے دیں کردند رُو

اس کے رشتہ داروں اور قوم میں سے تقریباً پچاس آدمیوں نے والہانہ (طور پر) دین کا رخ کیا۔

اُو بہ تیغِ حِلم چندیں خلق را وَا خرید از تیغ چندیں حَلق را

اُن (علی رضی اللہ عنہ) نے بردباری کی تلوار کے ذریعے اتنے لوگوں کو تلوار سے بچا دیا، اِس قدر حلقوم کو۔

تیغِ حِلم از تیغِ آہن تیز تَر بل ز صد لشکر ظَفر انگیز تَر

بردباری کی تلوار لوہے کی تلوار سے زیادہ تیز ہے، بلکہ سینکڑوں لشکروں سے زیادہ فتح کرنے والی ہے[1]۔

روایت کا حکم

یہ خاص واقعہ اس تفصیل کے ساتھ نہیں ملتا، البتہ یہ ثابت ہے کہ خندق کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عبد ود کا مقابلہ ہوا، دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا، بالآخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا، لیکن اس میں تھوکنے اور اس کے بعد کی یہ گفتگو نہیں ہے کہ میں نے تمھیں اس وجہ سے چھوڑ دیا تھا کہ میری نیت میں غصہ بھی شامل ہو گیا تھا[2]۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۴۰۲/۱، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

[2] واضح رہے کہ شیعہ و روافض کی کتب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق عمرو بن عبدود کے بارے میں منقول ہے کہ اس نے غزوہ خندق کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر تھوک دیا تھا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا، کچھ وقفہ کے بعد جب غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا، چنانچہ ابو جعفر محمد بن علی بن شہر آشوب "مناقب آل أبي طالب" میں لکھتے ہیں:

”ولما أدرك عمرو بن عبدود لم يضربه، فوقعوا في علي عليه السلام، فرد عنه حذيفة، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: مه يا خذيفة! فإن عليا سيذكر سبب وقفته، ثم إنه ضربه، فلما جاء سأله النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك، فقال:(قد كان شتم أمي وتفل في وجهي، فخشيت أن أضربه لحظ نفسي، فتركته حتى سكن ما بي، ثم قتلته في الله)“.(مناقب آل أبي طالب:١٣٢/٢،ت:يوسف البقاعي،دار الأضواء ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٢هـ).

اور یہی واقعہ میرزا حسین نوری طبری نے ابن شہر آشوب کے حوالہ سے ذکر کیا ہے(انظر:مستدرك الوسائل:٢٨/١٨، رقم:٢١٩٢١،مؤسسة آل البيت لإحياء التراث،الطبعة الثالثة ١٤١٢هـ).

اسی طرح جعفر نقدی نے اسے ذکر کیا ہے(انظر:الأنوار العلوية والاسرار المرتضوية:ص:١١٦،المطبعة الحيدرية ـ النجف،الطبعة الثانية ١٣٨١هـ).

نیز مرتضی مطہری نے بھی ”الهجرة والجهاد“ میں یہ روایت ان الفاظ سے ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو:

”قصة الإمام علي(ع) مع عمرو بن عبدود، هذا البطل الذي كان يوصف بفارس يليل ، الفارس الذي يعدل الفا، في معركة الخندق كان عسكر المسلمين في جهة من الخندق، وعسكر العدو في الجهة الثانية منه، بحيث لم يكن باستطاعة العدو أن يعبر إلى جهة المسلمين ورغم ذلك، فقد تمكن نفر من الكفار ومن بينهم عمرو بن عبدود من عبور الخندق بطريقة أو بأخرى، وأخذ عمرو يجول بفرسه وهو يصرخ: هل من مبارز؟... فلم يجرؤ أي من المسلمين على الخروج، وهم يعرفون من هو عمرو وماذا تعني مبارزته، فقال الرسول(ص): من له؟ فسكت الجميع إلا عليا إذ نهض، وقال: أنا له يا نبي الله! فقال (ص): إنه عمرو، اجلس، فنادى عمرو ثانية: ألا! من رجل؟ ثم أخذ يؤنبهم ويقول: أين جنتكم التي تزعمون أن من قتل منكم دخلها؟ فلم يجب إلا علي إذ نهض، و قال: أنا له يا رسول الله! فأجابه الرسول بمثل ما أجابه في المرة الأولى، فنادى عمرو ثالثة، فلم يجبه أحد أيضا غير الإمام علي، إذ نهض وقال: يا رسول الله! أنا له، فقال(ص) : إنه عمرو، فقال (ع): وإن كان عمرا، فاستأذن رسول الله فأذن له، وخرج(ع) الى عمرو، وخلاصة الحدث[كذا في الأصل، والصحيح: الحديث]: إن عليا(ع) يطرح بطل الأبطال على الأرض ويجلس على صدره، ليحتز رأسه، وهنا يبصق عمرو فى وجه علي(ع)، فيقوم الامام(ع) من فوق صدره، ويأخذ بالسير بهدوء بالقرب منه، وبعد فترة يعود، فيجلس مرة أخرى على صدره، ويهم بقطع رأسه، فيسأله عمرو عن سبب قيامه(ع) أولا ثم عودته ثانية. فماذا كان جواب الإمام؟ لقد غضب الإمام عند ما بصق اللعين في وجهه الشريف، وهنا تركه خشية من أنه إن قتله وهو غاضب، فقد يحتمل أن يكون ذلك غضبا لنفسه، لا لله، فقام عنه حتى هدأ(ع)، وعاد فقتله لله تعالى لا لغيره“(انظر:الهجرة والجهاد:ص:٩،مترجم: محمد جعفر باقري،معاونية العلاقات الدولية ـ إيران).

اہم نوٹ: یہ بھی واضح رہے کہ خندق کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کا معتبر واقعہ اہل سنت کی کتب میں بھی موجود ہے، لیکن اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر تھوکنے اور اس کے بعد کی گفتگو کا کوئی ذکر نہیں ہے، چنانچہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ”المستدرك“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا أحمد بن عبد الجبار، ثنا يونس بن بكير، عن ابن إسحاق، قال: كان عمرو بن عبد ود ثالث قريش، وكان قد قاتل يوم بدر حتى أثبتته الجراحة، ولم يشهد أحدا، فلما كان يوم الخندق خرج معلما ليرى مشهده، فلما وقف هو وخيله، قال له علي: يا عمرو! قد كنت تعاهد الله لقريش أن لا يدعو رجل إلى خلتين إلا قبلت منه أحدهما، فقال عمرو: أجل، فقال له علي رضي الله عنه: فإني أدعوك إلى الله عز وجل وإلى رسوله صلى الله عليه وسلم والإسلام، فقال: لا حاجة لي في ذلك، قال: فإني أدعوك إلى البراز، قال: يا ابن أخي! لم؟ فوالله ما أحب أن أقتلك، فقال علي: لكني أحب أن أقتلك، فحمي عمرو، فاقتحم عن فرسه فعقره، ثم أقبل فجاء إلى علي، وقال: من يبارز؟ فقام علي وهو مقنع في الحديد، فقال: أنا له يا نبي الله! فقال: إنه عمرو بن عبد ود، اجلس، فنادى عمرو: ألا رجل؟ فأذن له رسول الله صلى الله عليه وسلم، فمشى إليه علي رضي الله تعالى عنه وهو يقول:

لا تعجلن فقد أتا ... ك مجيب صوتك غير عاجز
ذو نبهة وبصيرة ... والصدق منجا كل فائز
إني لأرجو أن أقيم ... عليك نائحة الجنائز
من ضربة نجلاء ... يبقى ذكرها عند الهزاهز

فقال له عمرو: من أنت؟ قال: أنا علي، قال: ابن من؟ قال: ابن عبد مناف، أنا علي بن أبي طالب، فقال: عندك يا ابن أخي! من أعمامك من هو أسن منك، فانصرف فإني أكره أن أهريق دمك، فقال علي: لكني والله! ما أكره أن أهريق دمك، فغضب، فنزل فسل سيفه كأنه شعلة نار، ثم أقبل نحو علي مغضبا، واستقبله علي بدرقته، فضربه عمرو في الدرقة فقدها، وأثبت فيها السيف وأصاب رأسه فشجه، وضربه علي رضي الله عنه على حبل العاتق، فسقط وثار العجاج، فسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم التكبير، فعرف أن عليا قتله، فثم يقول علي رضي الله تعالى عنه:

أعلي يقتحم الفوارس هكذا ... عني وعنهم أخروا أصحابي
اليوم يمنعني الفرار حفيظتي ... ومصمم في الرأس ليس بنابي
إلا ابن عبد حين شد إليه ... وحلفت فاستمعوا من الكتاب
إني لأصدق من يهلل بالتقى ... رجلان يضربان كل ضراب
فصدرت حين تركته متجدلا ... كالجذع بين دكادك وروابي
وعففت عن أثوابه ولو أنني ... كنت المقطر يزن أثوابي
عبد الحجارة من سفاهة عقله ... وعبدت رب محمد بصواب

روایت نمبر ④

روایت: ”بروز قیامت بندہ کے سامنے اس کے اعمال پیش کئے جائیں گے جسے وہ دیکھے گا، اور بار بار دیکھے گا، پھر حیران ہو کر باری تعالیٰ سے عرض کرے گا: اے اللہ! اتنے سارے اعمال تو میں نے کئے ہی نہیں ہیں؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: تو نے فلاں شخص کو دعوت دی تھی، اس نے مجھے راضی کرنے کے لئے اعمال کئے وہ تمام اعمال تیرے حصہ میں لکھے گئے ہیں“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

ثم أقبل علي رضي الله عنه نحو رسول الله صلى الله عليه وسلم ووجهه يتهلل، فقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: هلا أسلبته درعه، فليس للعرب درعا خيرا منها، فقال: ضربته فاتقاني بسوءته، واستحييت ابن عمي أن استلبه، وخرجت خيله منهزمة، حتى أقحمت من الخندق“(المستدرك على الصحيحين:٣٤/٣،رقم:٤٣٢٩،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ).

نیز امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ہی ”المستدرک“ میں اسے مختصر تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا أحمد بن عبد الجبار، ثنا يونس بن بكير، عن محمد بن عبد الرحمن، عن الحكم، عن مقسم، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قتل رجل من المشركين يوم الخندق فطلبوا أن يواروه ؟فأبى رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى أعطوه الدية، وقتل من بني عامر بن لؤي عمرو بن عبد ود قتله علي بن أبي طالب مبارزة. هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه“(المستدرك على الصحيحين:٣٣/٣،رقم:٤٣٢٦،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـبيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ).

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیر بحث الفاظ و سیاق پر مشتمل حدیث سنداً نہیں مل سکی، البتہ یہ مضمون صحیح حدیث میں موجود ہے کہ دوسروں کو ہدایت کی دعوت دینے والے کو اس ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے اجر جیسا بدلہ ملتا ہے، چنانچہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا يحيى بن أيوب، وقتيبة بن سعيد، وابن حجر، قالوا: حدثنا إسماعيل يعنون ابن جعفر، عن العلاء، عن أبيه، عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من دعا إلى هدى، كان له من الأجر مثل أجور من تبعه، لا ينقص ذلك من أجورهم شيئا، ومن دعا إلى ضلالة، كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه، لا ينقص ذلك من آثامهم شيئا".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے (دوسروں کو) ہدایت کی دعوت دی تو اسے اس ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے اجر جیسا بدلہ ملے گا، (اور) ایسے کرنے سے ان عمل کرنے والوں کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی، اور جو شخص گمراہی کی جانب (دوسروں کو) بلائے تو اس پر اس گمراہی کو اختیار کرنے والے لوگوں کے گناہ جیسا وبال پڑے گا، (اور) ایسا کرنے سے ان کے گناہوں میں کچھ کمی واقع نہ ہوگی۔
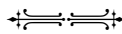
---

[1] الصحيح لمسلم: ٢٠٦٠/٤، رقم: ٢٦٧٤، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

روایت نمبر⑤

روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایک عورت کو دیکھنے سے انکار کرنا، جس سے ایمان لانے سے قبل تعلقات تھے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے، اور کچھ عرصہ صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہنے کے بعد گھر واپس گئے، وہاں ان کے کسی عورت کے ساتھ مراسم اور تعلقات تھے، وہ عورت ان سے ملنے کے لئے آئی، انہوں نے رخ پھیر لیا، وہ کہنے لگی: کیا بات ہوئی؟ وہ بھی وقت تھا جب تم میری محبت میں بے قرار ہو کر گلیوں کے چکر لگاتے تھے، مجھے ایک نظر دیکھنے کے لئے تڑپتے تھے، میری ملاقات کے شوق میں ٹھنڈی آہیں بھرتے تھے جب میں تم سے ملاقات کرتی تھی، تو قسمیں کھا کھا کر اپنی محبت کی یقین دہانی کرواتے تھے، اب میں خود چل کر تمہارے پاس ملنے کے لئے آئی ہوں تو تم نے آنکھیں بند کر لیں، وہ فرمانے لگے کہ میں ایک ایسی حسین ہستی دیکھ کر آیا ہوں کہ اب میری نگاہیں کسی غیر پر نہیں پڑ سکتیں، میں دل کا سودا کر چکا ہوں، وہ عورت ضد میں آکر کہنے لگی: اچھا ایک مرتبہ میری طرف دیکھ تو لو، اس صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عورت! چلی جا، ورنہ میں تلوار سے تیرا سر قلم کر دوں گا۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑥

روایت: حضرت موسی علیہ السلام کے پوچھنے پر اللہ تعالی کا فرمانا کہ جب میں کسی بندے پر مہربان ہوتا ہوں تو اسے بیٹی عطا کرتا ہوں۔

روایت: حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے پوچھا: یا اللہ! جب آپ اپنے بندے پر مہربان ہوتے ہیں تو کیا عطا کرتے ہیں؟ اللہ تعالی نے فرمایا: اگر شادی شدہ ہو تو بیٹی عطا کرتا ہوں، حضرت موسی علیہ السلام نے پھر پوچھا: یا اللہ! اگر آپ کسی بندے پر زیادہ مہربان ہوں تو پھر کیا عطا کرتے ہیں؟ اللہ تعالی نے پھر فرمایا: تو میں اسے دوسری بیٹی عطا کرتا ہوں، حضرت موسی علیہ السلام نے پھر پوچھا: یا اللہ! اگر آپ کسی بندے پر سب سے زیادہ مہربان ہوں تو پھر کیا عطا کرتے ہیں؟ تو اللہ تعالی نے پھر فرمایا: اے موسی! میں تیسری بیٹی بھی عطا کرتا ہوں، اور جب میں اپنے بندے کو بیٹا عطا کرتا ہوں تو اس بیٹے سے کہتا ہوں: جاؤ اور اپنے باپ کا بازو بنو، اور جب بیٹی عطا کرتا ہوں تو مجھے اپنی خدائی کی قسم! میں اس کے باپ کا بازو خود بنتا ہوں، بیٹی رحمت ہوتی ہے۔

بعض مقامات پر یہ روایت ان الفاظ سے بھی بیان کی جاتی ہے: ایک بار حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے عرض کیا: اے مالک! جب آپ خوش ہوتے ہیں تو کیا کام کرتے ہیں؟ اللہ تعالی نے فرمایا: میں بارش برساتا ہوں، حضرت موسی علیہ السلام نے پھر عرض کیا: جب آپ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ اللہ تعالی نے فرمایا: میں بیٹیاں عطا کرتا ہوں، حضرت موسی علیہ السلام نے پھر عرض کیا: یا باری تعالی! جب آپ سب سے زیادہ خوش ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ تو اللہ تعالی نے فرمایا: میں مہمان بھیجتا ہوں۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
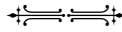
روایت نمبر ⑦

روایت: ایک بچہ کا اپنی ماں کی گود میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی گواہی دینا، اور حضرت یوسف علیہ السلام کا اس بچے کے جوان ہونے پر اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا، اور اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ فرمانا: اللہ کریم اس مومن کے ساتھ کیا برتاؤ کریں گے جس نے پوری زندگی اللہ تعالی کی وحدانیت کی گواہی دی۔

روایت کا مصدر

شیخ علی اکبر بن حسین نہاوندی شیعی (المتوفی ۱۳۶۹ھ) "خزینۃ الجواھر"[1] میں لکھتے ہیں:

"در بعض از کتب معتبرہ است کہ وقتی حضرت یوسف در زمان سلطنتش در قصر خود نشستہ بود، دید جوانی بالباس ھای کھنہ و چرک از پای قصر او عبور نمود جبرئیل شرخیاب خدمتش بود عرض کرد، ای یوسف ایں جوان رامی شناسی فرمودند، عرض کرد این ہمان طفلی است کہ در گھوارہ بسخن در آمد وشہادت بطہارت ذیل تو از لوث عصیان داد در نزد عزیز مصر، حضرت یوسف فرمودند اورا بر من حقی است پس فرستاد، آں جوان را احضار نمودند، چوں حاضرش کردند امر نمود او را نظیف نمودہ ولباس ہای فاخر باو پوشانید، ومفردی راز برای او معین نمود و اکرام و انعام زیاد در حق او مرعّی داشت جبرئیل از وضع رفتار حضرت

---

[1] خزينة الجواهر في زينة المنابر: ص: ٢٧٦، كاتب: محمد حسن السبزواري، دون ذكر مطبع، سنة ١٣٥٨هـ.
علی اکبر بن حسین نہاوندی شیعی کے ترجمہ کے لئے دیکھئے: (طبقات أعلام الشيعة: ١٥٩٩/١٦، رقم: ٢١٣٤، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ).

یوسف با آنجوان تبسم نمود، یوسف فرمود: یا اخا جبرئیل! آیا در حق او کم احسان نمودم کہ تبسم کردی، عرض کرد: نہ، ولکن تبسم من از این جہتہ بود کہ ہر گاہ تو کہ مخلوق ہستی در حق این جوان بواسطۂ یک شہادت حقی دربارۂ تو کہ در حال بیشعوری راز او ناشی شدہ است این ہمہ احسان بنمائی پس آیا خداوند کریم در حق بندۂ مؤمن خود کہ در تمام عمر شہادت حق بر توحید او دادہ چہ قدر احسان خواہد فرمود"۔

بعض معتبر کتابوں میں آتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زمانہ سلطنت میں اپنے محل میں بیٹھے ہوئے تھے، اس دوران ایک نوجوان کو دیکھا جو محل کے نیچے راستہ سے گزر رہا تھا، جس کے کپڑے گندے اور بوسیدہ تھے، اور جبرئیل علیہ السلام حضرت یوسف کے پاس تھے، انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا: کیا آپ اس نوجوان کو جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ وہی بچہ ہے جس نے اپنی ماں کی گود میں آپ کی پاک دامنی کی عزیز مصر کے سامنے گواہی دی تھی، یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اس کا مجھ پر حق ہے، اس کو میرے سامنے لاؤ اور اسے صفائی و عمدہ لباس پہنانے کا حکم دیا، اور اس کے لئے مال میں سے ایک وظیفہ مستقل طور پر مقرر فرمایا، اور اس کا خوب اعزاز و اکرام کیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام اس عمل کو دیکھ کر مسکرائے، حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا: اے میرے بھائی جبرئیل! کیا میں نے اس نوجوان کے ساتھ احسان میں کمی کی ہے کہ تم مسکرائے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں احسان کی کمی کی وجہ سے نہیں مسکرایا، لیکن مجھے ہنسی اس لئے آئی کہ آپ ایک مخلوق ہیں اور آپ نے اس نوجوان پر اس قدر احسان کیا جس نے آپ کی شان میں حق بات کی گواہی بلا کسی شعور و عقل کے دی، تو اللہ کریم اس مومن کے ساتھ کیا برتاؤ کرے گا جس نے پوری زندگی اللہ عزوجل کی وحدانیت کی گواہی دی۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
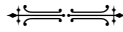
روایت نمبر⑧

روایت: ”روزہ رکھنے کی وجہ سے امت محمدیہ ﷺ کے ہونٹوں کا خشک ہو جانا اور رنگ کا زرد پڑ جانا، اور اس پر باری تعالی کی طرف سے ان کا اکرام فرمانا“۔

روایت کا مصدر

علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ ”نزهة المجالس“[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

”قال موسى عليه السلام: يا رب! أكرمتني بالتكليم فهل أعطيت أحدا مثل ذلك؟ فأوحى الله تعالى إليه:يا موسى! إن لي عبادا أخرجهم في آخر الزمان، وأكرمهم بشهر رمضان، فأكون أقرب لأحدهم منك، لأنك كلمتني وبيني وبينك سبعون ألف حجاب، فإذا صامت أمة محمد صلى الله عليه وسلم حتى ابيضت شفاههم، واصفرت ألوانهم، أرفع الحجب بيني وبينهم وقت إفطارهم، يا موسى! طوبى لمن عطش كبده، وأجاع بطنه في رمضان“.

موسی علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! آپ نے مجھے گفتگو سے شرف بخشا، کیا آپ نے کسی اور کا بھی ایسا اکرام کیا ہے؟ سو اللہ تعالی نے وحی نازل فرمائی: اے موسی! بلاشبہ میرے بندے ہیں، جن کو آخری زمانے میں لاؤں گا، اور میں ان کا ماہِ رمضان میں اکرام کروں گا، چنانچہ میں ان سے تم سے زیادہ قریب ہوں گا، کیونکہ تم مجھ سے اس حال میں گفتگو کرتے ہو کہ میرے اور تمہارے درمیان ستر ہزار پردے ہوتے ہیں، جبکہ امتِ محمد ﷺ روزہ رکھتی ہے، حتی کہ ان کے ہونٹ سفید ہو جاتے ہیں، اور ان کا

---

[1] نزهة المجالس: ۲۰۰/۱، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ۱۴۳۸ھ۔

رنگ زرد پڑ جاتا ہے، تو میں ان کے افطار کے وقت اپنے اور ان کے درمیان پردے ہٹا دیتا ہوں، اے موسی! اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے رمضان میں اپنے جگر کو پیاسا رکھا، اور اپنے پیٹ کو بھوکا رکھا۔

علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "روح البیان"[1] میں یہ حکایت بلاسند نقل کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

[1] روح البیان: ۱۵۰/۸، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة ۱٤۳۸ھ۔
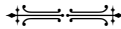
روایت نمبر⑨

روایت: بے وقوف ہمارا دشمن ہے، اور عقلمند ہمارا دوست ہے۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

گفت پیغمبرؐ کہ احمق ہر کہ ہست — اُو عَدُوِّ ما و غُولِ رہزن ست

پیغمبرؐ نے فرمایا: احمق جو بھی ہے وہ ہمارا دشمن اور بھٹکانے والا چھلاوا ہے

ہر کہ عاقل اُو بُود اُو جانِ ماست — روحِ اُو و ریحِ اُو ریحانِ ماست

جو بھی عقلمند ہے وہ ہماری جان ہے، اس کی روح اور اس کی ہوا ہماری خوشبو ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۱۹۰/٤، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد اينڈ كمبني ـ لاهور.
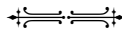
روایت نمبر⑩

روایت: آپ ﷺ کا بنی ہذیل کے ایک نوجوان شخص کو لشکر کا امیر مقرر کرنا، اور اس پر ایک شخص کا اعتراض کرنا کہ اسے امیر نہ بنائیں، کیونکہ آپ ہی کا فرمان ہے کہ پیشوا بوڑھا ہونا چاہیے، اور آپ ﷺ کا اس شخص سے فرمانا کہ اے ظاہر بیں! تو اس کو جوان اور بے ہنر نہ سمجھ۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

یک سَریّہ می فرستادئے رسُولؐ بہر جنگ کافر ودفعِ فضُول

آنحضور ﷺ ایک لشکر بھیج رہے تھے کافر (لوگوں) سے جنگ اور فضول (لوگوں) کو دفع کرنے کے لئے۔

یک جوانے را گزید اُو از ہذیل میر لشکر کردش وسَالارِ خیل

آپ نے (بنی) ہذیل کے ایک نوجوان کو منتخب فرمایا اُس کو لشکر کا امیر اور لشکر کا سپہ سالار بنادیا۔

چوں پیمبرؐ سرورے کرد از ہذیل از برائے لشکرِ منصورِ خیل

جب پیغمبر ﷺ نے ہذیل میں سردار بنایا فتحمند گروہ کے لشکر کے لئے۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۱۹۴/٤، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

بُوالفضولے از حسد طاقت نداشت   اعتراض ولا نسلم بر فراشت

ایک بیہودہ حسد کی وجہ سے برداشت نہ کر سکا، اعتراض اور ہم نہیں مانتے کا اعلان کیا[1]۔

گفت نے نے یا رسول اللہ مکُن   سرورِ لشکر مگر شیخ کہن

اُس نے کہا: نہیں نہیں اے اللہ کے رسول! نہ بنایئے لشکر کا سردار سوائے پرانے بوڑھے کے۔

یارسول اللہ جواں ار شیر زاد   غیر مرد پیر سَر لشکر مَباد

اے رسول اللہ! جوان خواہ شیر کا بچہ ہو، بوڑھے شخص کے سوا لشکر کا سردار نہ ہونا چاہیئے۔

ہم تو گفتستی و گفت تو گوا   پیر باید پیر باید پیشوا

آپ ہی نے یہ کہا ہے، اور آپ کا فرمانا گواہ ہے (کہ) پیشوا بوڑھا چاہیئے بوڑھا۔

یارسول اللہ دریں لشکر نگِر   ہست چندیں پیر وازوے پیشتر

اے رسول اللہ! اِس لشکر کو دیکھئے بہت سے بوڑھے ہیں اور اُس سے بڑھ کر (ہیں)[2]۔

ہمچنیں پیوستہ کرد آں بے ادب   پیش پیغمبرؐ سُخن زاں سَر دلَب

اسی طرح مسلسل وہ بے ادب کرتا رہا بات پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے ٹھنڈے ہونٹوں سے۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ١٩٧/٤، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

[2] مثنوي مولوي معنوي: ١٩٩/٤، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

دست می دادش سُخن اُو بے خبر　　　که خبر ہرزہ بُوَد پیش نظر

باتیں اس کے ہاتھ آتی رہیں وہ بے خبر تھا کہ مشاہدہ کے سامنے خبر بے کار ہوتی ہے۔

ایں خبرہا از نظرہا نائب ست　　　بہرِ حاضر نیست بہرِ غائب ست

یہ خبریں مشاہدوں کے بعد ہیں، یہ مشاہد کے لئے نہیں ہیں، غائب کے لئے ہیں۔

ہر کہ اُو اندر نظر موصول شُد　　　ایں خبرہا پیش اُو معزول شُد

جو شخص مشاہدہ میں پہنچ گیا یہ خبریں اُس کے لئے بے کار ہوگئیں[1]۔

در حضورِ مصطفای قند خُو　　　چوں زحد بُرد آں عرب آں گفتگو

شیریں مزاج مصطفی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دربار میں جب اُس عرب نے وہ گفتگو حد سے بڑھادی۔

آں شہِ والنّجم و سلطانِ عبس　　　لب گزید آں سَر دَدَم را گفت بَس

والنّجم کے شاہ اور عَبَسَ کے سلطان نے ہونٹ دبایا، اُس سَر دلب سے کہا کہ بَس.

دست می زد بہر مَنعش بر دہاں　　　چند گوئی پیشِ دانای نہاں

اُس کو روکنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھا واقفِ اَسرار کے سامنے کتنا بولے گا؟[2]۔

چَند گوئی اے لجُوجِ بے صَفا　　　ایں فُسونِ دیو پیشِ مصطفیٰ

اے بدباطن جھگڑالو! تو کب تک پڑھے گا؟ یہ شیطانی منتر مصطفی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے روبرو[3]۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي:٢٠٠/٤،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني ـ لاهور.
[2] مثنوي مولوي معنوي:٢٠٢/٤،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني ـ لاهور.
[3] مثنوي مولوي معنوي:٢٠٣/٤،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني ـ لاهور.

گفت پیغمبرؐ کہ اے ظاہر نگر تو مبیں اُو را جوان و بے ہنر

پیغمبر ﷺ نے فرمایا: اے ظاہر بیں! تو اُس کو جوان اور بے ہنر نہ سمجھ۔

اے بساریش سیاہ و مرد پیر وے بساریشِ سفید و دل چو قیر

بہت سے کالی داڑھی والے ہیں اور بوڑھے ہیں، بہت سے سفید داڑھی والے ہیں اور سیاہ دل ہیں۔

عقل اُورا آموز دم بارہا کرد پیری آں جواں درکارہا

میں نے بارہا اُس کی عقل آزمائی ہے، کاموں میں اُس جوان نے بوڑھاپن دکھایا ہے۔

پیر پیرِ عقل باشد اے پسر نے سفیدی موی اندر ریش و سَر

اے بیٹا! بوڑھا عقل کا بوڑھا ہوتا ہے، نہ کہ سَر اور داڑھی کے بالوں میں سفیدی[1]۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۲۰۹/٤، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.
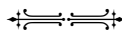
روایت نمبر⑪

روایت: ”اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کر کے ان میں عقل رکھی، اور چوپایوں کو پیدا کر کے ان میں شہوت رکھی، اور بنی آدم کو پیدا کر کے اس میں عقل اور شہوت دونوں رکھی ہیں، تو جس کی عقل شہوت پر غالب آگئی وہ ملائکہ سے افضل ہے، اور جس کی شہوت عقل پر غالب آگئی وہ چوپایوں سے کمتر ہے“۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) ”مثنوي“[۱] میں لکھتے ہیں:

”در تفسیر ایں حدیثِ نبویؐ کہ إن الله تعالى خلق الملائكة وركب فيهم العقل، وخلق البهائم وركب فيها الشهوة، وخلق بني آدم وركب فيهم العقل والشهوة، فمن غلب عقله على شهوته فهو أعلى من الملائكة، ومن غلبت شهوته على عقله فهو أدنى من البهائم. صدق النبي صلى الله عليه وسلم“.

اِس حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا فرمائے اور ان میں عقل رکھی، اور چوپایوں کو پیدا فرمایا اور ان میں شہوت رکھی، اور بنی آدم کو پیدا فرمایا اور ان میں عقل اور شہوت (دونوں) رکھی، تو جس کی عقل شہوت پر غالب آگئی وہ ملائکہ سے افضل ہے، اور جس کی شہوت عقل پر غالب آگئی وہ چوپایوں سے کمتر ہے، (مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔

---

[۱] مثنوي مولوي معنوي: ۱۴۹/۴، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ بعض حکماء اور بعض سلف کے قول کے طور پر یا بغیر کسی کے انتساب کے درج ذیل کتب میں بھی بلا سند مذکور ہے:

علامہ ابو الحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۵۰ھ) نے "أدب الدين والدنيا"[1] میں، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "مكاشفة القلوب"[2] میں، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "مفاتيح الغيب"[3] میں، حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "مجموع الفتاوى"[4] میں، حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج السالكين"[5] میں، علامہ مجد الدین

---

[1] ادب الدين والدنيا:ص:٦٢،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
علامہ ابو الحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "قال بعض العلماء" کہہ کر نقل کیا ہے۔

[2] مكاشفة القلوب:ص:٢١،ت:أحمد جاد،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٥هـ.

[3] مفاتيح الغيب:٢٥٣/٢،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

[4] مجموع فتاوى:٤٢٨/١٥،ت:عبد الرحمن بن محمد بن قاسم،مجمع الملك فهد ـ المدينة،الطبعة ١٤٢٥هـ.
حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "أبوبكر عبد العزيز من أصحابنا وغيره" کی جانب منسوب کیا ہے، یعنی ابو بکر عبد العزیز بن جعفر (المتوفی ۳۶۳ھ) جو غُلام خلاّل سے مشہور ہے۔

[5] مدارج السالكين:٣٣٤/٢،ت:محمد المعتصم بالله البغدادي،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة السابعة ١٤٢٣هـ.
حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "كما قال بعض السلف" کہہ کر نقل کیا ہے۔

فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے "بصائر ذوي التمييز"[1] میں، علامہ شہاب الدین ابن شلبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۷ھ) نے "حاشية على تبيين الحقائق"[2] میں اور علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البيان"[3] میں بلا سند ذکر کی ہے۔

---
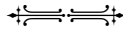
[1] بصائر ذوي التمييز: ٤٩٤/٤،ت:محمد علي النجار،إحياء التراث الإسلامي ـ القاهرة،الطبعة الثالثة ١٤١٦هـ.
علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "كما قال بعض السلف" کہہ کر نقل کیا ہے۔

[2] انظر حاشية تبيين الحقائق: ١٢٦/١،مكتبة امدادية ـ ملتان باكستان.
علامہ شہاب الدین احمد بن محمد شلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "وفي جامع الكردي" کہہ کر نقل کیا ہے۔

[3] روح البيان: ٩/٢،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "قالوا" کہہ کر نقل کیا ہے۔

روایت نمبر⑫

روایت: ”آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ علماء اور فقہاء سے دور بھاگیں گے، تو اللہ تعالی ان کو تین مصیبتوں میں مبتلا کر دیں گے: ① ان کی کمائی سے برکت اٹھالی جائے گی، ② اللہ تعالی ان پر ظالم بادشاہ مسلط کر دیں گے، ③ وہ دنیا سے بغیر ایمان کے جائیں گے“۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت علامہ عثمان بن حسن خوبوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”درة الناصحين“[1] میں بلا سند ذکر کی ہے:

”وقال عليه السلام: سيأتي زمان على أمتي يفرون من العلماء والفقهاء فيبتليهم الله تعالى بثلاث بليات، أولاها: يرفع البركة من كسبهم، والثانية: سلط الله تعالى عليهم سلطانا ظالما، والثالثة: يخرجون من الدنيا بغير إيمان“.

آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ علماء اور فقہاء سے دور بھاگیں گے، تو اللہ تعالی ان کو تین مصیبتوں میں مبتلا کر دیں گے، اول: ان کی کمائی سے برکت اٹھالی جائے گی، دوم: اللہ تعالی ان پر ظالم بادشاہ مسلط کر دیں گے، سوم: وہ لوگ دنیا سے بغیر ایمان کے جائیں گے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا

---

[1] درة الناصحين: ص: ٢٤، فيضي كتب خانه ـ كوئته ـ باكستان.

موقوف رکھا جائے ، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
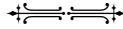
روایت نمبر ⑬

روایت: ”پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لڑائیوں سے پہلے بہادری کچھ نہیں ہے“۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) ”مثنوي“[1] میں لکھتے ہیں:

گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سپہدارِ غیوب　　لا شجاعة يا فتی! قبل الحروب

غیب کے سپہ سالار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نوجوان! لڑائیوں سے پہلے بہادری کچھ نہیں ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۳۸۱/۳، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.
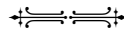
روایت نمبر ⑭

روایت: نبی ﷺ نے فرمایا: "ليس للماضين هم الموت، وإنما لهم حسرة الفوت". جانے والوں کو موت کا غم نہیں ہے، ان کو فوت کی حسرت ہے۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

"قال النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم: ليس للماضين هم الموت، وإنما لهم حسرة الفوت". نبی ﷺ نے فرمایا جانے والوں کو موت کا غم نہیں ہے، ان کو فوت کی حسرت ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

تفصیل گزر چکی ہے کہ زیر بحث حدیث سنداً نہیں مل سکی، تاہم زاہد واعظ ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کے قول کے طور پر درج ذیل الفاظ منقول ہیں:

---

[1] مثنوي مولوي معنوي:۱۵۱/٦، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

"إن الموتی لم یبکوا من الموت، ولکنهم یبکون من حسرة الفوت، فاتتهم واللہ! دار لم یتزودوا منها، ودخلوا دارا لم یتزودوا لها"[1].

مرنے والے موت کی وجہ سے نہیں روتے، بلکہ وہ حسرتِ فوت میں روتے ہیں، کیونکہ واللہ! ان سے ایک جہان چھوٹ گیا ہے، جہاں سے وہ توشہ نہیں لے سکے، اور وہ ایک ایسے جہان میں داخل ہو جاتے ہیں جس کے لئے ان کے پاس کوئی توشہ نہیں ہوتا۔
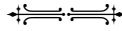
[1] العاقبة في ذكر الموت والآخرة: ص:٤٦، خضر محمد خضر، مكتبة دار الأقصى ـ الكويت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

روایت نمبر ⑮

روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے یہ درود شریف پڑھا تو گویا مجھ پر سارے درود بھیج دیئے:

اللهم صل على محمد بعدد كل ذكره ألف ألف مرة“. **اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت کاملہ نازل فرما ان کے ہر مرتبہ ذکر کے عدد کے بقدر لاکھوں مرتبہ۔**

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
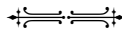
روایت نمبر ⑯

روایت: ”پیغمبر ﷺ نے فرمایا: مومن بانسری ہے خالی ہونے کے وقت شور کرنے والی ہے“۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) ”مثنوی“[1] میں لکھتے ہیں:

چوں پیمبر گفت مومن مزمرست   در زمانِ خالیے نالہ گر ست

جیسا کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا: مومن بانسری ہے، خالی ہونے کے وقت شور کرنے والی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي:٤٠٤/٦،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد ايند كمبني ـ لاهور.
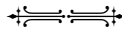
روایت نمبر ⑰

روایت: ”ہر مرنے والا ضرور یہ تمنا کرے گا کہ وہ پہلے مر جاتا، نیک تو اس لئے کہ جلد بھلائی کی طرف پہنچ جاتا، اور بد اس لئے کہ بدکاری کم ہوتی“۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) ”مثنوي“[۱] میں لکھتے ہیں:

”در بیان حدیث: ما مات من یموت إلا وتمنی أن یموت قبل ما مات، إن کان برا لیکون إلی وصول البر أعجل، وإن کان فاجرا لیقل فجوره“. اس حدیث کے بیان میں: ہر مرنے والا یہ ضرور تمنا کرے گا کہ وہ پہلے مر جاتا، اگر وہ نیک ہے تو اس لئے کہ جلد بھلائی تک پہنچ جاتا، اور اگر بد ہے تو اس لئے کہ اس کی بد کاری کم ہوتی۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[۱] مثنوي مولوي معنوي: ۷۰/۵، مترجم: قاضي سجاد حسین، حامد اینڈ کمبني ـ لاهور.
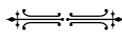
روایت نمبر⑱

روایت: ”پیغمبر ﷺ نے فرمایا: رزق کا دروازہ بند اور اس پر تالا لگا ہوا ہے، اس کی کنجی محنت، کوشش، اور کمانا ہے“۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) ”مثنوي“[1] میں لکھتے ہیں:

گفت پیغمبرؐ کہ بَر رزق اے فتی　　دَر فروبَست ست و بر در قُفلہا

پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے نوجوان! رزق کا دروازہ بند ہے اور دروازے پر تالے ہیں۔

جُنبش و آمد شدِ ما و اِکتساب　　ہست مفتاحے براں قُفل و حجاب

ہماری حرکت اور آنا جانا اور کمانا اس تالے اور پردے کی کنجی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۲۴۳/۵، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.
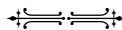
روایت نمبر ⑲

روایت: اس درود کے پڑھنے والے کو آسمان وزمین بھر کر اور عرش عظیم کے برابر ثواب ملتا ہے: "اللهم صل علی محمد ملء السموات والأرض وملء العرش العظیم".

روایت کا مصدر

علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ "ذریعة الوصول"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"اللهم صل علی محمد ملء السموات والأرض وملء العرش العظیم".

ترجمہ: یا اللہ! رحمت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جس سے آسمان بھر جائے، زمین بھر جائے اور عرشِ عظیم بھر جائے۔

ف: کہتے ہیں کہ اس درود شریف کے پڑھنے والے کو آسمان وزمین کی بھرتی اور عرش عظیم کی مقدار کے برابر ثواب ملتا ہے"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام وواقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] ذریعة الوصول إلی جناب الرسول مترجم: ص: ۲۲٤، رقم: ۱۷۳، مکتبة لدھیانوي ـ کراتشي.
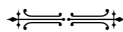
روایت نمبر ⑳

روایت: "قسّام في النار". بانٹنے والا جہنمی ہے۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

آں دو گفتندش ز قسمت در گذر گوش کن قسام فی النار از خبر

ان دونوں نے اس سے کہا کہ بانٹنے سے در گزر کر، قسام جہنمی ہے، حدیث سے سن لے۔

گفت قسام آں بود کو خویش را کرد قسمت بَر ہوا نے بَر خدا

اُس نے کہا قسام وہ ہوتا ہے جس نے اپنے آپ کو خواہش نفسانی پر تقسیم کر دیا، نہ خدا پر۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۲۳۷/٦، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.
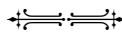
روایت نمبر (۲۱)

روایت: "جو شخص بعد نماز ظہر و عصر ۳، ۳ مرتبہ اور جمعہ کے دن ہر نماز کے بعد ۷، ۷ مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرے تو اسے اس درود شریف کے ہر صیغہ پر اس قدر ثواب ہو گا کہ فرشتوں کے لئے اس کا ثواب لکھنا آسان نہیں ہو گا: "اللهم صل على محمد عبدك ورسولك النبي الأمي وعلى آله وأزواجه وذريته وسلم عدد خلقك ورضا نفسك وزنة عرشك ومداد كلماتك". **اے اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد اُمی نبی ﷺ پر اور ان کی آل اور ان کی ازواج اور ان کی اولاد پر رحمت کاملہ نازل فرما، اور اپنی مخلوقات کی تعداد اور اپنی ذات کی رضا اور اپنے عرش کے وزن اور اپنے کلمات کی تعداد کے بقدر سلامتی نازل فرما۔**

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

تفصیل گزر چکی ہے کہ زیر بحث درود کے بارے میں مذکورہ فضیلت سنداً نہیں ملتی، تاہم بعض علماء کے نزدیک مذکورہ درود کو "افضل الکیفیات" کہا گیا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباري" [1] میں تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] فتح الباري: ١٦٧/١١، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، المكتبة السلفية ـ القاهرة.

”وذكر شيخنا مجد الدين الشيرازي في جزء له في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم عن بعض العلماء أنه قال: أفضل الكيفيات أن يقول: اللهم صل على محمد عبدك ورسولك النبي الأمي وعلى آله وأزواجه وذريته وسلم عدد خلقك ورضا نفسك وزنة عرشك ومداد كلماتك، وعن آخر نحوه، لكن قال: عدد الشفع والوتر وعدد كلماتك التامة، ولم يسم قائلها، والذي يرشد إليه الدليل أن البر يحصل بما في حديث أبي هريرة لقوله صلى الله عليه وسلم من سره أن يكتال بالمكيال الأوفى إذا صلى علينا فليقل: اللهم صلي على محمد النبي وأزواجه أمهات المؤمنين وذريته وأهل بيته كما صليت على إبراهيم. الحديث، والله أعلم“.

ہمارے شیخ مجد الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فضائل درود کے ایک جزء میں بعض علماء سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”افضل الکیفیات“ یہ درود ہے: ”اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وعلی الہ وازواجہ وذریتہ عدد خلقک ورضا نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک“۔ اور مجد الدین فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض دوسروں سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے، لیکن وہ فرماتے ہیں: ”عدد الشفع والوتر وعدد کلماتک التامۃ“، لیکن (مجد الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے) ان کلمات کے قائلین کا نام ذکر نہیں کیا، اور یہ دلیل اس جانب اشارہ کرتی ہے کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ”بر“ (یعنی قسم براری) کا حصول ہوتا ہے: جس شخص کو اس سے خوشی ہے کہ جب وہ ہم پر درود پڑھے اسے وافر مقدار میں ثواب ملے تو وہ یہ پڑھے: ”اللهم صل على محمد النبي وأزواجه أمهات المؤمنين وذريته وأهل بيته كما صليت على إبراهيم“، الحدیث، واللہ اعلم۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "القول البدیع"[1] میں بعض علماء کے حوالہ سے زیر بحث درود نقل کرکے فرماتے ہیں: "قلت ومال إليها شيخنا فيما بلغني عنه حيث قال: هي أبلغ". میں کہتا ہوں کہ مجھے ہمارے شیخ سے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ اس کی جانب مائل ہوئے ہیں، وہ فرماتے ہیں: یہ درود ابلغ ہے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المنضود"[2] میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

اسی طرح علامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ "مطالع المسرات"[3] میں زیر بحث درود مذکورہ فضیلت نقل کئے بغیر لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: اس درود میں موجود الفاظ "صحیح مسلم" میں موجود ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی حدیث کی تسبیح سے ماخوذ ہیں، جن کو یہ کلمات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے صبح کی نماز کے وقت ابتدائی حصہ میں باہر تشریف لے گئے تھے، اور جویریہ رضی اللہ عنہا تسبیح کر رہی تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت تشریف لائے تو وہ اسی طرح بیٹھی ہوئی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تم اسی حال

---

[1] القول البديع: ص: ١٤٥، ت: محمد عوامة، دار اليسر ـ المدينة المنورة، الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.

[2] الدر المنضود: ص: ١٠٣، ت: بوجمعة عبد القادر مكري ومحمد شادي مصطفى، دار المنهاج ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

[3] مطالع المسرات: ص: ١٦٩، مطبعة وادي نيل، الطبعة ١٢٨٩هـ.

"مطالع المسرات" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وهذه الالفاظ في هذه الصلاة ماخوذة من تسبيح حديث أم المؤمنين جويرية بنت الحارث رضي الله تعالى عنهافي صحيح مسلم، قال لها صلى الله عليه وسلم وقد خرج من عندها بكرة حين صلى الصبح وهي تسبح، ثم رجع وهي جالسةبعد أن أضحى، فقال لها: مازلت على الحال التي فارقتك عليها، قالت: نعم، قال: قلت بعدك أربع كلمات ثلاث مرات، لو وزنت بما قلت منذ اليوم لوزنتهن، سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضى نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته. ورواه أيضا أصحاب السنن الأربعة".

میں ہو جس حال میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا، جویریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے آپ کے بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے تھے، اگر ان کلمات کو آپ کے آج کے پڑھے گئے کلمات کے مقابلہ میں وزن کیا جائے تو یہ کلمات ان پر بھاری ہو جائیں: ”سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضی نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ“، اور اسے اصحاب سنن اربعہ نے بھی تخریج کیا ہے۔
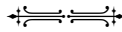
روایت نمبر (۴۲)

روایت: ”درج ذیل کلمات پڑھنے پر حضور ﷺ کی سفارش کہ حساب نہ لیا جائے، اور یہ کہ اللہ تعالی نے بخش دیا:

”اللهم آمنّا في أوطاننا، وأصلحنا وأصلح ولاة أمورنا، اللهم صل على محمد كلما ذكره الذاكرون، وكلما غفل عن ذكره الغافلون“. **اے اللہ! ہمارے وطنوں کو امن کا گہوارہ بنا، اور ہمیں نیک بنا اور ہمارے حاکموں کو نیک بنا، اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت کاملہ نازل فرما جب بھی یاد کرنے والے انہیں یاد کریں اور جب بھی غافل ہونے والے ان سے غافل ہوں۔**

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیر بحث کلمات پر مذکورہ فضیلت سنداً کسی روایت میں نہیں مل سکی، تاہم یہ ضرور ہے کہ متعدد علماء نے خواب میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی، پوچھنے پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ اللہ تعالی نے مذکورہ درود یعنی ”اللھم صل علی محمد کلما ذکرہ الذاکرون، وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون“ پڑھنے پر میری بخشش کر دی، نیز نبی ﷺ نے ان کے حق میں اللہ سے سفارش کی کہ ان سے حساب نہ

لیا جائے، یہ ساری تفصیل حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "القول البدیع"[1] میں ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"وعن عبد الله بن عبد الحكم قال: رأيت الشافعي رضي الله عنه في النوم، فقلت له: ما فعل الله بك؟ قال: رحمني، وغفر لي، وزففت إلى الجنة كما تزف العروس، ونثر علي كما ينثر على العروس، فقلت له: بم بلغت هذه الحالة؟ فقال لي قائل: يقول لك: بما في كتاب الرسالة من الصلاة على محمد صلى الله عليه وسلم، قلت: وكيف ذلك؟ قال: قال: وصلى الله على محمد عدد ما ذكره الذاكرون وعدد ما غفل عن ذكره الغافلون، قال: فلما أصبحت نظرت في الرسالة، فوجدت الأمر كما رأيت صلى الله عليه وسلم، رواه النُمَيْرِي، وابن بَشْكُوَال، وابن مَسْدِي من طريق الطحاوي عنه.

وكذا روي كما أخرجه البَرَدَانِي في المنامات، ومن طريقه ابن مَسْدِي من طريق المُزَنِي أنه قال: رأيت الشافعي في المنام بعد موته فقلت له: ما فعل الله بك؟ فقال غفر لي بصلاة صليتها على النبي صلى الله عليه وسلم في كتاب الرسالة، وهي: اللهم صل على محمد كلما ذكره الذاكرون، وصل على محمد كلما غفل عن ذكره الغافلون.

وفي لفظ للبيهقي في المناقب من طريق محمد بن حمدان الطرائفي، عن عبد الله الدينوري، قال: سمعت أبا الحسن الشافعي قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، فقلت: يا رسول الله! بم جزي الشافعي عنك

[1] القول البديع: ص: ٤٨٩، ت: محمد عوامة، دار اليسر ـ المدينة المنورة، الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ .

حيث يقول في كتاب الرسالة وصلى الله على محمد كلما ذكره الذاكرون، وغفل عن ذكره الغافلون؟ فقال: جزي عني أنه لا يوقف للحساب.

وكذا رواه التيمي في الترغيب، ومن طريقه أبو اليمن ابن عساكر لكن بلفظ: كلما ذكره الذاكر وغفل عن ذكره غافل، قال: جزي أنه لا يوقف للحساب يوم القيامة.

وروينا في الجزء المروي لنا من حديث ابن الصلاح من طريق أبي المظفر السمعاني بسنده إلى أبي الحسين يحيى بن الحسين الطائي، وكذا هو في مسلسلات ابن مسدي من طريق أبي الحسين، قال: سمعت ابن بُنان الأصبهاني ـ وهو بموحدة مضمومة ـ يقول: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام، فقلت: يا رسول الله! محمد بن إدريس الشافعي ابن عمك هل خصصته بشيء، أو هل نفعته بشيء؟ قال: نعم، سألت الله أن لا يحاسبه، فقلت: يا رسول الله بم؟ قال: لأنه كان يصلي علي صلاة لم يصل علي أحد مثلها، قلت: فما تلك الصلاة؟ قال: كان يقول: اللهم صل على محمد كلما ذكره الذاكرون، وصل على محمد كلما غفل عن ذكره الغافلون.

قلت: وقد بينت لفظ الشافعي في الفائدة التي قبيل الفصول من الباب الأول، وأنه فصلى الله على محمد نبينا كلما ذكره الذاكرون، وغفل عن ذكره الغافلون.

وعند البيهقي أيضا: أن الشافعي رئي في النوم، فقيل له: ما فعل الله بك؟ قال: غفر لي، فقيل له: بماذا؟ قال: بخمس كلمات كنت أصلي بهن

على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقيل له: وما هن؟ قال: كنت أقول: اللهم صل على محمد عدد من صلى عليه، وصل على محمد بعدد من لم يصل عليه، وصل على محمد كما أمرت أن يصلى عليه، وصل على محمد كما تحب أن يصلى عليه، وصل على محمد كما تنبغي الصلاة عليه".

عبد اللہ بن عبد الحکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے شافعی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا: اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھ پر اللہ نے رحم فرمایا اور میری بخشش کر دی، اور مجھے جنت میں آراستہ کرکے ایسے بھیجا گیا جیسے دلہن کو رخصت کیا جاتا ہے، اور مجھ پر ایسی چیزیں بکھیری گئیں، جیسے دلہن پر بکھیری جاتی ہیں، میں نے کہا: آپ اس مقام پر کیسے پہنچے ہیں؟ مجھے کسی کہنے والے نے کہا: یہ آپ سے کہہ رہے ہیں: کتاب "الرسالہ" میں موجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی وجہ سے، میں نے کہا کہ وہ درود کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: "صلى الله على محمد عدد ما ذكره الذاكرون، وعدد ماغفل عن ذكره الغافلون".

عبد اللہ بن عبد الحکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب صبح ہوئی تو میں نے "رسالہ" کو دیکھا، اس میں اسی طرح تھا جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں فرماتے ہوئے سنا۔

نمیری رحمۃ اللہ علیہ، ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ، ابن مَسدِی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اسے روایت کیا ہے، اور ایسے ہی بَرَدانی رحمۃ اللہ علیہ نے "منامات" میں اور ان کے طریق سے ابن مَسدِی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق مزنی رحمۃ اللہ علیہ اسے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ان کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا:

اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے کتاب "الرسالہ" میں موجود درود کی وجہ سے میری بخشش کر دی، جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا تھا، وہ درود یہ ہے: "اللهم صل علي محمد كلما ذكره الذاكرون، وصل على محمد كلما غفل عن ذكره الغافلون".

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی "مناقب" میں محمد بن حماد طرائفی، عن ابی عبد اللہ دِیْنَوَرِی کی سند سے یہ الفاظ منقول ہیں: دِیْنَوَرِی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو الحسن شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرماتے سنا ہے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! شافعی نے کتاب "الرسالہ" میں آپ پر یہ درود پڑھا ہے: "وصلى الله على محمد كلما ذكره الذاكرون، و غفل عن ذكره الغافلون"، اس درود کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ان کو کیا بدلہ ملا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری جانب سے ان کو یہ جزا ملی ہے کہ ان کو حساب کے لئے روکا نہیں جائے گا۔

اور اسی طرح تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے "ترغیب" میں، اور ان کے طریق سے ابو الیمن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، تاہم اس کے الفاظ یہ ہیں: "كلما ذكره ذاكر، وغفل عن ذكره غافل"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کو یہ جزا ملی ہے کہ ان کو حساب کے لئے روکا نہیں جائے گا۔

ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں سے ہم تک منقول جزء میں ہمیں بطریق ابو المظفر سمعانی بسندہ الی ابی الحسین یحیی بن حسین طائی روایت کیا گیا ہے، اور مسلسلات ابن مَسْدِی میں بھی یہ اسی طرح بطریق ابو الحسین ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے ابن بُنَان اصبہانی، یہ (لفظ بُنَان) باء کے ضمہ کے ساتھ ہے، کو فرماتے ہوئے

سنا ہے: میں نے رسول ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کے چچا کے بیٹے محمد بن ادریس شافعی کو آپ نے کوئی خصوصیت بخشی ہے، یا آپ سے ان کو کوئی فائدہ مل سکا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں، میں نے اللہ سے یہ درخواست کی تھی وہ ان کا حساب نہ لے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس کی وجہ کیا تھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کی وجہ یہ تھی کے شافعی نے مجھ پر ایسا درود پڑھا تھا جو مجھ پر کسی نے نہیں پڑھا، میں نے عرض کیا: وہ کون سا درود تھا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شافعی نے یہ درود پڑھا تھا: ''اللهم صل علی محمد کلما ذكره الذاكرون، وصل علی محمد كلما غفل عن ذكره الغافلون''.

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کو اس فائدہ میں بیان کیا ہے جو باب اول میں فصول سے پہلے ہے، اور وہ یہ ہیں: ''فصلی الله علی محمد نبينا كلما ذكره الذكرون، وغفل عن ذكره الغافلون''.

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ بھی ہے کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے میری بخشش کر دی، پھر پوچھا گیا: کس عمل کی وجہ سے؟ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پانچ کلمات کی بدولت، جن کے ذریعہ میں رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتا تھا، ان سے پوچھا گیا وہ کلمات کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں یہ پڑھتا تھا: ''اللهم صل علي محمد عدد من صلي عليه، وصل علي محمد بعدد من لم يصل عليه، وصل علی محمد كما أمرت أن يصلى عليه، وصل علی محمد كما تحب أن يصلى عليه، وصل علی محمد كما تنبغي الصلاة عليه''.

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ خواب کا تعلق زیر بحث روایت کے صرف دوسرے ٹکڑے یعنی (اللهم صل على محمد كلما ذكره الذكرون، وكلما غفل عن ذكره الغافلون) سے ہے، البتہ روایت کا پہلا ٹکڑا "اللهم آمنا في أوطاننا، واصلح ولاة أمورنا" امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ اس حکایت میں بھی نہیں ہے، واللہ اعلم۔
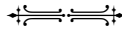
روایت نمبر (۴۳)

روایت: شیطان کافر کے ساتھ کھانے پینے سونے ہر حال میں شریک رہتا ہے، البتہ مومن کو غافل دیکھ کر حملہ کرتا ہے۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت خاص ان الفاظ سے آپ ﷺ کے ارشاد کے طور پر نہیں ملی، تاہم یہ روایت ان الفاظ سے حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیة الأولياء"[1] میں وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر تخریج کی ہے:

"حدثنا أبو بكر بن مالك، قال: ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، قال: حدثني أبي، قال: ثنا إبراهيم بن عقيل بن معقل، قال: ثنا عمران أبو الهذيل من الأبناء[كذا في الأصل]، عن وهب بن منبه، قال: ليس من الآدميين أحد إلا ومعه شيطان موكل، أما الكافر: فيأكل معه من طعامه، ويشرب من شرابه، وينام معه على فراشه، وأما المؤمن: فهو مجانب له، ينتظر متى يصيب منه غفلة أو غرة فيثب عليه، وأحب الآدميين إلى الشيطان الأكول النؤوم".

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمیوں میں سے ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان مقرر ہے، کافر کے ساتھ شیطان اس کے کھانے میں سے کھاتا ہے، اور اس کے مشروب میں سے پیتا ہے، اور اس کے ساتھ اس کے بستر پر سوتا ہے، لیکن مومن سے ذرا دور رہتا ہے، ہر وقت منتظر رہتا ہے، جب اس کو ذرا غافل پاتا ہے یا اسے دھوکہ دینے کا موقع پاتا ہے تو فوراً اس پر حملہ کر دیتا ہے، شیطان کو آدمیوں میں زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو زیادہ کھانے والا ہو خوب سونے والا ہو۔

---

[1] حلية الأولياء: ٤/ ٥٨، دار الفكر - بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

روایت کا حکم

زیر بحث روایت خاص ان الفاظ سے وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، تلاش بسیار کے باوجود یہ قول ان الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں نہیں ملا، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، بلکہ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کریں، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ صحیح حدیث میں حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ قول کا ابتدائی ٹکڑا (یعنی ہر انسان کے ساتھ شیطان کا ہونا) موجود ہے، ہمارا ذکر کردہ سابقہ حکم اس ابتدائی ٹکڑے کے علاوہ ذکر کردہ مضمون کا ہے، اس ابتدائی حصہ کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:

"حدثني هارون بن سعيد الأيلي، حدثنا ابن وهب، أخبرني أبو صخر، عن ابن قُسَيْط حدثه، أن عروة حدثه، أن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، حدثته أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من عندها ليلا، قالت: فغرت عليه، فجاء فرأى ما أصنع، فقال: ما لك؟ يا عائشة! أغرت؟ فقلت: وما لي لا يغار مثلي على مثلك؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أقد جاءك شيطانك؟ قالت: يا رسول الله! أو معي شيطان؟ قال: نعم، قلت: ومع كل إنسان؟ قال: نعم، قلت: ومعك يا رسول الله؟ قال: نعم، ولكن ربي أعانني عليه حتى أسلم".

---

[1] صحيح مسلم:٢١٦٨/٤،رقم:٢٨١٥،ت:محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

نبی ﷺ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شب میرے پاس سے گئے، تو مجھے آپ ﷺ پر غیرت آئی، پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے میرے فعل کو دیکھا تو فرمایا کہ تمھیں کیا ہوا؟ اے عائشہ! کیا تمھیں غیرت آئی ہے؟ میں نے کہا کہ ایسا کیوں نہ ہو کہ میری جیسی آپ جیسے پر غیرت نہ کرے؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمھارے پاس تمھارا شیطان آیا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، یا رسول اللہ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، میں نے عرض کیا: کیا ہر انسان کے ساتھ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میں نے عرض کیا: اور آپ کے ساتھ؟ یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، لیکن میرے رب نے اس کے مقابلہ میری مدد کی ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محفوظ ہو چکا ہوں۔
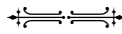
روایت نمبر (۴۴)

روایت: اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتے ہیں: "من أحبني قتلته، ومن قتلته فأنا ديته". جس نے مجھ سے محبت کی میں نے اسے قتل کیا، اور جسے میں نے قتل کیا میں خود ہی اس کی دیت ہوں۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت علامہ شمس الدین محمد بن حمزہ بن محمد فَنَاری رومی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۳۴ھ) نے "فصول البدائع"[1] میں ان الفاظ سے بلا سند ذکر کی ہے:

"يروى: من أحبني فأنا قتلته، ومن قتلته فعلي ديته، ومن علي ديته فأنا ديته". مروی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتے ہیں: جس نے مجھ سے محبت کی میں نے اسے قتل کیا، اور جسے میں نے قتل کیا میرے ذمہ اس کی دیت ہے، اور جس کی دیت میرے ذمہ ہے تو میں خود ہی اس کی دیت ہوں۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت علامہ نعمت اللہ بن محمود نخجوانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۲۰ھ) نے "الفواتح"[2] میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "مرقاۃ"[3] میں، علامہ اسماعیل حقی

[1] فصول البدائع في أصول الشرائع: ٤٢٧/٢، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[2] الفواتح الإلهية والمفاتح الغيبية: ١٦٦/١، المطبعة العثمانية ـ دار الخلافة العلية الإسلامية، الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ.
"فواتح الالہیہ" کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال سبحانه في الحديث القدسي: من أحبني أحببته، ومن أحببته قتلته، ومن قتلته فعلى ديته، ومن على ديته فانا ديته".

[3] مرقاة المفاتيح: ٤/٧، رقم: ٣٤٤٦، ت: جمال عيتاني، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

استانبولی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح البیان"[1] میں اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح المعاني"[2] میں بلا سند ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

[1] روح البيان: ٢٨٦/١، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
[2] روح المعاني: ٤٦٨/١، ت: علي عبد الباري عطية، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
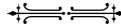
روایت نمبر ۲۵

روایت: آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”مومن دعا میں خدا سے دوزخ سے پناہ چاہتا ہے، دوزخ اُس سے پناہ چاہتی ہے کہ اے خدا! مجھے فلاں سے دور رکھ“۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) ”مثنوي“[1] میں لکھتے ہیں:

در حدیث آمد کہ مومن در دعا ‏‏‏ چوں اماں خواہد زدوزخ از خدا

حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ مومن دعا میں خدا سے دوزخ سے پناہ چاہتا ہے۔

دوزخ از وَے ہَم اماں خواہد بجاں ‏‏‏ کہ خدایا دُور دارم از فلاں

دوزخ اُس سے (دل) جاں سے پناہ چاہتی ہے کہ اے خدا! مجھے فلانے سے دور رکھ۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] مثنوي مولوي معنوي: ٢٦٠/٤، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.
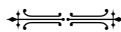
روایت نمبر(۴۶)

روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا شبہ کے ساتھ سوچنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد ضرار کے معاملہ میں پردہ پوشی کیوں نہیں کرتے؟ پھر اسی فکر میں صحابی رضی اللہ عنہ کا سوجانا، اور خواب میں مسجد ضرار کو گند سے بھرا ہوا دیکھنا اور اس کے پتھروں سے دھواں کا اٹھنا، اور اس دھواں کا صحابی رضی اللہ عنہ کے حلق میں جانا، اور پھر صحابی رضی اللہ عنہ کا اپنے اوپر افسوس کرنا۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

ایں چنیں کژ بازئی در جفت وطاق　　با نبی می باختند اہل نفاق

اسی طرح الٹی بازی داؤں میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ منافق کھیلتے تھے

کز برائے عزِ دینِ احمدیؐ　　مسجدے سازیم وبود آں مرتدی

کہ احمدی دین کی عزت کے لئے ہم ایک مسجد بناتے ہیں، اور وہ (ان کی) بے دینی تھی

ایں چنیں کژ بازئی می باختند　　مسجدے جز مسجدش می ساختند

اس طرح کی الٹی بازی انہوں نے کھیلی، ان کی مسجد کے علاوہ انہوں نے ایک مسجد بنائی

فرش وسقف وقبہ اش آراستہ　　لیک تفریقِ جماعت خواستہ

فرش اور چھت اور اس کا گنبد بنایا، لیکن (انہوں نے) جماعت کو متفرق کرنا چاہا

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۲/۲۶۸، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

نزدِ پیغمبر بَلابہ آمدند ہمچو اشتر پیشِ او زانو زدند

خوشامد کرنے پیغمبر (ﷺ) کے پاس آئے، اونٹ کی طرح ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے

کائے رسول حق برائے مُحسنی سوئے آں مسجد قدم رنجہ کنی

کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! برائے کرم اُس مسجد کی جانب تشریف لے چلیں

تا مبارک گردد از اقدام تو تا قیامت تازہ بادا نام تو

تاکہ آپ کی تشریف آوری سے وہ متبرک ہو جائے، خدا کرے قیامت تک آپ کا نام زندہ رہے

مسجد روزِ گل ست وروزِ ابر مسجد روزِ ضرورت وقتِ صبر

(یہ) مسجد کیچڑ اور بارش کے دن کے لئے ہے، (یہ) مسجد ضرورت اور مجبوری کے دن کے لئے ہے

تا غریبے یا بد آنجا خیر وجا تا فراواں گردد ایں خدمت سَرا

تاکہ کوئی مسافر اس جگہ ٹھکانا اور بھلائی پا سکے، تاکہ یہ خدمت کی جگہیں زیادہ ہو جائیں

تا شعارِ دیں شود بسیار وپُر زانکہ با یاراں شود خوش کارِ مر

تاکہ دین کا شعار زیادہ اور پُر ہو جائے، کیونکہ دوستوں کے ساتھ تلخ کام شیریں ہو جاتا ہے

ساعتے آں جائیگۂ تشریف دہ تزکیہ ماکن زماں تعریف دہ

تھوڑی دیر کے لئے اس جگہ تشریف رکھیں، ہمیں پاک کریں اور معرفت سکھائیں

مسجد واصحابِ مسجد را نواز تو مہی ماشب دمے باما بساز

مسجد اور مسجد والوں کو نواز دیجئے، ہم رات ہیں آپ چاند، تھوڑی دیر ہمارے ساتھ رہیں

تا شود شب از جمالت جملہ روز　　　اے جمالت آفتابِ جاں فروز

تاکہ آپ کے جمال سے رات مجسم دن بن جائے، اے وہ (ذات) کہ آپ کا جمال روح کو روشن کرنے والا سورج ہے

۔۔۔ بر رسولِ حق فسونہا خواندند　　　رخشِ دَستان وحِیَل می راندند

اللہ کے رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) پر انہوں نے بہت سے منتر پڑھے، مکر اور فریب کا گھوڑا دوڑاتے تھے

چاپلوسی　وفسونہا　خواندند　　　نزلِ خدمت سوئے حضرت راندند

خوشامد کرتے تھے اور منتر پڑھتے تھے، خدمت اور خاطر تواضع کی بات آنحضور کی جانب بڑھائی

آں رسولِ مہربان ورحم کیش　　　جُز تبسم جُز بلے نا ورد پیش

وہ مہربان اور رحم کی عادت والے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سوائے مسکراہٹ (اور) سوائے ہاں کے پیش نہ آئے

شکر ہائے آں جماعت یاد کرد　　　در اجابت قاصداں را شاد کرد

اس جماعت کا شکریہ ادا فرمایا، قبول کرنے (کے معاملہ) میں قاصدوں کو خوش کر دیا

می نمود آں مکرِ ایشاں پیشِ اُو　　　یک بیک ز انساں کہ اندر شیر مو

آپ کے سامنے ان کا مکر ظاہر ہو جاتا تھا فوراً اس طرح جیسا کہ دودھ میں بال

موی رانا دیدہ میکرد آں لطیف　　　شیر راشاباش می گفت آں ظریف

وہ مہربان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بال کو اَن دیکھا کر دیتے تھے، وہ عالی ظرف دودھ کی تعریف کر دیتے تھے

صد ہزاراں موی مکر ودمدمہ چشم خوابانید آں دم از ہمہ

مکر اور فریب کے لاکھوں بال تھے، اس وقت انہوں نے سب سے آنکھ بند کرلی

راست می فرمود آں بحر کرم بر شما من از شما مشفق ترم

اس دریائے کرم نے سچ فرمایا ہے: میں تم پر تم سے بھی زیادہ مہربان ہوں

من نشستہ بر کنار آ تشے با فروغ وشعلہ بس نا خوشے

میں ایک آگ کے کنارے بیٹھا ہوں، جو بہت بھڑکنے والی اور خراب شعلوں والی ہے

ہمچو پروانہ شما آں سُو دواں ہر دو دستِ من شدہ پروانہ راں

تم پروانوں کی طرح اس طرف دوڑتے ہو، میرے دونوں ہاتھ پروانوں کو ہٹانے والے بن گئے

چوں براں شد تاروان گردد رسول غیرتِ حق بانگ زد مشنوز غول

جب معاملہ یہاں پہنچا کہ رسول ﷺ مسجد ضرار کی طرف روانہ ہوں، اللہ (تعالی) کی غیرت نے آواز دی، چھلاوے کی آواز نہ سنو

کیں خبیثاں مکر وحیلت کردہ اند جملہ مقلوب ست انچہ آوردہ اند

کہ ان خبیثوں نے مکر اور حیلہ کیا ہے، جو انہوں نے کہا ہے سب الٹا ہے

قصدِ ایشاں جُز سیاہ روئی نبود خیرِ دیں کے جست ترسا ویہود

ان کا ارادہ روسیاہی کے علاوہ کچھ نہ تھا، عیسائی اور یہودیوں نے دین کی بھلائی کب چاہی؟

مسجدے بر جسرِ دوزخ ساختند با خدا نَردِ دَغاہا باختند

انہوں نے دوزخ کے پل پر مسجد بنائی ہے، انہوں نے خدا کے ساتھ دھوکے کی چال چلی ہے

قصدِ شاں تفریقِ اصحابِ رسول فضلِ حق را کے شناسد ہر فضول

ان کا مقصد رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے صحابہ میں تفرقہ ڈالنا ہے، کوئی بے ہودہ خدا کے فضل کو کب جانتا ہے؟

تا جہودے راز شام اینجا کشند کہ بوعظِ اُو جہوداں سر خوش اند

تاکہ ایک یہودی کو شام سے اس جگہ لائیں، جس کے وعظ سے یہودی مانوس ہیں

گفت پیغمبر کہ آرے لیک ما بر سرِ را ہیم وبر عزم غزا

پیغمبر (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) نے فرمایا: ہاں لیکن ہم سفر پر (تیار) ہیں اور جہاد کا ارادہ ہے

زیں سفر چوں باز گردم آنگہاں سوئے آں مسجد رواں گردم رواں

جب میں سفر سے واپس آجاؤں گا، تب اس مسجد کی طرف چلوں گا

دفعِ شاں گفت وبسوئے غزو تاخت با دغایاں از دغا نردے بباخت

ان کو ٹال دیا اور جہاد کے لئے روانہ ہوگئے، دغابازوں کے ساتھ دغا کی چال چلی

چوں بیامد از غزا باز آمدند چنگ اندر وعدۂ ماضی زدند

جب (رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) غزوے سے آئے، وہ پھر آئے (اور) پہلے وعدے کا سہارہ لیا

گفت حقش کائے پیمبر فاش گو عذر آور جنگ باشد باش گو

اللہ (تعالی) نے ان سے فرمایا: اے پیغمبر! صاف کہہ دیجئے، (جانیے) عذر کر دیجئے، جنگ ہوتی ہے تو ہو

گفت اے قوم دغل خامش کنید تانگویم رازہا تاں تن زنید

(پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے) فرمایا: اے مکار قوم! چپ رہو، خاموش ہو جاؤ، تاکہ میں تمہارے راز نہ کہہ ڈالوں

گفت تاں بس بد درون ود شمنید من نخواہم آمد از من بگذرید

(پیغمبر ﷺ نے) فرمایا: تم بد باطن اور دشمن ہو، میں نہیں آؤں گا، میرا خیال چھوڑ دو

چوں نشانِ چند از اَسرارِ شاں در بیان آورد بد شد کارِ شاں

جب آپ نے ان کے بھیدوں کے کچھ نشان بیان کر دیئے، تو ان کا کام بگڑ گیا

قاصداں زو باز گشتند آں زماں حاشَ للہ حاشَ للہ دم زناں

قاصد آپ کے پاس سے واپس ہو گئے (اور) دوسرے وقت خدا بچائے خدا بچائے کہتے ہوئے

ہر منافق مصحفے زیرِ بغل سوئے پیغمبر بیاورد از دغل

ہر منافق قرآن بغل میں دبا کر مکاری سے پیغمبر (ﷺ) کے پاس لایا

تا خورد سَوگند کا یماں جُنتے ست زانکہ سَوگند آں کثراں راسنتے ست

تاکہ قسم کھائے، کیونکہ قسم ڈھال ہے، اس لئے کہ قسم کھانا اُن کجوں کی عادت ہے

چون ندارد مردِ کثر در دیں وفا ہر زمانے بشکند سو گند را

کج انسان چونکہ دین (کے معاملہ) میں وفا نہیں رکھتا ہے، ہر وقت قسم توڑ دیتا ہے

راستاں را حاجتِ سو گند نیست زانکہ ایشاں رادو چشم روشنے ست

سچوں کو قسم کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ ان کی دونوں آنکھیں روشن ہیں

نقضِ میثاق وعہود از احمقی ست حفظِ ایماں ووفا کارِ تقی ست

عہد اور پیمان کا توڑنا بے وقوفی ہے، قسموں کی حفاظت اور پورا کرنا متقی کا کام ہے

گفت پیغمبر کہ سَو گندِ شما راست گیرم یا کہ پیغام خدا

پیغمبر (ﷺ) نے فرمایا کہ تمہاری قسم سچ سمجھوں یا خدا کا پیغام

باز سو گندِ دگر خوردندِ قوم مصحف اندر دست وبر لب مہرِ صوم

قوم نے پھر دوسری قسم کھائی ہاتھ میں قرآن منہ پر روزے کی مہر

کہ بحقِ ایں کلام پاک وراست کہ بنائے مسجد از بہرِ خدا ست

کہ اس سچے اور پاک کلام کی قسم! مسجد کی تعمیر خدا کے لئے ہے

اندریںجا ہیچ مکر وحیلہ نیست قصدِ ماازاں صدق وذکر ویار بیست

اس میں کوئی مکر اور حیلہ نہیں ہے، اس سے ہمارا ارادہ سچائی اور ذکر اور یارب کہنا ہے

گفت پیغمبر کہ آوازِ خدا می رسد در گوشِ من ہمچوں صدا

(پیغمبر ﷺ) نے فرمایا کہ خدا کی آواز میرے کان میں صدا کی طرح آتی ہے

مہر بر گوشِ شما بنہاد حق تا بآوازِ خدا نا رد سبق

اللہ (تعالیٰ) نے تمہارے کان پر مہر لگادی ہے، تاکہ خدا کی آواز سے سبق نہ سیکھے[۱]۔

۔۔۔ چوں زنور وحی وامی ماندند باز نو سو گندہا می خواندند

جب وہ (منافق) وحی کے نور سے عاجز آجاتے، پھر نئی قسمیں کھانے لگتے

چون خدا سو گند را خواندہ سپر کے نہدا سپر زکف پیکار گر

جبکہ اللہ (تعالیٰ) نے قسم کو ڈھال قرار دیا ہے، جنگجو ہاتھ سے ڈھال کب چھوڑتا ہے؟

---

[۱] مثنوي مولوي معنوي: ۲۷۰/۲، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

باز پیغمبر بہ تکذیب صریح قد کذبتم گفت با ایشاں فصیح

پھر پیغمبر (ﷺ) نے صاف جھٹلاتے ہوئے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ تم جھوٹے ہو

تا یکے یارے ز یارانِ رسول در دلش انکار آمد زاں نکول

رسول کے دوستوں میں سے ایک کے دل میں قسم کے نہ ماننے سے وسوسہ آیا

کاینچنیں پیرانِ باشیب و وقار می کند شاں ایں پیمبرؐ شرمسار

کہ ایسے بوڑھے اور باوقار لوگوں کو یہ پیغمبر (ﷺ) شرمندہ کر رہے ہیں

کو کرم کو ستر پوشی کو حیا صد ہزاراں عیب پوشند انبیاء

کرم کہاں ہے؟ پردہ پوشی کہاں ہے؟ حیا کہاں ہے؟ انبیاء تو لاکھوں عیب چھپاتے ہیں

باز در دل زود استغفار کرد تا نگرد ز اعتراض اُو روئے زَرد

پھر دل میں بہت جلد استغفار کی تاکہ وہ اعتراض (کرنے) سے (اللہ کے سامنے) شرمندہ نہ ہو

لیک آں نقشِ کجش از دل نرفت مِہرِ بَد از طبع بے حاصل نرفت

لیکن اُن کے دل سے وہ ٹیڑھا نقش نہ ہٹا، دل سے بُروں کی محبت بے نتیجہ نہ رہی

شومی یاری اصحابِ نفاق کرد مؤمن را چو ایشاں زشت و عاق

منافقوں کی دوستی کی نحوست نے مؤمن کو اُن (منافقوں) کی طرح برا اور نافرمان بنا دیا

باز می زا رید کاے علام سر مر مرا مگزار بر کفراں مصر

انہوں نے پھر گریہ وزاری کی کہ اے بھیدوں کے جانکار! مجھے کفر پر مصر نہ رکھ

دل بدستم نیست ہمچو دید چشم ورنہ دل را سوزمے ایندم بخشم

آنکھ کی طرح دل میرے قبضہ میں نہیں ہے، ورنہ غصہ میں مَیں اسی وقت دل کو پھونک دیتا

اندریں اندیشہ خوابش درر بود مسجد ایشانش پُر سَرگیں نمود

اس فکر میں ان کو نیند آگئی، اُن کو اُن کی مسجد گوبر سے پُر نظر آئی

سنگہاش اندر حدث جائے تباہ می دمید از سنگہا دود سیاہ

اس کے پتھر ناپاکی میں بری جگہ تھے، اس کے پتھروں سے کالا دھواں اٹھ رہا تھا

دود در حلقش شد و حلقش بخست از نہیب دودِ تلخ از خواب جست

دھواں ان کے حلق میں گھسا اور ان کے حلق کو خستہ کر دیا، کڑوے دھویں کے خوف سے وہ نیند سے بیدار ہوئے

در زماں در روفتاد و می گریست کاے خدا اینہا نشان منکریست

فوراً چہرے کے بل گرے اور روتے تھے، اے خدا! یہ منکر ہونے کی علامتیں ہیں

خِلم بہتر از چنیں حِلم اے خدا کو کند از نُورِ ایمانم جدا

اے خدا! ایسی بردباری سے غصہ بھلا، جو کہ مجھے نورِ ایمان سے جدا کر رہا ہے[1]۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت خاص ان الفاظ وسیاق سے سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۲۷۳/۲، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد ايند كمبني ـ لاهور.

کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

تفصیل میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ زیرِ بحث روایت خاص ان الفاظ وسیاق سے سنداً نہیں ملتی، البتہ مسجد ضرار سے متعلق اصل واقعہ اور ہے، جسے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[1] میں ذکر کیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے:

---

[1] تفسير ابن كثير: ١٨٤/٤، ت: محمد حسين شمس الدين، دار الكتب العلمية- بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "سبب نزول هذه الآيات الكريمات، أنه كان بالمدينة قبل مقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم إليها رجل من الخزرج يقال له أبو عامر الراهب، وكان قد تنصر في الجاهلية وقرأ علم أهل الكتاب، وكان فيه عبادة في الجاهلية وله شرف في الخزرج كبير، فلما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم مهاجرا إلى المدينة واجتمع المسلمون عليه وصارت للإسلام كلمة عالية وأظهرهم الله يوم بدر، شرق اللعين أبو عامر بريقه وبارز بالعداوة وظاهر بها، وخرج فارا إلى كفار مكة من مشركي قريش، يمالئهم على حرب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فاجتمعوا بمن وافقهم من أحياء العرب، وقدموا عام أحد، فكان من أمر المسلمين ما كان، وامتحنهم الله عز وجل، وكانت العاقبة للمتقين .

وكان هذا الفاسق قد حفر حفائر فيما بين الصفين، فوقع في إحداهن رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصيب ذلك اليوم فجرح وجهه، وكسرت رباعيته اليمنى السفلى، وشج رأسه صلوات الله وسلامه عليه، وتقدم أبو عامر في أول المبارزة إلى قومه من الأنصار فخاطبهم واستمالهم إلى نصره وموافقته، فلما عرفوا كلامه قالوا: لا أنعم الله بك عينا يا فاسق! يا عدو الله! ونالوا منه وسبوه فرجع وهو يقول: والله لقد أصاب قومي بعدي شر، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد دعاه إلى الله قبل فراره وقرأ عليه من القرآن، فأبى أن يسلم وتمرد، فدعا عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يموت بعيدا طريدا فنالته هذه الدعوة، وذلك أنه لما فرغ الناس من أحد، ورأى أمر الرسول صلى الله عليه وسلم في ارتفاع وظهور، ذهب إلى هرقل ملك الروم يستنصره على النبي صلى الله عليه وسلم فوعده ومناه وأقام عنده، وكتب إلى جماعة من قومه من الأنصار من أهل النفاق والريب يعدهم ويمنيهم أنه سيقدم بجيش يقاتل به رسول الله صلى الله عليه وسلم ويغلبه ويرده عما هو فيه، وأمرهم أن يتخذوا له معقلا يقدم عليهم فيه من يقدم من عنده لأداء كتبه ويكون مرصدا له إذا قدم عليهم بعد ذلك .

آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے سے پہلے قبیلہ خزرج کا ایک شخص ابو عامر راہب مدینہ میں رہتا تھا، یہ جاہلیت کے زمانے میں نصرانی ہو گیا تھا، اور یہ ایک عبادت گزار شخص تھا، اسے اپنے قبیلے میں بڑی بزرگی حاصل تھی، جب رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے، اور اسلام کا غلبہ ہوا، اور بدر کی لڑائی میں بھی اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی، تو یہ ابو عامر راہب دشمنی پہ اتر آیا، اور مدینہ سے بھاگ کر کفار مکہ اور مشرکینِ قریش سے جا ملا، اور انہیں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے خلاف جنگ کرنے پر ابھارنے لگا، یہاں تک کہ عرب کے سارے قبیلے اکھٹے ہو گئے، اور پھر جنگِ احد ہوئی، جس میں اس فاسق ابو عامر نے جنگ کی دونوں صفوں میں کئی گھڑے کھود رکھے تھے، جن میں سے ایک کے اند رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم گر پڑے، اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا چہرہ مبارک زخمی ہوا، اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے سامنے کے چار دانت ٹوٹ گئے، اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا سر مبارک بھی زخمی ہوا، پھر اس ابو عامر نے آگے بڑھ کر اپنی قوم انصار کو مخاطب کیا اور اپنی موافقت کی دعوت

فشرعوا في بناء مسجد مجاور لمسجد قباء، فبنوه وأحكموه وفرغوا منه قبل خروج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى تبوك، وجاءوا فسألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يأتي إليهم فيصلي في مسجدهم ليحتجوا بصلاته فيه على تقريره وإثباته، وذكروا أنهم إنما بنوه للضعفاء منهم وأهل العلة في الليلة الشاتية، فعصمه الله من الصلاة فيه فقال: إنا على سفر ولكن إذا رجعنا إن شاء الله، فلما قفل عليه السلام راجعا إلى المدينة من تبوك ولم يبق بينه وبينها إلا يوم أو بعض يوم، نزل عليه جبريل بخبر مسجد الضرار وما اعتمده بانوه من الكفر والتفريق بين جماعة المؤمنين في مسجدهم مسجد قباء الذي أسس من أول يوم على التقوى، فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى ذلك المسجد من هدمه قبل مقدمه المدينة، كما قال علي بن أبي طلحة عن ابن عباس في الآية، هم أناس من الأنصار بنوا مسجدا.

فقال لهم أبو عامر: ابنوا مسجدا واستعدوا بما استطعتم من قوة ومن سلاح، فإني ذاهب إلى قيصر ملك الروم فآتي بجنود من الروم وأخرج محمدا وأصحابه، فلما فرغوا من مسجدهم أتوا النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا له: قد فرغنا من بناء مسجدنا فنحب أن تصلي فيه وتدعو لنا بالبركة، فأنزل الله عز وجل: لا تقم فيه أبدا إلى قوله: الظالمين. وكذا روي عن سعيد بن جبير ومجاهد وعروة بن الزبير وقتادة وغير واحد من العلماء".

دی، تو انصار نے کہا: اے فاسق! اے اللہ تعالی کے دشمن! ہر گز نہیں، اور اسے سب وشتم کیا، تو وہ یہ کہتا ہوا واپس لوٹا کہ میرے بعد تو میری قوم اور بگڑ گئی، اور آپ ﷺ نے اسے بھاگنے سے پہلے اسلام کی طرف دعوت دی لیکن اس نے انکار کر دیا، آپ ﷺ نے اسے بد عادی: تو دور ہو کر دھتکارہ ہوا مرے۔

چنانچہ وہ جنگِ احد کے بعد روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس گیا، اور اس سے آپ ﷺ کے خلاف مدد مانگی، تو ہرقل بادشاہ نے اس سے وعدہ کیا، اور یہ ابو عامر وہیں ٹھر گیا، اور اپنی قوم انصار میں سے جو منافق تھے، اُن کی طرف خط لکھا کہ میں لشکر لے کر آرہا ہوں جو رسول اللہ ﷺ سے قتال کرے گا، اور غالب ہو گا، اور اُن کو حکم دیا کہ اپنے لئے کوئی پناہ کی جگہ بھی بناؤ، چنانچہ اس کے حکم پر منافقین نے مسجد قبا کے قریب ہی ایک مسجد بنا ڈالی، اور رسول اللہ ﷺ کے تبوک نکلنے سے پہلے ہی فارغ ہو گئے، اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے کہ آپ ﷺ ہماری مسجد میں نماز برکت کے لئے نماز پڑھادیں، اور ساتھ میں یہ عذر بھی بیان کیا کہ ہم نے یہ مسجد ضعیف لوگوں کے لئے بنائی ہے اور بیمار لوگوں کے لئے بنائی ہے جو سردی کی راتوں میں مسجد نہیں جاسکتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی تو ہم ایک سفر پر جارہے ہیں اگر اللہ نے چاہا تو واپس آنے کے بعد آؤں گا، اور پھر جب آپ ﷺ جنگِ تبوک سے فارغ ہو کر واپس آرہے تھے اور ایک دن یا اس سے کم کی مسافت باقی تھی تو جبرائیل علیہ السلام مسجد ضرار کے بارے میں وحی لے کر حاضر ہوئے، اور منافقین کے راز کو ظاہر کر دیا کہ یہ لوگ مسجد قبا کے قریب ایک اور مسجد بنا کر مسلمانوں کے درمیان تفریق کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ پہنچنے سے پہلے ہی کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیج کر منافقین کی مسجد کو منہدم کروادیا۔

روایات کا مختصر حکم

فصل اول (مفصل نوع)

روایت	مختصر حکم
① روایت: "يقول الله تعالى: لا إله إلا الله حصني، فمن دخله أمن عذابي". اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے، جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے مامون ہے۔	حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو مختلف سندوں اور مختلف الفاظ سے "من گھڑت" قرار دیا ہے، نیز حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے "ضعف شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، بہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
② روایت: "من أكل لقمة من حرام لم تقبل له صلاة أربعين ليلة، ولم تستجب له دعوة أربعين صباحا". جس نے ایک لقمہ بھی حرام کا کھایا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی، اور اس کی چالیس دن تک دعا قبول نہیں ہوگی۔	حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منکر کہا ہے، نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، بہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔
③ روایت: "شادی شدہ مسلمان کی دو رکعت غیر شادی شدہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہے"۔	منکر، من گھڑت ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

④ روایت: ساتھیوں سے ملاقات کے لئے جاتے وقت آپ ﷺ کا پانی میں دیکھ کر اپنی داڑھی اور سر کے بالوں کو سنوارنا۔	منکر، شدید ضعیف ہے، حتی کہ بعض محدثین نے اسے من گھڑت تک کہا ہے، بہر صورت اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
⑤ روایت: "استفرهوا ضحاياكم، فإنها على الصراط مطاياكم". اپنی قربانی کے لئے عمدہ جانوروں کا انتخاب کرو، کیوں کہ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔	مختلف الفاظ سے منقول یہ حدیث "شدید ضعیف" ہے، حتی کہ حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "غیر معروف" و"غیر ثابت" کہا ہے، اور قاضی ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "غیر صحیح" اور "عجیب روایت" قرار دیا ہے، اور ان حضرات کے اقوال پر حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سخاوی، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن طولون رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، الحاصل اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
⑥ روایت: چاشت کے وقت کی دعا: "اللهم بك أحاول وبك أصاول وبك أقاتل". اے اللہ! میں تجھ ہی سے اپنے مقاصد کی کامیابی طلب کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے دشمنوں پر حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے جہاد کرتا ہوں۔	مصادرِ اصلیہ کے مطابق راجح یہی ہے کہ مذکورہ مسنون دعا کو فجر کے بعد، نیز دشمن سے مقابلہ کے وقت، اور جہاد میں پڑھا جائے، تاہم اس دعا کا چاشت کے وقت مسنون سمجھ کر پڑھنا مصادرِ اصلیہ کے لحاظ سے مخدوش، محلِ نظر

	ہے، درست نہیں ہے، ذکر کردہ یہ حکم دعا بحیثیتِ حدیث ہے۔
⑦ روایت: حدیث عَطّارَہ حولاء، جس میں حاملہ عورت کی فضیلت، بیوی سے بوس وکنار، ہمبستری اور غسل جنابت کی فضیلت، نیز گھر کے سامان کو سلیقہ سے رکھنے کی فضیلت کو ذکر کیا گیا ہے۔	من گھڑت
⑧ روایت: "جو شخص دن میں پچیس مرتبہ "اللهم بارك لي في الموت، وفيما بعد الموت" پڑھے گا، اللہ تعالی اسے شہیدوں جیسا اجر عطا فرمائیں گے، اگرچہ اسے موت اپنے بستر پر ہی کیوں نہ آئے"۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔
⑨ روایت: روزانہ بیس مرتبہ موت کو یاد کرنے سے روزِ قیامت شہداء کے ساتھ حشر۔	حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ روایت سنداً نہیں ملتی"، لہذا اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
⑩ روایت: گناہوں کو یاد کرکے غم زدہ ہوجانے والے کے لئے روزِ قیامت شہداء کے ساتھ حشر کی بشارت۔	حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں اس کی سند پر واقف نہیں ہوسکا ہوں"، نیز علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو ان احادیث میں ذکر کیا ہے جن کی سند ان کو نہیں مل سکی ہے، چنانچہ معتبر سند ملنے تک اسے ہرگز بیان نہ کریں۔
⑪ روایت: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ آپ کی امت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بلا حساب وکتاب	حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہوسکا

جنت میں داخل ہو گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا رہے"۔	ہوں"، نیز تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی ہے، اس لئے معتبر سند ملنے تک اسے ہرگز بیان نہ کریں۔
⑫ روایت: ایک شخص کا اللہ کے راستہ میں نکلتے وقت بیوی کو گھر سے نہ نکلنے کا حکم دینا، پھر اس عورت کے والد کا بیمار ہونا، اور اس عورت کا حضور ﷺ سے اپنے باپ کی تیمار داری کے لئے اجازت چاہنا، جس پر آپ ﷺ کا اس کو شوہر کی اطاعت کرنے کا حکم دینا، اور پھر اس کے والد کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ کا اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور اس عورت کو خاوند کی اطاعت گزاری پر اس کے والد کی مغفرت کی بشارت دینا۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔
⑬ روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: میں تمہیں پانچ سو یا پانچ ہزار بکریاں ہبہ کروں یا پانچ کلمات سکھادوں جن سے تمہارا دین اور دنیا دونوں ٹھیک ہو جائیں گے"۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔
⑭ روایت: "خدمتك زوجك صدقة". اپنے خاوند کی خدمت کرنا تمہارا صدقہ ہے۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔
⑮ روایت: "ألا! طال شوق الأبرار إلى لقائي، وأنا إليهم لأشد شوقا". آگاہ ہو جاؤ! نیک بندوں کا مجھ سے ملاقات کا شوق بہت بڑھ گیا ہے، اور میں ان سے بھی زیادہ ان کا مشتاق ہوں۔	آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، لہذا آپ ﷺ کے انتساب سے بیان نہیں کرسکتے، البتہ اسرائیلی روایت کے طور پر ثابت ہے، اس لئے اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کرسکتے ہیں۔
⑯ روایت: آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "موتوا	حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں محدثین کی ایک جماعت

روایت	حکم
قبل أن تموتوا". اپنے آپ کو مردہ سمجھو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آجائے۔	نے کہا ہے کہ "یہ حدیث ثابت نہیں ہے"، اس لئے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔
(۱۷) روایت: "حضور ﷺ کا اپنے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو بٹھانا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس پر تعجب کا اظہار کرنا، اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ یہ شخص مجھ پر یہ درود پڑھتا ہے:"اللھم صل علی محمد کما تحب و ترضی له".	اس روایت کے بارے میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں اس کی سند پر واقف نہیں ہو سکا ہوں"، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، چنانچہ اس روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔ اس روایت کے ذیل میں اسی مضمون پر مشتمل ایک "من گھڑت" روایت کا بھی ذکر ہے۔
(۱۸) روایت: "من بشرني بخروج صفر، بشرته بدخول الجنة". جو مجھے ماہ صفر کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا میں اسے جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری دوں گا۔	من گھڑت، بے اصل
(۱۹) روایت: آپ ﷺ نے فرمایا: " من حفر لمسلم قليبا أوقعه الله فيه قريبا". جو شخص کسی مسلمان کے لئے کنواں کھودے اللہ تعالی جلد ہی اسے اس میں گرا دیتے ہیں۔	حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا ہے: "مجھے اس کی اصل نہیں مل سکی"، علامہ ابن دیبع رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مرعی بن یوسف مقدسی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ غرس الدین خلیلی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ محمد بن محمد درویش

	حوت رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، نیز علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ علامہ احمد بن عبد الکریم غَزِّی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد امیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زیر بحث روایت کے بارے میں کہا ہے: ''اس کی کوئی اصل نہیں''، لہذا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں۔
(۲۰) حکایت: آیت شریفہ ''یَاأَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَی اللَّہِ تَوْبَۃً نَصُوحًا'' کی تفسیر میں نصوح نامی شخص کا قصہ۔ حکایت کا خلاصہ: نصوح نامی ایک شخص گزرا ہے جس کی آواز اور چہرہ عورتوں سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا تھا، وہ عورتوں کو حمام میں نہلاتا اور ان کے جسم کو ملتا تھا، بادشاہ کے گھر کی عورتیں بھی اس کے پاس آتی تھیں، اس کے فریب پر کوئی مطلع نہ ہو سکا، وہ توبہ کرتا لیکن توڑ دیتا، ایک مرتبہ بادشاہ کی لڑکی کا ایک موتی حمام میں گم ہو گیا، دربان عورتوں نے حمام کا دروازہ بند کر دیا اور سامانوں میں تلاش کرنا شروع کر دیا لیکن وہ موتی کہیں نہیں ملا، آخر میں سب کو کپڑے اتارنے کا حکم ہوا، نصوح خوف سے تنہائی میں چلا گیا، چہرہ زرد اور ہونٹ نیلے ہو گئے، وہ مرنے کے قریب ہو گیا کہ اگر اس کے کپڑے اتارے گئے تو راز فاش ہو جائے گا، اس نے اللہ تعالی سے تنہائی میں آہ و زاری کی، پکی اور سچی توبہ کی، چنانچہ اس کی باری آنے سے قبل ہی موتی مل گیا۔	مذکورہ آیت کی تفسیر میں یہ حکایت خاص اس سیاق سے سنداً نہیں ملی، تاہم حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے آیت شریفہ ''یَاأَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَی اللَّہِ تَوْبَۃً نَصُوحًا'' کی تفسیر میں نصوح نامی شخص کے قصہ کو جھوٹ قرار دیا ہے، بلکہ اسے بھی جھوٹ قرار دیا ہے کہ امم سابقہ میں اس نام کا کوئی شخص گزرا ہو، اس لئے اسے مذکورہ آیت شریفہ کی تفسیر میں بیان کرنا درست نہیں ہے۔

فصلِ ثانی (مختصر نوع)

روایات	حکم
① روایت: "اللهم أرنا الأشياء كما هي". اے اللہ! ہمیں چیزوں کی حقیقت پر مطلع فرما۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
② روایت: درود ماہی اور اس کے فضائل	سنداً نہیں ملتی، اسے بیان نہ کیا جائے۔
③ حکایت: جہاد میں ایک دشمن کا قتل ہونے سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر تھوکنا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس وجہ سے پیچھے ہٹ جانا کہ اس کے قتل میں اب میرا غصہ بھی شامل ہو چکا ہے۔	یہ واقعہ خاص اس تفصیل کے ساتھ نہیں ملتا، البتہ یہ ثابت ہے کہ خندق کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عبد ود کا مقابلہ ہوا، دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا، بالآخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا، لیکن اس میں تھوکنے اور اس کے بعد کی یہ گفتگو نہیں ہے کہ میں نے تمھیں اس وجہ چھوڑ دیا تھا کہ میری نیت میں غصہ بھی شامل ہو گیا تھا۔
④ روایت: "بروز قیامت بندہ کے سامنے اس کے اعمال پیش کئے جائیں گے جسے وہ دیکھے گا، اور بار بار دیکھے گا، پھر حیران ہو کر باری تعالیٰ سے عرض کرے گا: اے اللہ! اتنے سارے اعمال تو میں نے کئے ہی نہیں ہیں؟ اللہ تعالی ارشاد فرمائیں گے: تو نے فلاں شخص کو دعوت دی تھی، اس نے مجھے راضی کرنے کے لئے اعمال کئے وہ تمام اعمال تیرے حصہ میں لکھے گئے ہیں"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

⑤ روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایک عورت کو دیکھنے سے انکار کرنا، جس سے ایمان لانے سے قبل تعلقات تھے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑥ روایت: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پوچھنے پر اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ جب میں کسی بندے پر مہربان ہوتا ہوں تو اسے بیٹی عطا کرتا ہوں۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑦ روایت: ایک بچہ کا اپنی ماں کی گود میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی گواہی دینا، اور حضرت یوسف علیہ السلام کا اس بچے کے جوان ہونے پر اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا، اور اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ فرمانا: اللہ کریم اس مومن کے ساتھ کیا برتاؤ کریں گے جس نے پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دی۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑧ روایت: روزہ رکھنے کی وجہ سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں کا خشک ہو جانا اور رنگ کا زرد پڑ جانا، اور اس پر باری تعالیٰ کی طرف سے ان کا اکرام فرمانا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑨ روایت: "بے وقوف ہمارا دشمن ہے، اور عقلمند ہمارا دوست ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑩ روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی ہذیل کے ایک نوجوان شخص کو لشکر کا امیر مقرر کرنا، اور اس پر ایک شخص کا اعتراض کرنا کہ اسے امیر نہ بنائیں، کیونکہ آپ ہی کا فرمان ہے کہ پیشوا بوڑھا ہونا چاہیے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص سے فرمانا کہ اے ظاہر بیں! تو اس کو جوان اور بے ہنر نہ سمجھ"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
(۱۱) روایت: "اللہ تعالی نے فرشتوں کو پیدا کر کے ان میں عقل رکھی، اور چوپایوں کو پیدا کر کے ان میں شہوت رکھی، اور بنی آدم کو پیدا کر کے اس میں عقل اور شہوت دونوں رکھی ہیں، تو جس کی عقل شہوت پر غالب آگئی وہ ملائکہ سے افضل ہے، اور جس کی شہوت عقل پر غالب آگئی وہ چوپایوں سے کمتر ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۲) روایت: "آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ علماء اور فقہاء سے دور بھاگیں گے، تو اللہ تعالی ان کو تین مصیبتوں میں مبتلا کر دیں گے: (۱) ان کی کمائی سے برکت اٹھالی جائے گی، (۲) اللہ تعالی ان پر ظالم بادشاہ مسلط کر دیں گے، (۳) وہ دنیا سے بغیر ایمان کے جائیں گے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۳) روایت: "پیغمبر ﷺ نے فرمایا: لڑائیوں سے پہلے بہادری کچھ نہیں ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۴) روایت: نبی ﷺ نے فرمایا: "ليس للماضين هم الموت، وإنما لهم حسرة الفوت". جانے والوں کو موت کا غم نہیں ہے، ان کو فوت کی حسرت ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۵) روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے یہ درود شریف پڑھا تو گویا مجھ پر سارے درود بھیج دئے: "اللهم صل على محمد بعدد كل ذكره ألف ألف مرة". اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت کاملہ نازل فرما ان کے ہر مرتبہ ذکر کے عدد کے بقدر لاکھوں مرتبہ۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
(۱۶) روایت: ''پیغمبر ﷺ نے فرمایا: مومن بانسری ہے، خالی ہونے کے وقت شور کرنے والی ہے''۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۷) روایت: ''ہر مرنے والا ضرور یہ تمنا کرے گا کہ وہ پہلے مر جاتا، نیک تو اس لئے کہ جلد بھلائی کی طرف پہنچ جاتا، اور بد اس لئے کہ بدکاری کم ہوتی''۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۸) روایت: ''پیغمبر ﷺ نے فرمایا: رزق کا دروازہ بند ہے، اور اس پر تالا لگا ہوا ہے، اس کی کنجی محنت، کوشش، اور کمانا ہے''۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۹) روایت: اس درود کے پڑھنے والے کو آسمان وزمین بھر کر اور عرش عظیم کے برابر ثواب ملتا ہے: ''اللهم صل على محمد ملء السموات والأرض وملء العرش العظيم''.	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۰) روایت: ''قسّام في النار''. بانٹنے والا جہنمی ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۱) روایت: ''جو شخص بعد نماز ظہر وعصر ۳،۳ مرتبہ اور جمعہ کے دن ہر نماز کے بعد ۷،۷ مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرے تو اسے اس درود شریف کے ہر صیغہ پر اس قدر ثواب ہوگا کہ فرشتوں کے لئے اس کا ثواب لکھنا آسان نہیں ہوگا: ''اللهم صل على محمد عبدك ورسولك النبي الأمي وعلى آله وأزواجه وذريته وسلم عدد خلقك ورضا نفسك وزنة عرشك ومداد كلماتك''.	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۲) روایت: درج ذیل کلمات پڑھنے پر حضور ﷺ کی سفارش کہ حساب نہ لیا جائے، اور یہ کہ اللہ تعالی نے بخش	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
دیا: " اللهم آمنّا في أوطاننا، وأصلحنا وأصلح ولاة أمورنا، اللهم صل على محمد كلما ذكره الذاكرون، وكلما غفل عن ذكره الغافلون ". اے اللہ! ہمارے وطنوں کو امن کا گہوارہ بنا، اور ہمیں نیک بنا اور ہمارے حاکموں کو نیک بنا، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرما جب بھی یاد کرنے والے انہیں یاد کریں اور جب بھی غافل ہونے والے ان سے غافل ہوں۔	
(۲۳) روایت: "شیطان کافر کے ساتھ کھانے پینے سونے ہر حال میں شریک رہتا ہے، البتہ مومن کو غافل دیکھ کر حملہ کرتا ہے"۔	یہ روایت خاص ان الفاظ سے وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، تلاش بسیار کے باوجود یہ قول ان الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں نہیں ملا، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، بلکہ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کریں۔
(۲۴) روایت: اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتے ہیں: "من أحبني قتلته، ومن قتلته فأنا ديته". جس نے مجھ سے محبت کی میں نے اسے قتل کیا، اور جسے میں نے قتل کیا میں خود ہی اس کی دیت ہوں۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۵) روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مومن دعا میں خدا سے دوزخ سے پناہ چاہتا ہے، دوزخ اُس سے پناہ چاہتی ہے کہ اے خدا! مجھے فلاں سے دور رکھ"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۶) روایت: روایت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا شبہ کے ساتھ سوچنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد ضرار کے معاملہ میں پردہ پوشی	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

کیوں نہیں کرتے؟ پھر اسی فکر میں صحابی رضی اللہ عنہ کا سو جانا، اور خواب میں مسجد ضرار کو گند سے بھرا ہوا دیکھنا اور اس کے پتھروں سے دھواں کا اٹھنا، اور اس دھواں کا صحابی رضی اللہ عنہ کے حلق میں جانا، اور پھر صحابی رضی اللہ عنہ کا اپنے اوپر افسوس کرنا۔	

فائدہ:

① "بیان نہیں کر سکتے" سے مراد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

② "بیان کرنا موقوف رکھا جائے" یعنی معتبر سند ملے بغیر ہرگز بیان نہ کریں، مزید تفصیل "مقدمہ حصہ دوم" میں ملاحظہ فرمائیں، اور کتاب کے اندر اس قسم کی روایات کے تحت اکثر ضمنی روایات لکھی گئی ہیں، جنہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

③ "بے اصل" اکثر من گھڑت کے معنی میں ہے۔

④ "اسرائیلی روایت" سے مراد وہ روایات ہیں جو بنی اسرائیل سے چلی آرہی ہیں، یہ روایات اگر ہماری شریعت کے مخالف نہ ہوں تو ان کو اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کیا جا سکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

⑤ بعض مقامات پر لکھا گیا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ کسی کا قول ہے، محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق صاحبِ قول کا نام بھی لکھا جاتا ہے، ممکن ہے کہ یہی قول ان کے علاوہ کسی اور کی جانب بھی منسوب ہو، یہ کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی قول ایک سے زائد افراد سے مشہور ہو سکتا ہے۔

فہارس

فہرست آیات

فہرست احادیث وآثار

فہرست رُوات

١٤	بشر بن عمران البُشْتَانِي النسفي		لم أجده	١١٨
١٥	جعفر بن نسطور الرومي		جرح	٦٨
١٦	حسن بن عبد الملك بن علي أبو علي النسفي	توفي ٤٨٧هـ	تعديل	١١٩
١٧	حسن بن علي بن محمد بن علي الرضا بن موسى بن جعفر الصادق الهاشمي العسكري	توفي ٢٦٠هـ	اختلف فيه	٤٦
١٨	حسن بن كثير بن يحيى بن أبي كثير أبو سعيد اليمامي		مجهول	٢٧١
١٩	حسن بن منصور بن عبدالله بن أحمد أبو علي الإسفيجابي المؤدب المقرئي	توفي بعد ٣٨٠هـ	جرح	١٠٦
٢٠	حسين بن داود بن معاذ أبو علي البلخي	توفي ٢٨٢هـ	جرح	١٠٣
٢١	حسين بن عبدالرحمن بن عباد أبو علي الفزاري الاحتياطي		جرح	١١١
٢٢	داود بن سليمان أبو سليمان الجرجاني الغازي		جرح	٣٧
٢٣	زياد بن ميمون أبو عمار البصري الثقفي الفَاكِهِيْ	توفي مابين ١٥٠ — ١٦٠ هـ	جرح	٢٥٧
٢٤	سعيد بن عبد الله بن فضيل		لم أجده	٣٠٨
٢٥	صبّاح بن سهل أبو سهل البصري المدائني الواسطي	توفي مابين ١٨٠ — ١٩٠ هـ	جرح	٢٦٤
٢٦	عباس بن يزيد اليشكري		لم أجده	٢٢٥
٢٧	عبد السلام بن صالح أبو الصلت الهَرَوِي	توفي ٢٣٦هـ	جرح	٢٥
٢٨	عبد الله بن إبراهيم بن أبي عمرو أبو محمد الغفاري المدني		جرح	٣١٢
٢٩	عبد الله بن أحمد بن عامر أبو القاسم الطائي	توفي ٣٢٤هـ	جرح	٣٤
٣٠	عبد الله بن علي أبو محمد الجَوْبَقِي		لم أجده	١١٦

۳۱	عبد الله بن مالك		لم أجده	۱۱٦
۳۲	عبد القدوس بن حبيب أبو سعيد الكَلَاعي الوُحَاظي الشامي الدمشقي	توفي مابين ۱۷۰- ۱۸۰هـ	جرح	۱۸۹
۳۳	عثمان بن عبدالله أبو عمرو القُرَشي الأموي		جرح	۱۸۵
۳٤	عصمة بن متوكل		جرح	۲۹۲
۳۵	علاء بن كثير أبو سعد مولي بنو أمية الشامي الدمشقي		جرح	۱۷۹
۳٦	علي بن أحمد البَجَلِي		لم أجده	٤۰
۳۷	علي بن أحمد بن يوسف أبو الحسن الهَكَّاري	توفي ۳۸٦هـ	جرح	٦۳
۳۸	علي بن موسي الرضا		اختلف فيه	٤۸
۳۹	عمر بن محمد بن عيسى أبو حفص السَذَابِيْ الهروي		جرح	۸۹
٤۰	فضل بن عبدالله بن مسعود أبو العباس اليَشْكُرِي الهروى		جرح	۹۸
٤۱	كثير بن عبد الله أبو هاشم الأُبُلِّيْ الناجي الوَشَّا	توفي بعد ۱۷۰هـ	جرح	۱۰۰
٤۲	مجاشع بن عمرو بن حسان أبو يوسف الأسدي		جرح	۱٤۰
٤۳	مسعود بن عمرو البَكْرِي		جرح	۱٤۹
٤٤	محمد بن أحمد بن سعيد أبو جعفر الرازي	توفي ۳٤٤هـ	جرح	۱۰۵
٤۵	محمد بن الحسن المنتظر		ليس له وجود	٤۹
٤٦	محمد بن زكريا بن الحسين أبو بكر النسفي الصكوكي	توفي ۳٤٤هـ	تعديل	۱۱۹
٤۷	محمد بن زياد أبو مصعب الطحان اليَشْكُرِي الجزرى الرَقِّي الكوفى الميمونى		جرح	۲۹۷
٤۸	محمد بن عبيدالله بن أبي سليمان أبو عبد الرحمن الكوفى الفزارى العَرْزَمي	توفي ۱۵۵هـ	جرح	۱۹۷
٤۹	محمد بن عصمة أبو عبد الله البُشْتَانِي		لم أجده	۱۱۸

٥٠	محمد بن محمد بن إسحاق أبو النضر التميمي السمرقندى		لم أجده	١١٦
٥١	محمدبن موسى بن إبراهيم أبو عبدالله الإصطخري		جرح	٢٦٩
٥٢	منصور بن الحكم الزاهد الفَرْغَانِي		جرح	٧١
٥٣	نصر بن عامر بن حفص أبو الليث النَوقَدِي		جرح	١١٥
٥٤	نضرة بنت جهضم		لم أجدها	٢٧١
٥٥	وهب بن راشد الرَقِّي البصري		جرح	٨٤
٥٦	هارون بن يحيي بن هارون بن عبد الرحمن بن الحاطب الحاطبی		جرح	٣٠٥
٥٧	يحيي بن عبيد الله بن مَوْهَب القرشي التيمي المدني		جرح	٢١٤
٥٨	يوسف بن خالد بن عمير أبو خالد السَمْتِي القرشي الأموي	توفي ١٨٩هـ	جرح	٧٤
٥٩	يوسف بن سَفْر بن فيض أبو الفيض كاتب الأوزاعي الشامي	توفي مابين ١٧٠-١٨٠هـ	جرح	١٥٣
٦٠	يوسف بن عطية أبوسهل السعدي البصري	توفي ١٨٧هـ	جرح	٢٨٦

مصادر اور مراجع

اب تک استعمال ہونے والی کتابوں کی یہ فہرست حروفِ تہجی کے مطابق تیار کی گئی ہے، البتہ جن کتابوں کے شروع میں "الف لام" آتا ہے، حروفِ تہجی میں ان حروف کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، نیز اگر کسی کتاب کے ایک سے زائد نسخے زیرِ استعمال رہے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ تعیین کی گئی ہے۔

- الأباطيل والمناكير والصِّحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقَاني (٥٤٣هـ)، الناشر إدارة المبعوث الإسلامية والدعوة والإفتاء بالجامعة السلفية بنارس، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- الأباطيل والمناكير والصِّحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقَاني (٥٤٣هـ)، ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، المطبعة السلفية ــ الهند، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية: للحافظ أبي عبد الله عبيد الله بن محمد المعروف بابن بطة (٣٠٤هـ/ ٣٨٧هـ)، دار الراية ــ الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.
- البلدانيات: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:حسام بن محمد القطان، دار العطاء ــ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الأبواب والتراجم لصحيح البخاري: للعلامة المحدث محمد زكريا بن يحيى الكاندهلوي (١٣١٥هـ/ ١٤٠٢هـ)، ايچ ايم سعيد ــ كراتشي.
- إتحاف الخِيَرَةُ المَهَرَة بزَوَائِد المسَانيد العَشْرَة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)، ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم، دار الوطن للنشر ــ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- إتحاف الخِيَرَةُ المَهَرَة بزَوَائِد المسَانيد العَشْرَة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن سعد و أبي إسحاق السيّد بن محمود بن إسماعيل، مكتبة الرُشد ــ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- إتحاف السَّادة المُتَّقين بشَرْح إحياء علوم الدين: للعلاّمة السيَّد محمّد بن محمّد الحُسَيْني الزَّبِيْدِي الشهير بمُرْتَضَى (١١٤٥هـ/١٢٠٥هـ)، دار الكتب العلمية ــ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.

● - إتحاف السَّادة المُتَّقين بشَرْح إحياء علوم الدين: للعلاّمة السيَّد محمّد بن محمّد الحُسَيْني الزَّبِيْدِي الشهير بمُرْتَضَى(١١٤٥هـ/١٢٠٥هـ)،مؤسسة التاريخ العربي ـبيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

● - إتحاف المهرة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت:عبد القدوس محمد نذير،مجمع الملك فهد ـالمدينة المنوره،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - إتْقَان مايَحْسُنُ مِنَ الأخْبَار الوَارِدَة على الألْسُن: للعلاّمة نجم الدين محمد بن محمد بن محمد الغَزِّي (٩٩٧هـ/١٠٦١هـ)،ت:يحيى مُراد،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٤ء.

● - التوسعة على العيال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)، مخطوط من الشاملة.

● - الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي(١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:محمدبن سعيدبسوني زغلول،دار الكتب العلمية ـبيروت.

● - الآثار المروية في الأطعمة السرية: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوَال(٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:أبو عمار محمد ياسر الشعيري،أضواء السلف ـالرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - إثبات صفة العلو: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت:أحمد بن عطية بن علي الغامدي،مكتبة العلوم والحكم ـالمدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - الأجوبة الفاضلة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/ ١٣٠٤هـ)،ت:عبدالفتاح أبوغدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـبحلب،الطبعة السابعة ١٤٣٧هـ.

● -الأجوبة المرضية: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - أحاديث الشيوخ الثقات: للقاضي أبي بكر محمد بن عبد الباقي بن محمد(٥٣٥هـ)،ت:الشريف حاتم بن عارف العوني،دار عالم الفوائد ـمكة المكرمة.

● - الأحاديث القدسية: للشيخ محمد عوامة حفظه الله،دار المنهاج ـجده،الطبعة الخامسة ١٤٣٢هـ.

● - أحاديث القصاص: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

● - الأحاديث المائة: للعلامة تقي الدين أبي الفضل سليمان بن حمزة بن أحمد بن عمر بن محمد بن أحمد بن قدامة المقدسي (٧١٥هـ)، مخطوط.

● - الأحاديث المختارة: للإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلي المقدسي (٥٦٧هـ/٦٤٣هـ)، ت: عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ.

● - أحاديث مسلسلات: للعلامة أبي بكر أحمد بن علي الطريثيثي المعروف بابن الزهراء (٤٩٧هـ)، مخطوط.

● - الآحاد والمثاني: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو بن الضحاك الشيباني (٢٠٦هـ/٢٨٧هـ)، ت: باسم فيصل أحمد الجوابرة، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

● - الأحكام الوسطى: للحافظ أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الإشبيلي (٥٨١هـ)، ت: حمدي السلفي و صبحي السامرائي مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة ١٤١٦هـ.

● - أحوال الرجال: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن يعقوب السعدي الجوزجاني (٢٥٩هـ)، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد، باكستان.

● - إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)، دار المعرفة ـ بيروت.

● - إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

● - أخبار مكة: للإمام محمد بن إسحاق بن العباس الفاكهي، ت: عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

● - أخبار مكة: للإمام أبي الوليد محمد بن عبد الله الأزرقي، ت: رشدي الصالح ملحس، دار الأندلس ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٣هـ.

● - أداء ما وجب: للإمام أبي الخطاب عمر بن حسن بن دحية الكلبي (٥٤٤هـ/٦٣٣هـ)، ت: محمد زهير الشاويش، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ.

● - أدب الإملاء والاستملاء: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السمعاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

● - أدب الدين والدنيا: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي (٤٥٠هـ)، دار المنهاج ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

- الأذكار النواوية: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي(٦٣١هـ/٦٧٦هـ)، ت:بسام عبد الوهاب،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- أربع مجالس: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،مخطوط من الشاملة.
- ارتياح الأكباد:للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي(٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، مخطوط.
- الإرشاد في معرفة علماء الحديث: للحافظ أبي يعلى الخليل بن عبد الله بن أحمد الخليلي القزويني (٤٤٦هـ)،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- الأسامي والكنى: للحافظ أبي أحمد محمد بن محمد بن أحمد الحاكم الكبير النيسابوري(٢٧٨هـ)، ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- الاستغناء في معرفة المشهورين: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:عبد الله مرحول السوالمة،دار ابن تيمية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- الاستيعاب في معرفة الأصحاب: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:علي محمد البجاوي،دار الجيل ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٢هـ.
- أسد الغابة: للحافظ عز الدين أبي الحسن علي بن محمد الجزري(٥٥٥هـ/٦٣٠هـ)،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢٤هـ.
- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(١٠١٤هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.
- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:محمد الصباغ،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٣٩١هـ.
- أسماء شيوخ الإمام مالك بن أنس: للحافظ أبي بكر محمد بن إسماعيل بن محمد بن خلفون الأندلسي(٥٥٥هـ/٦٣٦هـ)،ت:محمد زينهم محمد عزب،مكتبة الثقافة الدينية ـ الظاهر.
- الأسماء والصفات:: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:عبد الله بن محمد، مكتبة السوادي ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحُوت (١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض ،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ

● - الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبدالله بن عبدالمحسن ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:جابر بن عبدالله السريع،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● - أطْرَافُ المُسْنِد المُعتَلِي بأطراف المسند الحنبلي: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: زهير بن ناصر،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● -اعتلال القلوب: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي(٣٢٧هـ)، ت:حمدي الدمرداش،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٠هـ.

● - الإعجاز والإيجاز: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي (٤٣٠هـ)،ت:إسكندر آصاف، المطبعة العمومية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٨٩٧ء.

● - الأعلام: للعلامة خير الدين الزركلي(١٣٩٦هـ)،دار العلم للملايين ـ بيروت.

● - الإفصاح عن أحاديث النكاح: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:محمد شكور الميادينى،دار عمان ـ عمان،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● -اقتضاء الصراط المستقيم: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: ناصر عبد الكريم العقل،مكتبة الرشد ـ الرياض.

● - إكمال تهذيب الكمال: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْرِي الحنفي (٦٨٩هـ/٧٦٢ هـ)،ت:أبو عبدالرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الإكمال في رفع الارتياب: للحافظ علي بن هبة الله المعروف بابن ماكولا(نحو ٤٨٥هـ)، الفاروق الحديثية ـ القاهرة.

● - إكمال المعلم: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي المالكي(٤٧٦هـ/ ٥٤٤هـ)،ت:يحيى إسماعيل،دار الوفاء ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - أمالي الصدوق: لأبي جعفر محمد بن علي بن الحسين الصدوق(٣٨١هـ)،موسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - الأمالي: للعلامة أبي القاسم عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بشران الأموي(٤٣٠هـ)، ت:أحمد بن سليمان،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - الأمالي المطلقة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - إمتاع الأسماع: للعلامة تقي الدين أبي العباس أحمد بن علي بن عبد القادر المقريزي (٧٦٦هـ/ ٨٤٥هـ)،ت:محمد عبد الحميد النميسي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● -الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،ت:محمد حسن محمدحسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - أمثال الحديث: للقاضي أبي محمد الحسن بن عبد الرحمن بن خلاد الرامهرمزي الفارسي، ت:أحمدعبد الفتاح تمام،مؤسسة الكتب الثقافية . بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.

● - الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْرِي الحنفي(٦٨٩هـ/٧٦٢هـ)،ت:عزت المرسي و إبراهيم إسماعيل القاضي، مكتبة الرشد ـ الرياض .

● - الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند،الطبعة الأولى١٣٩٧هـ.

● - الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:محمد عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:عبدالله عمر البارودي،دارالجنان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي(١٠٤٤هـ)،المطبعة العامرة الزاهرة ـ مصر،الطبعة ١٢٩٢هـ.

● - إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي(١٠٤٤هـ)،مطبعة محمد علي صبيح ميدان الأزهر ـ مصر،الطبعة١٣٥٣هـ.

● - الأنوار العلوية والاسرار المرتضوية: لجعفر النقدي، المطبعة الحيدرية ـ النجف، الطبعة الثانية ١٣٨١هـ.

● - أوجز المسالك: لشيخ الحديث محمد زكريا بن محمد يحيى الكاندهلوي (١٣١٥هـ/١٤٠٢هـ)، ت: تقي الدين الندوي، دار القلم ـ دمشق الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - بحر الدم فيمن تكلم فيه الإمام أحمد بمدح أو ذم: للعلامة جمال الدين يوسف بن حسن بن أحمد الدمشقي المعروف بابن المبرد (٩٠٩هـ)، ت: روحية عبد الرحمن، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - البحر الرائق: للعلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (٩٢٦هـ/٩٦٩هـ أو ٩٧٠هـ)، مكتبة رشيدية ـ كوئتة .

● - البَحْرُ الزَّخَّار المعروف بمسند البزّار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عَمرو بن عبد الخالق العَتَكِي البزَّار (٢٩٢هـ)، ت: محفوظ الرحمن زين الله، مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٩هـ.

● - بحر الفوائد: للعلامة أبي بكر محمد بن إبراهيم بن يعقوب الكلاباذي البخاري (٣٨٠هـ)، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل وأحمد فريد المزيدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - بحر الكلام: للإمام أبي المعين ميمون بن محمد النسفي (٤١٨هـ/٥٠٨هـ)، ت: ولي الدين محمد صالح الفرفور، مكتبة دار الفرفور ـ دمشق، الطبعة الثانية ١٤٢١هـ.

● - البحر المحيط: للعلامة أبي حيان محمد بن يوسف بن علي بن حيان الأندلسي (٧٤٥هـ)، ت: صدقي محمد جميل، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤٣١هـ.

● - البحور الزاخرة في علوم الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي (١١١٤هـ/١١٨٨هـ)، ت: عبد العزيز أحمد بن محمد، دار العاصمة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت: رياض عبد الحميد مراد، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● - البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، مكتبة المعارف ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

● - البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:مصطفى أبوالغيظ وعبدالله بن سليمان ويا سر بن كمال،دار الهجرة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ .

● -البدرالمنير في غريب أحاديث البشير والنذير: للعلامة أبي محمد عبد الوهاب الشعراني(٩٧٣هـ)، مخطوط .

● - البُرهان في علوم القرآن: للإمام بدر الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن بهادر الزَرْكَشِي (٧٤٥هـ/ ٧٩٤هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دارالتراث ـ القاهرة .

● - بستان الواعظين: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أيمن البحيري،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت .

● - بصائر ذوي التمييز: للعلامة مجد الدين أبي طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٨١٧هـ)، ت:عبد الحليم الطحاوي،لجنة إحياء التراث الإسلامي ـ مصر، الطبعة الثالثة١٤١٦هـ.

● - بغية الباحث: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)،ت:حسين أحمد صالح الباكري،مركز خدمة السنة ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.

● - بغية الطلب في تاريخ حلب: للحافظ كمال الدين عمر بن أحمد بن هبة الله ابن العديم (٦٦٠هـ)، ت:سهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت .

● - البناية: للحافظ بدر الدين العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أيمن صالح شعبان،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - تاريخ ابن يونس: للحافظ أبي سعيد عبد الرحمن بن أحمد بن يونس الصدفي المصري (٢٨١هـ /٣٤٧هـ)،ت:عبد الفتاح فتحي عبد الفتاح ،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - تاريخ أبي زرعة الدمشقي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبي زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت:خليل المنصور،دار الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى٢٠٠٣ء .

● - تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:عمر عبد السلام تدمري،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٥ء.
- تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- تاريخ أسماء الثقات: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:صبحي السامرائي،الدار السلفية ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- تاريخ أصبهان: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:سيد كسروي حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.
- تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: بشّار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- تاريخ الخلفاء: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة الصحابة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.
- تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري(٩٦٦هـ)،مؤسسة شعبان ـ بيروت.
- تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري(٩٦٦هـ)،الطبعة الوهبية ـ مصر،الطبعة ١٢٨٣هـ.
- تاريخ دِمَشْق: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:محبّ الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العَمروي،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.
- التاريخ الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، ت:محمود إبراهيم زايد،دارالمعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- تاريخ الطبري: للإمام لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دار المعارف ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣٨٧هـ.
- تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي: للحافظ عثمان بن سعيد الدارمي(٢٨٠هـ)،ت:أحمد محمد نور سيف،دار المأمون للتراث ـ بيروت.

● - التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت .

● - التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/ ٢٥٦هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.

● - تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري المصري(٢٦٢هـ)،ت:فهيم محمد شلتوت،تم طبعه ونشره على نفقة حبيب محمود أحمد .

● - تاريخ يحيي بن معين رواية الدوري: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)، ت:أحمد محمد نور سيف،جامعة الملك عبد العزيز ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

● - تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)، ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت .

● - تأويل مختلف الحديث: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(٢٧٦هـ)، ت:محمد محيي الدين الأصفر،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.

● - تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ /٨٥٢هـ)،ت:محمد علي النجار،المؤسسة المصرية العامة .

● - تبيين الحقائق: للعلامة فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي(٧٤٣هـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر، الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.

● - تبيين الحقائق: للعلامة فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي (٧٤٣هـ)، مكتبة امدادية ـ ملتان باكستان .

● - تبيين العجب: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:أبو أسماء إبراهيم بن إسماعيل آل عصر،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

● - تجريد أسماء الصحابة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ /٧٤٨)،دار المعرفة ـ بيروت .

● - تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: للعلامة أبي العلي محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري (١٣٥٣هـ)،ت: عبدالوهاب عبداللّطيف،دارالفكر ـ بيروت .

● - تحفة الذاكرين: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/ ١٢٥٠هـ)،ت:سيد إبراهيم،علي حسن،إبراهيم المصري،دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ١٤٢٥هـ.

- تحفة الصديق: للعلامة أبي القاسم علي بن بلبان المقدسي(٦٨٤هـ)،ت:محيي الدين مستو،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- تحفة المحتاج بشرح المنهاج: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:سيد بن محمد السناري،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة١٤٣٧هـ.
- تحفة النبلاء من قصص الأنبياء: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ /٨٥٢هـ)،ت:غنيم بن عباس بن غنيم،مكتبة الصحابة ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف: للحافظ جمال الدين أبي محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي(٧٦٢هـ)،ت:سلطان بن فهد، دار ابن خزيمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ .
- التدوين في أخبارقزوين: للحافظ أبي القاسم عبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني،ت: عزيز الله العطاردي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٨هـ.
- تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:حمدي عبدالمجيد،دارالصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:زكريا عميرات،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- التذكرة الحمدونية: للعلامة محمد بن حسن بن محمد بن علي بن حمدون(٥٦٢هـ)،ت: إحسان عباس وبسكر عباس،دار صادر ـ بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٦ء .
- التذكرة في الاحاديث المُشْتَهِـرَة: للحافظ بدرالدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بهادر الزَرْكَشِي(٧٤٥هـ/٧٩٤هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٦هـ.
- تذكرةالموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي الفتني(٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية١٣٩٩هـ.
- تذكرةالموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي الفتني(٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،كتب خانه مجيديه ـ ملتان،باكستان .
- تذكرة الواعظين: للعلامة محمد جعفر،مطبع محمدي، بمبئي .

- الترجيح لحديث صلاة التسبيح: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمود سعيد ممدوح،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٩هـ.
- الترغيب في الدعاء: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي (٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي دار ابن حزم ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- الترغيب والترهيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت: إبراهيم شمس الدين،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢٤هـ.
- الترغيب والترهيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري (٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الترغيب والترهيب: للحافظ عبد العظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة المعارف ـ رياض،الطبعة ١٤٢٤هـ.
- الترغيب والترهيب: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني (٤٥٧هـ/٥٣٥هـ)،ت:أيمن بن صالح بن شعبان،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ .
- التسلي والاغتباط بثواب من تقدم من الأفراط: للحافظ عبد المؤمن بن خلف الدمياطي (٦١٣هـ/٧٠٥هـ)،ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن .
- تسمية مشايخ أبي عبد الرحمن النسائي الذين سمع منهم: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:الشريف حاتم العوني،دار عالم الفوئد ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- تسهيل السبيل إلى كشف الالتباس مما دار من الأحاديث بين الناس: للعلامة محمد غرس الدين الأنصاري الخليلي (١٠٥٧هـ)،مخطوط .
- تعجيل المنفعة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: إكرم الله إمدادالحق، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- تعظيم قدرالصلاة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن نصر المروزي(٢٠٢هـ/٢٩٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبدالجبار الفريوائي،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- التعليق الكبير: للقاضي أبي يعلى محمد بن الحسين بن محمد البغدادي الحنبلي(٣٨٠هـ/٤٥٨هـ)، ت:محمد بن فهد بن عبد العزيز الفريح،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.

- التَعليقات الحافلة على الأجْوِبَة الفاضلة: للشيخ عبد الفتّاح أبي غُدَّة(١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة ١٤٢٦هـ.
- تعليم المتعلم: للعلامة برهان الدين الزرنوجي،ت:مروان قباني المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعةالأولى ١٤٠١هـ.
- تفسير ابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت:أسعد محمد الطيب،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:محمد حسين شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٩هـ.
- تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:سامي بن محمد سلامة،دار طيبة ـ الرياض،الطبعةالأولى ١٤٢٠هـ.
- تفسير ابن منذر: للحافظ أبي بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري(٣١٨هـ)،ت:سعد بن محمد السعد،دار المآثر ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.
- تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي(١١٢٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
- تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي(١١٢٧هـ)،مطبعة العثمانية ـ إستانبول،الطبعة ١٣٣١هـ.
- تفسير سفيان الثوري: للإمام أبي عبد الله سفيان بن سعيد بن مسروق الثوري(٩٧هـ/١٦١هـ)، دارالكتب العلمية ـ بيروت.
- تفسير السمرقندي المسمى بحر العلوم: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي (٣٧٣أو ٣٧٥هـ)،ت:علي محمدمعوض،عادل أحمدعبدالموجود،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- تفسير غرائب القرآن: للعلامة نظام الدين حسن بن محمد القمي النيسابوري(المتوفى بعد ٨٥٠هـ)، ت:زكريا عميرات،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- تفسيرمظهري: للعلامة محمد ثناء الله المظهري(١٢٢٥هـ)،ت:غلام نبي التونسوي،مكتبة الرشيد ـ الباكستان،الطبعة١٤١٢هـ.

● - تقريب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

● - تكملة الإكمال: للحافظ معين الدين محمد بن عبد الغني المعروف بابن نقطة الحنبلي(٦٢٩هـ)، ت:عبد القيوم عبد رب النبي،مركز الإحياء التراث الاسلامي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - تكملة البحر الرائق: للعلامة محمد بن حسين بن علي الطوري(١١٣٨هـ)،ت:زكريا عميرات، مكتبة رشيدية ـ كوئته ـ باكستان.

● -التكميل في الجرح والتعديل: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:شادي بن محمد بن سالم آل نعمان،مكتبة ابن عباس ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● -تلبيس إبليس: للحافظ جمال الدين أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أحمد بن عثمان المزيد،دار الوطن.

● - التلخيص الحَبِيرفي تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - التلخيص الحَبِيرفي تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب،مؤسَّسَة قرطبة ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - تلخيص كتاب الموضوعات: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو تميم ياسربن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - تلخيص المتشابه في الرسم: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:سكينة الشهابي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٩٨٥ء.

● - التمهيد: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري(٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

● -التمييز: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)،ت:محمد مصطفى الأعظمي،شركة الطباعة العربية ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.

● -تمييزالطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الدِيْبَع (٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دار الكتاب العربي -بيروت،الطبعة ١٤٠٥هـ.

● - تمييز الطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الدِيْبَع (٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٨هـ.

● - التنبيه على مشكلات الهداية: للعلامة صدر الدين ابن أبي العز(٧٩٢هـ)،ت:أنور صالح أبو زيد،مكتبة الرشد-الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،دارابن كثير-بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢١هـ.

● - تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،ت:عبد اللطيف حسن عبد الرحمن،دار الكتب العلمية -بيروت.

● - تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣أو ٣٧٥هـ)،مترجم:عبد المجيد أنور،مكتبة الحرمين -لاهور،باكستان.

● - تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة: للعلامة أبي الحسن علي بن محمد بن عَرّاق الكتاني (٩٠٧هـ/ ٩٦٣هـ)،ت: عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية -بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

● -تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ /٧٤٨)،ت:مصطفى أبو الغيط عبد الحي،دار الوطن -الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - التنوير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد إسماعيل الأمير الصنعاني(١٠٩٩هـ/١١٨٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام -الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - تنوير الغبش في فضل السودان والحبش: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي(٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:مرزوق علي إبراهيم،دارالشريف - الرياض،الطبعةالثانية ١٤١٩هـ.

● - التوضيح بشرح الجامع الصحيح: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:خالد محمود الرباط،دار النوادر -دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

- توضيح المشتبة: شمس الدين محمد بن عبد الله بن محمد القيسي الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.

- تهذيب الآثار: للإمام لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:أبو فهر محمود محمد شاكر،مطبعة المدني ـ القاهرة.

- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: إبراهيم زيبق وعادل مرشد،مؤسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ

- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، مطبعة دائرة المعارف النظامية ـ الهند،الطبعة الأولى١٣٢٦هـ.

- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي (٦٥٤هـ/ ٧٤٢هـ)،ت:الشيخ أحمد عليّ عبيد وحسن أحمد آغا،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي(٦٥٤هـ /٧٤٢هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.

- التَيسِير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤٠٨هـ.

- التَيسِير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،دار الطباعة الخديوية ـ مصر،الطبعة١٢٨٦هـ.

- الثقات لابن حبان: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستِي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة١٣٩٣هـ.

- جامع الآثار في السير ومولد المختار: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:أبو يعقوب نشأت كمال،دار الفلاح ـ الفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

● - جامع الأحاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير): للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عباس أحمد صقر و أحمد عبد الجواد،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

● - جامع الأصول من أحاديث الرسول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَرِي (٥٤٤هـ/٦٠٦)،ت: محمد حامد الفقي،إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٤هـ.

● - جامع الأصول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَرِي (٥٤٤هـ/٦٠٦)،ت:عبدالقادر الأرنوؤط،مكتبة دار البيان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

● - الجامع لأحكام القرآن (تفسير قرطبي): للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي (٦٧١هـ)،ت:عبدالله بن عبد المحسن،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

● - جامع البيان: للإمام أبي جعفر محمد بن جرير الطبري (٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار هجر،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - جامع بيان العلم وفضله: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:أبي الأشبهال الزهيري،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعةالأولى ١٤١٤هـ.

● - جامع التحصيل: للحافظ صلاح الدين خليل بن كيكلدي العلائي (٦٦٤هـ/٧٦١هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٧هـ.

● - جامع الرسائل: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد رشاد سالم، دار العطاء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● -جامع العلوم والحكم: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي (٧٩٥هـ)،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثامنة ١٤١٩هـ.

● -الجامع في الأحكام: للإمام عبد الله بن وهب بن مسلم القرشي المصري (١٢٥هـ/١٩٧هـ)، ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار الوفاء ـ منصورة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● -الجامع الكبير: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة،الطبعة١٤٢٦هـ.

● -الجامع لأخلاق الراوي: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/ ٤٦٣هـ)،ت:محمود الطحان،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة١٤٠٣هـ.

● - جامع المضمرات: للعلامة يوسف بن عمر بن يوسف الكادوري(٨٣٢هـ)،ت:عمر عبد الرزاق حمد الفياض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

● - جامع المعجزات: للشيخ محمد الرَهَاوِي الواعظ،مطبعة نبات المصري.

● - الجَدُّ الحَثِيث في بيان ما ليس بحديث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزّي العامري (١١٤٣هـ)، ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت.

● -الجدالحثيث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزّي العامري(١١٤٣هـ)،دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

● - جزء أبي الجهم: للحافظ أبي الجهم العلاء بن موسى الباهلي(٢٢٨هـ)،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● -الجزء الأول من معجم أسامي مشايخ أبي علي الحداد:رواية أبي الحسن مسعود بن أبي منصور الخياط: للإمام أبي علي حسن بن أحمد بن الحسن الحداد الأصبهاني(٤١٩هـ/٥١٥هـ)، مخطوط، مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

● -الجزء الثامن من الفوائد العوالي رواية الحافظ أبي طاهر السلفي:مخطوط: للعلامة أبي عبد الله قاسم بن الفضل الثقفي (٣٩٧هـ/٤٨٩هـ)،مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

● - الجزء العشرون من المشيخة البغدادية: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،مخطوط.

● - جزء في فضل رجب:تحت كتاب أداء ماوجب لابن دحية الكلبي: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر(٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:جمال عزون.

- جزء فيه حديث المصيصي لوين: للعلامة أبي جعفر محمد بن سليمان المصيصي(٢٤٦هـ)، ت:أبو عبد الرحمن مسعد بن عبد الحميد السعدني،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

- الجزء فيه من فوائد أبي علي عبد الرحمن بن محمد: للعلامة أبي علي عبد الرحمن بن محمد بن أحمد النيسابوري (٤٢٠هـ)،مخطوط.

- الجزء من فوائد حديث أبي ذر الهروي: للحافظ أبي ذر عبد بن محمد بن أحمد الهروي المعروف بابن السماك(٤٣٤هـ)،ت:أبي الحسن سمير بن حسين،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

- الجليس الصالح الكافي: للحافظ أبي الفرج المعافى بن زكريا بن يحيى المعروف بابن طرار الجريري النهرواني(٣٩٠هـ)،ت:عبد الكريم سامي الجندي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

- جمع الجوامع: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة ـ الأزهر،الطبعة ١٤٢٦هـ.

- الجواب الكافي: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عمرو عبد المنعم بن سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

- الجوهرة النيرة: للعلامة أبي بكر بن علي الحداد(٨٠٠هـ)،ت:إلياس قبلان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

- حاشية ابن عابدين: للعلامة محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الدمشقي الحنفي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار عالم الكتب ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٣هـ.

- حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، المطبعة المصرية ـ القاهرة،الطبعة ١٢٥٤هـ.

- حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، مكتبة رشيدية ـ كوئتة.

- حاشية الطحطاوي علي مراقي الفلاح: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٧هـ.

● - الحاوي الكبير: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي(٤٥٠هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عبد اللطيف حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢١هـ.

● - الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:خالد طرطوسي،دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - حديث الزهري: للحافظ أبي الفضل عبيد الله بن عبد الرحمن البغدادي(٣٨١هـ)،ت:حسن بن محمد بن علي شبالة البلوط،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● -حسن الأثر في ما فيه ضعف واختلاف من حديث وخبر وأثر: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحُوت(١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)،مطبعة الكشاف ـ بيروت،الطبعة ١٣٥٣هـ.

● - حسن الظن باالله: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ)،ت:مخلص محمد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - حصن الحصين: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت:عبدالرؤف الكمايى،مكتبة غراس ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - حصن الحصين: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت:هيثم طعيمي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - حلبة المجلي: للعلامة ابن الأمير الحاج(٨٧٩ هـ)،ت:أحمد بن محمد الغلاييني الحنفي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

● - حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

● - حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - حياة الحيوان الكبرى: للعلامة كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري (٨٠٨هـ)،ت:أحمد حسن بسج،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

- خزينة الأسرار: للعلامة محمد حقي بن علي بن إبراهيم النازلي(١٣٠١هـ)،المطبعة الخيرية، الطبعة١٣٠٩هـ.
- -خزينة الجواهر في زينة المنابر: لعلي أكبر بن حسين النهاوندي الشيعي،كاتب:محمد حسن السبزواري،دون ذكر مطبع،سنة١٣٥٨هـ.
- - الخصائص الكبرى: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الخامسة١٤٣٨هـ.
- -خلاصة البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن (٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة الرشد ـ الرياض.
- - الخلافيات بين الإمامين: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)، الروضة للنشر والتوزيع ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤٣٦هـ.
- - الدراية: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عبدالله هاشم اليماني،دار المعرفة ـ بيروت .
- - درةالناصحين: للعلامة عثمان بن حسن بن أحمد الشاكر الخوبوي الرومي الحنفي(١٢٤١هـ)، فيضي كتب خانه ـ كوئته .
- - الدر الثمين والمورد المعين: للعلامة محمد بن أحمد ميارة المالكي،ت:عبدالله المنشاوي، دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة١٤٢٩هـ.
- - درر الحكام: للعلامة ملا خسرو(٨٨٥هـ)،مير محمد كتب خانة ـ كراتشي،باكستان .
- - الدر المختار: للعلامة علاء الدين محمد بن علي بن محمد الحصكفي(١٠٨٨هـ)،ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.
- - الدُرَرُ المُنْتشرة في الأحاديث المُشْتَهَرَة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- - الدُرَرُ المُنْتشرة في الأحاديث المُشْتَهَرَة: للعلامةجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي، مركز هـجر ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٣٢٤هـ.

● -الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ،عمادة شؤون المكتبات ـ الرياض .

● -الدر المنضود: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:بوجمعة عبد القادر مكري ومحمد شادي مصطفى،دار المنهاج ـ جده، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ .

● - الدر النظيم في خواص القرآن العظيم: للعلامة أبي محمد عبد الله بن أسعد اليمني اليافعي،المكتبة العلامية ـ مصر .

● - الدعوات الكبير: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:بدر بن عبد الله البدر،غراس للنشر والتوزيع ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - دقائق الأخبار: للعلامة عبد الرحيم بن أحمد،المطبعة الميمنية ـ مصر،الطبعة١٣٠٦هـ.

● - دلائل النبوة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد رواس قلعه جي،دار النفائس ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٦هـ.

● - دلائل النبوة: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، ت:محمد بن فارس السلوم دار النوادر ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

● - دلائل النبوة: للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:الدكتور عبد المعطي قلعجي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - دلائل النبوة: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ /٥٣٥هـ)،ت:محمد بن محمد الحداد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - الديباج: للحافظ أبي القاسم إسحاق بن إبراهيم الختلي(٢٨٣هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء .

● - ديوان الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة،الطبعة١٣٨٧هـ.

● - الذخيرة: للعلامة شهاب الدين أحمد بن إدريس القرافي(٦٨٢هـ)،ت:محمد حجي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.

● - ذخيرة الحفاظ: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عبدالرحمن الفريوائي،دار السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - ذريعة الوصول إلى جناب الرسول: للعلامة المخدوم محمد هاشم السندهي(١١٠٤هـ/١١٧٤هـ)، مترجم: علامة محمد يوسف لدهيانوي الشهيد،مكتبة لدهيانوي ـ كراتشي.

● - ذكر الأقران: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني(٣٦٩هـ)،ت:مسعد عبد الحميد محمد السعدني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - ذم الملاهي: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:عمرو عبد المنعم سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● -ذيل تاريخ بغداد: للحافظ أبي عبد الله محمد بن محمود بن الحسن البغدادي المعروف بابن النجار (٥٧٨هـ/٦٤٣هـ)،ت:مصطفى عبد القادر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٢٥هـ.

● - ذيل ديوان الضعفاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة.

● - ذيل اللآلئ المصنوعة: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيُوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:زياد نقشبندي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٣٢هـ.

● - ذَيل اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيُوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،المكتبة الأثرية ـ شيخو بوره،الطبعة١٣٠٣هـ.

● - ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/ ٨٠٦هـ)،ت:عبد القيوم عبد رب النبي،إحياء التراث الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:أبو رضا الرفاعي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - ربيع الأبرار: للعلامة أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري(٤٦٧هـ/٥٣٨هـ)،ت:عبد الأمير مهنا، مؤسسة العلمي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - الرحمة في الطب والحكمة: ينسب إلى الإمام السيوطي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.

● - الرد علي البَكْرِي: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عبد الله دحين، دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - ردُّ المُحتَارعلي الدُرّ المُخْتَار يعرف بحا شية ابن عابدين: للإمام محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدِمَشْقِي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،دارعالم الكتب ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٣هـ.

● - الرسالة القشيرية: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،ت:عبد الحليم محمود ومحمود بن الشريف،المكتبة التوقيفية ـ القاهرة.

● - الرسالة المغنية في السكوت ولزوم البيوت: للعلامة أبو علي حسن بن أحمد بن عبد الله الحنبلي (٤٧١هـ)،ت:عبد الله بن يوسف الجديع،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - رسائل البركوي: للعلامة محمد بن بير علي بن إسكندر الرومي البركوي(٩٨٠هـ)،ت:أحمد هادي القصار،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠١١ء.

● - رسائل: للشاه ولي الله الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:محمد فاروق القادري،تصوف فاؤنديشن ـ لاهور ـ باكستان،الطبعة ١٤٢٠هـ.

● - الرقة والبكاء: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي(٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت:محمد خير رمضان يوسف،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● -روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي الإستنبولي(١١٢٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

● - روح المعاني في تفسير قرآن العظيم والسبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي(١٢١٧هـ/١٢٧٠هـ)،ت:علي عبد الباري عطية،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - روح المعاني في تفسير قرآن العظيم و السبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي (١٢١٧هـ/ ١٢٧٠هـ)،إحياء التراث العربي ـ بيروت.

● -روض الأخيار المنتخب من ربيع الأبرار: للعلامة محيى الدين محمد بن قاسم بن يعقوب الأماسي (٩٤٠هـ)،دار القلم العربي ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - روض الرياحين في حكايات الصالحين: للعلامة عفيف الدين عبد الله بن أسعد اليافعي(٧٦٨هـ)، ت:محمد عزت،المكتبة التوقيفية.

● - الروض المعطار: للمؤرخ محمد بن عبد المنعم الحميري(٧٢٧هـ)،ت:إحسان عباس،مكتبة لبنان.

● - روضة العقلاء: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُسْتِي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، ت:محمد محيي الدين عبد الحميد،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

- روضة المحبين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- زاد المَعَاد في هَدْيِ خير العباد : للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت: شعيب الأرنوؤط وعبدالقادر الأرنوؤط،مؤسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة السابعة وعشرون ١٤١٥هـ.
- الزواجر عن اقتراف الكبائر: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،مطبعة حجازي ـ القاهرة،الطبعة١٣٥٦هـ.
- الزهد: للإمام عبد الله بن المبارك(١٨١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،مؤسسة الرسالةـ بيروت.
- الزهد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:محمد عبد السلام شاهين،دار الكتب العلميةـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الزهد: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني(٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،دار المشكاة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- الزهر الفائح في ذكر من تنزه عن الذنوب والقبائح: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- الزيادات على الموضوعات: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- سبل الهدى والرشاد: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي(٩٤٢هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- سفر السعادة: للعلامة أبي طاهر مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٧٢٩هـ/٨١٦أو٨١٧هـ) ت: احمدعبدالكريم السايح و عمر يوسف حمزه، مركز الكتاب ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة: للشيخ أبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني(١٣٤٤هـ/١٤٢٠هـ)،دار المعارف ـ الرياض.
- سنن ابن ماجه: للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجه(٢٠٩هـ/٢٧٣هـ)، ت:محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية ـ حلب.

- سنن أبي داود: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني(٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،دارالرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذى الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفي البابي ـ القاهرة،الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.
- سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذى الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- سنن الدار قطني: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني(٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- سنن الدارمي: للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل السمرقندي التيمي الدارمي (١٨١هـ/٢٥٥هـ)،ت:حسين سليم أسد الداراني،دار المغني ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- السنن الكبرى: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- السنن الكبرى: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)، ت:حسن عبد المنعم شلبي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- السنن الواردة في الفتن: للحافظ أبي عمرو عثمان بن سعيد بن عثمان الأموي الداني(٣٧١هـ/٤٤٤هـ)، ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـ الرياض.
- سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله بن الجنيد الختلي،ت:أحمد محمد نور سيف،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري،ت:محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٣٩٩.
- سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- سؤالات البرذعي: للحافظ أبي عثمان سعيد بن عمرو بن عمار البرذعي(٢٩٢هـ)،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

- سؤالات البرقاني للدارقطني: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد الخوارزمي البرقاني(٣٣٦هـ/٤٢٥)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،كتب خانه جميلي ـ لاهور ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- سؤالات السلمي للدارقطني: لأبي عبد الرحمن محمد بن الحسين السلمي الصوفي(٣٢٥هـ/٤١٢)، ت:سعد بن عبدالله الحميد وخالد بن عبدالرحمن الجريسى،مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- سؤالات ابن أبي شيبة لعلي بن المديني: لأبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة(٢٩٧هـ)،ت:موفق بن عبد الله مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- سؤالات مسعود بن علي: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/ ٤٠٥هـ)،ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- سير أعلام النبلاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعةالثالثة١٤٠٥هـ.
- السيرةالنبوية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:مصطفى عبد الواحد، دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة١٣٩٦هـ.
- سير سلف الصالحين: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ /٥٣٥هـ)،ت:كرم بن حلمي بن فرحات بن أحمد،دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الشذرة في الأحاديث المشتهرة: للعلامة محمد بن طولون(٩٥٣هـ)،ت:كمال بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٣هـ.
- شرح الأربعين النووية: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:محمد عبد الكريم حسن الإسحاقي،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة.
- شرح أسماء الله الحسنى: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،دار آزال ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- شرح أصول اعتقاد أهل السنةوالجماعة: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي(٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعدبن حمدان الغامدي،دارطيبة.
- شرح الخَرْبُوتِي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوْتي(١٢٩٩هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي باكستان.

● - شرح الزرقاني على الموطا: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)، طبع بالمطبع الخيرية.

● - شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - شرح سنن أبي داود: للعلامة شهاب الدين أحمد بن حسين المعروف بابن رسلان(٨٤٤ هـ)، ت:ياسر كمال و أحمد سليمان،دار الفلاح ـ الفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣٧هـ.

● - شرح الشفاء: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت:الحاج أحمد طاهر القنوي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣١٩هـ.

● - شرح الشِّفاء: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(١٠١٤هـ)،ت:عبد الله محمد الخليلي،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

● - شرح صحيح البخارى لابن بطال: للإمام أبي الحسن علي بن خلف بن بطال البكري القرطبي(٤٤٩هـ)، ت:أبو تميم ياسر،مكتبة الرشد ـ الرياض.

● - شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة المدني ـ القاهرة.

● - شرح الكرماني: للإمام شمس الدين محمد بن يوسف بن علي بن سعيد الكِرْماني(٧١٧هـ/٧٨٦هـ) ت:محمد عثمان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.

● - شرح مذاهب أهل السنة: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:عادل بن محمد،مؤسسة قرطبة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● -شرح مشكل الوسيط: للحافظ عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري المعروف بابن الصلاح (٥٧٧هـ/ ٦٤٣هـ)،ت:محمد بلال بن محمد أمين،داركنوز إشبيليا ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - شرح منتهي الإرادات: للعلامة أبي السعادات منصور بن يونس البهوتي(١٠٥١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٤هـ.

● - شرح المولد النبوي: للعلامة جعفر البرزنجي،المطبعة الميمنية ـ مصر.

● - شعب الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤٢١هـ.

● - شُعَبُ الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)، ت:مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - شفاء السقام في زيارة خير الأنام: للحافظ تقي الدين علي بن عبد الكافي بن علي بن تمام السبكي (٦٨٣هـ/٧٥٦هـ)، ت:حسين محمد علي شكري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - شمائل ترمذي مع اردو شرح خصائل نبوي: للحافظ محمد زكريا المهاجر المدني (١٣١٥هـ/ ١٤٠٢هـ)، دار الإشاعت ـ كراتشي، الطبعة ١٤١١هـ.

● -شمائل النبوة: للحافظ أبي بكر محمد بن علي بن إسماعيل القفال (٢٩١هـ/٣٦٥هـ)، ت:أبو عبد الله عمر بن أحمد بن علي، دار التوحيد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

● - شواهد النبوة: للعلامة عبد الرحمن بن أحمد الجامي (٨٩٨هـ)، مكتبة الحقيقة ـ إستنبول.

● - الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي (٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي (٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)، ت:أبو عبد الرحمن السلفي عقيل بن محمد بن زيد المقطري، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - صب الخمول: للعلامة جمال الدين يوسف بن حسن بن أحمد الدمشقي المعروف بابن المبرد (٩٠٩هـ)، ت:نور الدين طالب، دار النوادر ـ لبنان، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - صحيح ابن حبان: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستِي (بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - صحيح ابن خزيمة: للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري (٢٢٣هـ/٣١١هـ)، ت: محمد مصطفى الأعظمي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٠هـ.

● - الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، ت:محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، قديمي كتب خانه ـ كراتشي.

● - الصحيح لمسلم: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (٢٠٦هـ/٢٦١هـ)، ت: محمد فواد عبد الباقي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

- صفة الصفوة: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أحمد بن علي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٣٠هـ.
- الصمت وآداب اللسان: للحافظ أبي بكرعبد الله بن محمد بن عبيد ابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨١هـ)،ت:أبو إسحاق الحويني، دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- الصواعق المحرقة: للعلامةأبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٧ء.
- الصواعق المحرقة: للعلامةأبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد الله التركي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط: للحافظ عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري المعروف بابن الصلاح(٥٧٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٤هـ.
- صيد الخاطر: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي(٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:حسن السماجي سويدان،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الثالثة ١٤٣٣هـ.
- الضعفاء الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفةـبيروت،الطبعةالأولى ١٤٠٦هـ.
- الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسي بن حماد العُقَيلي المكي(٣٢٢هـ)، ت:عبدالمعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسي بن حماد العُقَيلي المكي(٣٢٢هـ)، مخطوط:مكان وجودها من المكتبة العثمانية بطولقة بسكرة الجزائر، نشرها جمال عزون الجزائري.
- الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسي بن حماد العُقَيلي المكي (٣٢٢هـ)، مخطوط:مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.
- الضعفاءوأجوبة أبي زرعة الرازي على سؤالات البرذعي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبو زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت:سعدي الهاشمي الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.
- الضعفاء والمتروكون: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● -الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/ ٣٠٣هـ)،ت:عبد العزيز عزالدين السيروان،دار القلم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:محمد إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي(٢١٥هـ /٣٠٣هـ)،ت:كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للحافظ جمال الدين أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● -طبقات أعلام الشيعة: أغا بزرگ الطهراني،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - طبقات الشافعية الكبري: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي (٧٢٧هـ/ ٧٧١هـ)،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - طبقات الشافعية الكبري: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي (٧٢٧هـ/ ٧٧١هـ)،ت:محمود محمد الطناحي،عبد الفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

● - طبقات علماء الحديث: للحافظ أحمد بن عبد الهادي الدمشقي (٧٣٣هـ)،ت:أكرم البوشي وإبراهيم الزيبق،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.

● - الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري(١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

● - الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري(١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، دار صادر ـ بيروت .

● - طبقات المحدثين بأصبهان: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني (٣٦٩هـ)،ت: عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - طرح التثريب في شرح التقريب: للحافظ ولي الدين أبي زرعة العراقي بن أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي (٧٦٢هـ/٨٢٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .

- طوق الحمامة: للإمام ابن حزم الأندلسي (٤٥٦هـ)، مؤسسة هنداوي ـ مصر، الطبعة الأولى ٢٠١٦ء.
- الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي (٥٧٦هـ)، ت: دسمان يحيى معالي، أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي (٥٧٦هـ)، مخطوط.
- عارضة الأحوذي: للعلامة محمد بن عبد الله المعافري الأندلسي المعروف ابوبكر ابن العربي (٤٦٨هـ/ ٥٤٣هـ)، ت: جمال مرعشلي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- العاقبة في ذكر الموت والآخرة: للحافظ أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الإشبيلي (٥٨١هـ)، خضر محمد خضر، مكتبة دار الأقصى ـ الكويت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- العجاب في بيان الأسباب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)، ت: عبد الحكيم محمد الأنيس، دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- العجالة في أحاديث المسلسلة: للعلامة أبي الفيض محمد ياسين بن محمد عيسى الفاداني المكي (١٤١١هـ)، دار البصائر ـ دمشق، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.
- العرف الشذي: للعلامة أنور الشاه الكشميري (١٢٩٢هـ/١٣٥٢هـ)، ت: محمود شاكر، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- العزيز شرح الوجيز: للحافظ أبي القاسم عبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني، ت: علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- عصيدة الشهدة المعروف بشرح الخربوتي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوتي (١٢٩٩هـ)، مكتبة المدينة ـ كراتشي، الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- علل الترمذي الكبير: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمي الترمذي الضرير (٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)، ت: السيد صبيحي السامرائي وغيره، عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)، ت: خالد بن عبدالرحمن، مكتبة الملك الفهد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)، ت: سعد بن عبد الله عبد الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجُريسي، مكتبة الملك الفهد ـ الرياض، الطبعة ١٤٢٧هـ.

- العلل المتناهية: للعلامة الحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجَوزِي القُرَشِي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:خليل الميس،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- العلل المتناهية: للعلامة الحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.
- العِلَل الواردة في الأحاديث النبوية: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارَقُطْنِي الشافعي(٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،دار طيبة ـ رياض،الطبعة ١٤٠٥هـ .
- العلل الواردة: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني(٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، ت:محمد بن صالح بن محمد،دار ابن الجوزي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)، ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- العلو للعلي الغفار: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- عمدة التحقيق في بشائر آل الصديق: للعلامة إبراهيم بن عامر العبيدي المالكي(١٠٩١هـ)، مطبعة جمعية المعارف .
- عمدة الرعاية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،مكتبة إمدادية ـ ملتان .
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)، ت:محمد أحمد الحلاق،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- عمدة القاري:للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،دار الفكر.
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت: عبد الله محمود محمد عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- عمل اليوم والليلة: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد بن إسحاق الدينوري المعروف بابن السني (٣٦٤هـ)،ت:عبد الرحمن كوثر،شركة دار أرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- عمل اليوم والليلة: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/ ٣٠٣هـ)،ت:فاروق حمادة،مؤسسة الرسالة ـ بيروت .

● - عيون الأخبار: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(٢٧٦هـ)،دار الكتاب العربي ـ بيروت .

● - غاية النهاية في طبقات القراء: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري (٧٥١هـ/ ٨٣٣هـ)،ت:أبو إبراهيم عمرو بن عبد الله،دار اللؤلؤة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٨هـ.

● - الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، ت:خسيري حسيني جميل،جميعة دار البر ـ دبئي .

● - الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، مخطوط من الشاملة .

● - الغماز على اللماز: للعلامة نور الدين أبي الحسن السمهودي(٩١١هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - الغنية فهرست شيوخ القاضي عياض: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي(٤٧٦هـ/٥٤٤هـ)،ت:ماهر زهير الجرار،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

● - الغنيةلطالبي طريق الحق عز وجل: للشيخ محيى الدين أبي محمد عبد القادر بن موسى بن عبد الله الجيلاني (٥٦١هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - غنية المتملي: للعلانة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي(٩٥٦ هـ)،مخطوط .

● - غنية المستملي: للعلامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي(٩٥٦ هـ)،ت: نديم الواجدي، مكتبة نعمانية كانسي رود ـ كوئيته .

● -غيث المواهب العلية في شرح الحكم العطائية: للعلامة أبي عبد الله محمد بن إبراهيم بن عَبَّاد(٧٩٢هـ)،ت:عبد الله سليم المختار،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

● - الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية: للعلامة محمد بن محمد بن شهاب الكردي البزازي(٨٢٧هـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣١٠هـ.

● - الفتاوى التاتارخانية: للعلامة فريد الدين عالم بن العلاء الدهلوي الهندي(٧٨٦هـ)،ت:شبير أحمد القاسمي،مكتبة زكريا ديوبند ـ هند،الطبعة ١٤٣١هـ.

● - الفتاوى الحديثية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار المعرفة ـ بيروت .

- الفتاوى الفقهية الكبرى: للعلامة أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار الفكر ـ بيروت.
- الفتاوى الولوالجية: للعلامة أبي الفتح ظهير الدين عبد الرشيد بن أبي حنيفة الوَلْوَالِجِي (المتوفى بعد ٥٤٠هـ)،ت:مقداد بن موسى فريوي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- فتح باب العناية: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت:محمد نزار تميم وهيثم نزار تميم شركة دار الأرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،المكتبة السلفية.
- فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،إشراف: الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٣٧٩هـ.
- الفتح السماوي: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:أحمد مجتبى السلفي،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- فتح القدير: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،دار الكلم الطيب ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.
- الفتح المبين: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:أحمد جاسم محمد المحمد،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية: للعلامة محمد علي بن محمد علان الصديقي الشافعي (٩٩٦هـ/١٠٥٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
- الفتوحات الربانية: للعلامة محمد علي بن محمد علان الصديقي الشافعي(٩٩٦هـ/١٠٥٧هـ)، ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- الفتوحات المكية: للعلامة أبي بكر محمد بن علي بن محمد المعروف بابن العربي(٥٦٠هـ/٦٣٨هـ)، ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الفردوس بمأثور الخطاب: للحافظ أبي شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي(٤٤٥هـ/٥٠٩هـ)،ت:السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - فصول البدائع في أصول الشرائع: للعلامة شمس الدين محمد بن حمزة بن محمد الفَناري الرومي الحنفي(٨٣٤ هـ)،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.

● - الفصول في سيرة الرسول: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:محمد العيد الخطراوي ومحيي الدين مستو،مؤسسة علوم القرآن ـ بيروت، الطبعة الثالثة١٤٠٣هـ.

● -فضل التهليل وثوابه الجزيل: للحافظ أبي علي حسن بن أحمد بن عبد الله البغدادي الحنبلي المعروف بابن البَنَّاء(٣٩٦هـ/٤٧١هـ)،ت:عبد الله بن يوسف الجديع،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ

● - فضائل الأوقات: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عدنان عبد الرحمن مجيد القيسي،مكتبة المنارة ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

● - فضائل الخلفاء الأربعة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:صالح بن محمد العقيل،دار البخاري ـ المدينة المنورة.

● - فضائل شهر رجب: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال(٣٥٢هـ/٤٣٩هـ)،،ت:أبو يوسف عبد الرحمن بن يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - فضائل الصحابة: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: وصي الله بن محمد عباس،إحياء التراث الإسلامي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - الفضل المبين في الصبر عند فقد البنات والبنين: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي(٩٤٢هـ)، مخطوط.

● -الفواتح الإلهية والمفاتح الغيبية: للعلامة نعمت الله بن محمود النخجواني(٩٢٠هـ)،المطبعة العثمانية ـ دار الخلافة العلية الإسلامية،الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ.

● -الفوائد: للحافظ أبي القاسم تمام بن محمد الرازي البجلي(٣٣٠هـ/٤١٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● -الفوائد: للحافظ عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني(٣١٠هـ/٣٩٥هـ)، ت:خلاف محمود عبد السميع،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

● - فوائد ابن نصر: للعلامة أبي القاسم عبد الرحمن بن عمر بن نصر بن محمد الشيباني البزاز(٤١٠هـ)، ت:أبو عبد الله حمزة الجزائري،دار النصيحة،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● - الفوائد الجليلة في مسلسلات ابن عقيلة: للعلامة محمد بن أحمد بن سعيد الحنفي المكي (١١٥٠هـ)، ت:محمد رضا القهوجي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - الفوائد البَهِيَّة في تراجم الحنفية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي(١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،المطبع المصطفائي.

● - الفوائد المجموعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:رضوان جامع رضوان،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:عبد الرحمن بن يحيي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

● - الفوائد الموضوعة: للعلامة مرعي بن يوسف الكرمي المقدسي (١٠٣٣هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،دار الوراق ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤١٩هـ.

● - الفهرست: لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي(٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)،المكتبة المرتضوية ـ النجف.

● - فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

● - فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،ت:أحمد نصر الله،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

● - قبول الأخبار ومعرفة الرجال: للحافظ أبي القاسم عبد الله بن أحمد البلخي(٣١٩هـ)،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● -القضاء والقدر للبيهقي: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد بن عبد الله آل عامر،مكتبة العبيكان ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

● -القند في ذكر علماء سمرقند: للعلامة نجم الدين عمر بن محمد بن أحمد النسفي(٤٦١هـ/٥٣٧هـ)، ت:يوسف الهادي،آينه ميراث ـ تهران،الطبعة الأولى ١٣٧٨هـ.

● -قواعد تفسير الأحلام: للعلامة شهاب الدين أحمد بن عبد الرحمن بن عبد المنعم بن نعمة النابلسي الحنبلي(٦٢٨هـ/٦٩٧هـ)،ت:حسين بن محمد جمعة،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

- قوت القلوب في معاملة المحبوب: للعلامة أبي طالب محمد بن علي بن عطية المكي(٣٨٦هـ)، ت:محمود إبراهيم محمد الرضواني،مكتبة دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- القول البديع: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:محمد عوامة،دار اليسر ـ المدينة المنورة،الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.
- قيمة الزمن عند العلماء: للشيخ عبد الفتّاح أبي غُدَّة (١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)،دار عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.
- الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:عزت علي عيد عطية وموسي محمد علي الموشي،دار الكتب الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.
- الكافي الشاف: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني(٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)،ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .
- الكامل في ضعفاء الرجال:للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني(٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)،ت: يحيي مختارغزاوي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.
- الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني(٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)،ت: محمدأنس مصطفى الخن،دار الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- الكامل في اللغة والأدب: للعلامة أبي العباس محمد بن يزيد المعروف بالمبرد(٢٨٥هـ)،ت: محمد أبو الفضل إبراهيم،دار الفكر العربي ـ القاهرة،الطبعة الثالثة ١٤١٧هـ.
- كتاب الأمالي: لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي(٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)،دار الثقافة ـ قم، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- كتاب الأمالي: للعلامة يحيى بن الحسين بن إسماعيل الحسني الشجري(٤١٢هـ/٤٩٩هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- كتاب تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري البصري(١٧٣هـ/٢٦٢هـ)، ت: فهيم محمد شلتوت .
- كتاب التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي(٦٧١هـ)،ت:الصادق بن محمد بن إبراهيم،دار المنهاج ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- كتاب الدعاء: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/ ٣٦٠هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ..
- كتاب الزهرة: للعلامة أبوبكر محمد بن داود الأصبهاني(٢٩٧هـ)،ت:إبراهيم السامرائي،مكتبة المنار ـ أردن،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.
- كتاب السنن: للحافظ أبي عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني(٢٢٧هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي، الدار السلفية ـ الهند،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- كتاب الشريعة: للعلامة أبي بكر محمد الحسين الآجِري(٣٦٠هـ)،ت:عبدالله بن عمربن سليمان الدميجي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- كتاب الضعفاء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/ ٤٣٠هـ)،ت:فاروق حمادة، دار الثقافة ـ قاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- كتاب العرش: للحافظ أبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة(٢٩٧هـ)،ت:محمد بن خليفة التميمي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- كتاب المبسوط للسرخسي: للإمام شمس الأئمة أبو بكر محمد بن أحمد السرخسي(٤٨٨هـ)،دار المعرفة ـ بيروت .
- الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار: للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي(١٥٩هـ/ ٢٣٥هـ)،ت:كمال يوسف الحوف،دار التاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- كتاب الطب: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/ ٤٣٢هـ)، مخطوط .
- كتاب العدة للكرب والشدة: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي(٥٦٩هـ/ ٦٤٣هـ)،ت:ياسر بن إبراهيم بن محمد دار المشكاة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- كتاب العظمة: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأصبهاني(٢٧٤هـ/ ٣٦٩هـ)،ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـ الرياض .

- کتاب العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/ ٢٤١هـ)،ت:وصي الله بن محمدعباس،دار الخاني ـالرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،دار الندوة الجديدة ـبيروت .
- كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة الفرقان،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- كتاب المسلسلات: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،مخطوط .
- كتاب المعجم: للإمام أبي سعيد أحمد بن محمد ابن الأعرابي(٢٤٦هـ/٣٤٠هـ)،ت:عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني،دار ابن الجوزي ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- كتاب من عاش بعد الموت: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت:محمد حسام بيضون،مؤسسة الكتب الثقافية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن عليبن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،دار ابن حزم ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن عليبن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـالمدنية المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.
- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:نورالدين بن شكري بن علي بوياجيلار،أضواء السلف ـالرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- كتاب المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البستي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.
- كرامات أولياء الله: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي (٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعد بن حمدان الغامدي دار طيبة ـالسعودية،الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.
- الكشف الإلهي: للعلامة محمد بن محمد الطرابلسي السندروسي الحنفي(١١٧٧هـ)،ت: محمد محمود أحمد بكار،دار السلام ـالقاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

- الكشف الحثيث عمن رمي بوضعِ الحديث: للعلامةأبي الوفاءإبراهيم بن محمد بن خليل الطرابلسي(٧٥٣هـ/٨٤١هـ)،صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـبيروت،الطبعة١٤٠٧هـ.
- كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهرمن الأحاديث علي ألسنة الناس: للعلامة أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت:عبد الحميد هـنداوي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة١٤٢٧هـ.
- كشف الخفاء: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت: يوسف بن محمود،مكتبة العلم الحديث ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- كشف الخفاء: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،مكتبة القدسي ـالقاهرة،الطبعة ١٣٥١هـ.
- الكشف والبيان: للعلامة أبو إسحاق أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي النيسابوري (٤٢٧هـ)،ت: أبومحمد بن عاشور،دار إحياء التراث العربي ـبيرت،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.
- كفاية الأتقياء ومنهاج الأصفياء: للعلامة أبوبكر بن محمد شطا الدِمْيَاطِي البَكْرِي(١٣١٠هـ)،المطبعة الخيرية ـ مصر،الطبعة١٣٠٣هـ.
- كنز العمال في سنن أقوال والأفعال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهِندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت:محمود عمر الدمياطي،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية١٤٢٤هـ.
- كنزالعمال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت: بكر يحياني،صفوة السقا،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الخامسة ١٤٠٥هـ.
- كنوز الذهب في تاريخ حلب: للعلامة أحمد بن إبراهيم المعروف سبط ابن العجمي(٨٨٤هـ)، ت:شوقي شعث وفالح البكور،دار القلم العربي ـ حلب،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- الكنى والأسماء: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)، ت:عبدالرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـالمدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٤هـ.
- الكنى والأسماء: للحافظ أبي بشر محمد بن أحمد بن حماد الدولابي(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ٤١٢١هـ.
- كوثر النِبيّ وزُلَالُ حَوْضِه الرَّوِيّ (فنّ معرفة الموضوعات): للعلامة أبي عبد الرحمن عبد العزيز بن أبي حفص أحمد بن حامد القرشي (١٢٠٦هـ/١٢٣٩هـ)المخطوط،كتبه العلامة عبد الله الولْهَاري(١٢٨٣هـ).

- اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محمدعبد المنعم رابح،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.
- اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:أبوعبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- لباب الآداب: لمؤيد الدولة أبي المظفر أسامة ابن منقذ الكناني (٥٧٤هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،مكتبة السنة ـ القاهرة،الطبعة ١٤٠٧هـ.
- اللباب في تهذيب الأنساب: للحافظ مجد الدين أبي السعادت المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.
- اللباب في علوم الكتاب: للعلامة أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن عادل الحنبلي (٨٨٠هـ)، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- لسان العرب: للعلامة أبي الفضل جمال الدين محمد بن مكرم ابن المنظور الإفريقي (٦٣٠هـ/٧١١هـ)، دار صادر ـ بيروت.
- لسان الميزان: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- لطائف المعارف: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي (٧٩٥هـ)،ت:ياسين محمد السواس،دار ابن كثير ـ دمشق،الطبعة الخامسة ١٤٢٠هـ.
- لمحات الأنوار ونفحات الأزهار: للحافظ أبي القاسم محمد بن عبد الواحد الغافقي الملاحي (٥٤٩هـ)،ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو باصله موضوع: للعلامة أبي المحاسن محمد بن خليل بن إبراهيم القاؤقجي (١٢٢٤هـ/١٣٠٥هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ.
- ما ثبت بالسنة: للعلامة عبد الحق بن سيف الدين الدهلوي (٩٥٩هـ/١٠٥٢هـ)، مطبع مجتبائي ـ دهلي.
- المتفق والمفترق: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)، ت:محمد صادق آيدن الحامدي،دار القاري ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

- - مثنوي مولوي معنوي: للعارف بالله مولانا جلال الدين محمد الرومي(٦٧٢هـ)،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد أيند كمبني ـ لاهور.
- - المجالسة وجواهر العلم: للعلامة أبي بكر أحمد بن مروان الدينوري(٣٣٣هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - مجابو الدعوة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا(٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- - مجمع الأنهر: للعلامة عبد الرحمن بن محمد بن سلمان المعروف شيخي زاده(١٠٧٨هـ)، ت:خليل عمران المنصور،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، دار الكتاب العربي ـ بيروت.
- - مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، ت:عبد الله الدرويش،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- - مجموعة رسائل اللكنوي: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن ـ كراتشي،الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.
- - مجموعة رسائل: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:إبراهيم أمين محمد،المكتبة التوفيقية ـ القاهرة.
- - مجموعة رسائل: للحافظ شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي المقدسي(٧٤٤هـ)، ت:أبو عبد الله حسين بن عكاشة،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- - مجموع فتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عبد الرحمن بن محمد بن قاسم،مجمع الملك فهد ـ المدينة،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- - مجموع الفتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عامر الجزائر و أنور الباز،دار الوفاء،الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.
- - مجموع فيه رسائل: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:أبي عبد الله مشعل بن باني الجبرين،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- المحاسن والأضداد: للعلامة عمرو بن بحر المعروف بالجاحظ(٢٥٥هـ)،ت:محمد سويد،دار إحياء العلوم ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٨هـ.
- المحاسن والمساوي: للعلامة إبراهيم بن محمد البيهقي(٣٢٠هـ)،طبع بمطبعة السعادة ـ مصر، الطبعة١٢٢٥هـ.
- المحبة لله سبحانه: للعلامة أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله الختلي(المتوفى نحو٢٧٠هـ)،ت: عبد الله بدران،دار المكتبي ـ دمشق،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.
- المُحَلّى بالأثار: للإمام أبي محمدعلي بن أحمدبن سعيد بن حزم الأندلسي(٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)، المنيرية ـ مصر،الطبعة ١٣٥٢هـ .
- المحلى بالآثار: للإمام أبي محمدعلي بن أحمدبن سعيد بن حزم الأندلسي(٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)،ت:عبد الغفار سليمان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٥هـ.
- مختصر المقاصد الحسنة: للعلامة أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي الزرقاني المصري المالكي (١٠٥٥هـ/١١٢٢هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٠٩هـ.
- مختصر منهاج القاصدين: للعلامة نجم الدين أحمد بن عبد الرحمن ابن قدامة المقدسي، (٦٨٩هـ)،ت:محمد أحمد دهمان،مكتبة دار البيان ـ دمشق،الطبعة١٣٩٨هـ.
- المخلصيات: للحافظ أبي طاهر محمد بن عبد الرحمن بن العباس المُخَلِّص البغدادي(٣٠٥هـ /٣٩٣هـ)،ت:نبيل سعد الدين جرار،دار النوادر ـ الكويت،الطبعة الثانية١٤٣٢هـ.
- مدارج السالكين بين المنازل إياك نعبد وإياك نستعين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مدارج السالكين: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:محمد المعتصم بالله البغدادي،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة السابعة ١٤٢٣هـ.
- مدارج النبوة: للعلامة محمد عبد الحق الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:مفتي غلام معين الدين نعيمي، ممتاز أكيدمي ـ لاهور.
- المداوي: للعلامة أبي الفيض أحمد بن محمد بن الصديق الغماري الحسني(١٣٨٠هـ)،دار الكتبي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

- المدخل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري(٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- المدخل إلى السنن الكبرى: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت: محمد ضياء الرحمن الأعظمي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت.
- المدخل إلى كتاب الإكليل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري،(٣٢١هـ/٤٠٥هـ)، ت:فؤاد عبد المنعم أحمد،دار الدعوة ـ الإسكندرية.
- المدخل لابن الحاج: للعلامة أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمد ابن الحاج العبدري المالكي (٧٣٧هـ)،مكتبة دار التراث ـ القاهرة.
- مراقي الفلاح: للعلامة حسن بن عمار بن علي الشُرُنْبُلالي الحنفي(١٠٦٩هـ)،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- مرآة الزمان في تواريخ الأعيان: للعلامة شمس الدين أبو المظفر سبط ابن الجوزي(٦٥٤هـ)، ت:محمد بركات وعمار ريحاوي،الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- مُرشد الحائر لبيان وضع حديث جابر: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري(١٣٨٠هـ)، مكتبة طبرية ـ الرياض،الطبعة ١٤٠٨هـ.
- مرقاة المفاتيح: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت: جمال عتتاني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- مسائل الإمام أحمد برواية إسحاق بن إبراهيم بن هانئ: للحافظ أبي يعقوب إسحاق بن إبراهيم النيسابوري (٢١٨هـ/٢٧٥هـ)،ت:زهير الشاوش،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.
- مسائل الإمام أحمد بن حنبل: للحافظ أبي الفضل صالح بن أحمد بن حنبل الشيباني(٢٠٣هـ/٢٦٦هـ)، ت:فضل الرحمن دين محمد،الدار العلمية ـ الهند،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهوية برواية المروزي: للحافظ أبي يعقوب إسحاق بن منصور المروزي(٢٥١هـ)،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- المستدرك علي الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- المستدرك علي الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت.

● -مستدرك الوسائل: للميرزا حسين النوري الطبري،مؤسسة آل البيت لإحياء التراث،الطبعة الثالثة ١٤١٢هـ.

● - المستطرف في كل فن مستظرف: للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي (٨٥٢هـ)، دار مكتبة الحياة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

● - المستطرف في كل فن مستظرف:للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي (٨٥٢هـ)مكتبة الجمهورية العربية ـ مصر .

● - المستغيثين بالله: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوَال (٤٩٤هـ /٥٧٨هـ)،ت:مانويلا مارين،المجلس الأعلى للأبحاث العلمية .

● - مسند ابن أبي شيبة: للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي (١٥٩هـ/٢٣٥هـ)، ت:أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف الغزاوي،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - مسند أبي عوانة: للحافظ أبي عوانة يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم النيسابوري الإسفرائيني (٣١٦هـ)،ت:أيمن بن عارف الدمشقي،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - مسند أبي يعلى: للإمام أبي يعلى أحمد بن علي التيمي الموصلي (٢١٠هـ/٣٠٧هـ)،ت:حسين سليم أسد،دار المأمون للتراث ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: شعيب الأرنوؤط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● -مسند البزار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو البزار (٢٩٢هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله، مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● -مسند السراج: للحافظ أبي العباس محمد بن إسحاق بن إبراهيم السراج (٢١٦هـ/٣١٣هـ)، ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - مسند الشاميين: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/ ٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩ هـ.

- مسند الشهاب: للقاضي أبي عبد الله محمد بن سلامة القُضَاعي(٤٥٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- المسند للشاشي: للحافظ أبي سعيد الهيثم بن كليب بن سريج الشاشي(٣٣٥هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- المسند المستخرج على صحيح مسلم: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- مشيخة الآبنوسي: للعلامة أبي الحسين محمد بن أحمد الصيرفي الآبنوسي(٣٨١هـ/٤٥٧هـ)، مخطوط من الشاملة.
- مشيخة القزويني: للعلامة أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن عمر القزويني(٦٨٣هـ/٧٥٠هـ)،ت:عامر حسن صبري،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- مصباح الزجاجة: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري(١٣٨٠هـ)،مكتبة القاهرة ـ مصر،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.
- المصنف: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.
- المصنف: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المجلس العلمي ـ الهند،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.
- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.
- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبو غده،ايچ ايم سعيد كمپني ـ كراتشي،باكستان.
- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:باسم بن طاهر خليل عناية،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت:محمد حَسَّه،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٣ء.
- مطالع المسرات: للعلامة محمد مهدي بن أحمد بن علي الفاسي(١٠٣٣هـ/١١٠٩هـ)،مطبعة وادي النيل ـ مصر،الطبعة ١٢٨٩هـ.

- ● - المعجم الأوسط: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:طارق بن عوض الله وعبد المحسن بن إبراهيم،دار الحرمين ـ القاهرة،الطبعة ١٤١٥هـ .
- ● - معجم البلدان: للعلامة المؤرخ شهاب الدين أبي عبد الله ياقوت بن عبد الله الحموي (٦٢٦هـ)،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٣٩٧هـ.
- ● - معجم السفر: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد السلفي الأصبهاني(٥٧٦هـ)،ت:عبد الله عمر البارودي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- ● - معجم الشيوخ: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:وفاء تقي الدين،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- ● - المعجم الكبير: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـ القاهره،الطبعة ١٤٠٤هـ.
- ● - معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عماد الدين أحمد حيدر،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- ● - معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي .
- ● - معرفة الرجال رواية ابن محرز: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)،ت:محمد كامل القصار،مجمع اللغة العربية ـ دمشق،الطبعة ١٤٠٥هـ.
- ● - معرفة السنن والآثار: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار قتيبة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.
- ● - معرفة الصحابة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق بن يحيى بن مندة الأصبهاني(٣١٠هـ/٣٩٥هـ)،ت:عامر حسن صبري،مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- ● - معرفة الصحابة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:عادل بن يوسف العزازي،دار الوطن ـ الرياض .
- ● - المعرفة والتاريخ: للحافظ أبي يوسف يعقوب بن سفيان الفارسي الفسوي(٢٧٧هـ)،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

- المعين على تفهم الأربعين: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤ هـ)،ت:دغش بن شبيب العجمي،مكتبة أهل الأثر ـ الكويت، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- مغاني الأخيار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- المغني عن الحفظ والكتاب: للحافظ أبي حفص عمر بن بدر الدين الموصلي الحنفي(٦٦٣هـ)، جمعية نشر الكتب العربية ـ القاهرة،الطبعة ١٣٤٢هـ.
- المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.
- المغني عن حملِ الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة دار طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:نور الدين عتر،إحياء التراث الإسلامي بدولة ـ قطر،الطبعة ١٤٠٧هـ.
- المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- المغير علي الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)،دار العهد الجديد ـ بيروت.
- المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)،دار الرائد العربي ـ بيروت.
- مفتاح الجنان: للعلامة يعقوب بن سيد علي البروسوي(٩٣١هـ)،المطبعة العثمانية،الطبعة ١٣١٧هـ.
- مفاتيح الغيب المعروف بالتفسير الكبير: للعلامة فخر الدين أبي عبد الله محمد بن عمر الرازي (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

- المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة علي الأ لْسِنَة: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَخَاوي (٨٣١ هـ/٩٠٢هـ)،ت:عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.
- المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة علي الأ لْسِنَة: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَخَاوي(٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:محمد عثمان الخشت، دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- المقتنى في سرد الكنى: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد صالح عبد العزيز المراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة١٤٠٨هـ.
- مقدمةابن خلدون: للعلامة ولي الدين عبد الرحمن بن محمد بن محمد ابن خلدون الحضرمي الإشبيلي(٨٠٨هـ)،ت:خليل شحادة وسهيل زكار،دار الفكرـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:أيمن عبد الجبار البحيري،دارالآفاق العربية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:عبدالله بن بجاش الحميري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعةالأولى١٤٢٧هـ .
- مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: أحمد جاد،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة١٤٢٥هـ.
- مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: صلاح محمد عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت .
- مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:أحمد جاد دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة١٤٢٥هـ.
- مكتوبات: للعلامة أحمد بن عبد الأحد الفاروقي السرهندي مجدد الألف الثاني (١٠٣٤هـ)، (مترجم)،زوار أكيدمي ـ كراتشي ٢٠١٤ء .
- المنار المنيف: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ /٧٥١هـ)،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ.

- -مناقب الأسد الغالب: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/ ٨٣٣هـ)،ت:طارق الطنطاوي،مكتبة القرآن ـ القاهرة .
- -مناقب آل أبي طالب: لأبي جعفر محمد بن علي بن شهر آشوب،ت:يوسف البقاعي،دار الأضواء ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٢هـ.
- -مناهل السلسة في الأحاديث المسلسلة: للعلامة محمد عبد الباقي الأيوبي اللكنوي،مكتبة القدسي، الطبعة ١٣٥٧هـ.
- - مناهل الصفا: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:سمير القاضي،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- - منبهات ابن حجر:در مطبع مصطفائي .
- - المُنتَخب من العِلَل: للإمام أبي محمد موفق الدين عبد الله بن محمد بن قدامة المقدسي الحنبلي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)،ت:أبو معاذ طارق بن عوض الله،دار الرأية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- -المنتخب من مسند عبد بن حميد: للحافظ أبي محمد عبد بن حميد بن نصر(٢٤٩هـ)، ت:أبو عبد الله مصطفى،داربلنسية ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ.
- - المنتقى من مسموعات مرو: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي(٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،مخطوط .
- - المنتقى مِنْ منهاج الاعتدال في نقض كلام أهل الرفض والاعتزال وهو مختصر منهاج السنة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: محب الدين الخطيب، الرئاسة العامة ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤١٣هـ.
- - منحة السلوك في شرح تحفة الملوك: للإمام بدر الدين أبي محمدمحمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أحمد عبد الرزاق الكبيسي،إدارة الشؤون الإسلامية ـ قطر،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- - منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- - المنح المكية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٣٧هـ.
- - من فضائل سورة الإخلاص: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال(٤٣٩هـ)،ت: محمد بن رزق بن طرهوني،مكتبة لينة ـ القاهرة الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

- منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد رشاد سالم،جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

- منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: الدكتور محمد رشاد سالم،مؤسسة قرطبة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

- المنهاج شرح صحيح مسلم: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/ ٦٧٦هـ)،المطبعة المصرية ـ الأزهر،الطبعة الأولى١٣٤٧هـ.

- موافقة الخبر الخبر: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، ت:حمدي السلفي وصبحي السيد جاسم ،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

- المواهب اللدنية: للعلامة أحمد بن محمد القسطلاني(٨٥١ هـ/٩٢٣هـ)،ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الاسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ.

- موسوعة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار إطلس الخضراء ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.

- الموضوعات الصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصغاني(٥٧٧هـ/٦٥٠هـ)،ت:نجم عبد الرحمن خلف،دار نافع،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

- الموضوعات الصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصغاني (٥٧٧هـ/٦٥٠هـ)،دار المأمون للتراث ـ دمشق .

- موطا: للإمام أبي عبد الله مالك بن أنس(٩٣هـ/١٧٩هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة١٤٠٦هـ.

- المؤتلف والمختلف: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارَقُطْنِي الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،دار الكتب العلمة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

- المؤتلف والمختلف: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

- المهذب في اختصار السنن الكبير: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبي تميم ياسر بن إبراهيم،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت: علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.
- ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:محمد رضوان عرقسوسي،الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- النبراس: للعلامة محمد عبد العزيز الفرهاري(١٢٣٩هـ)،مكتبة رشيدية ـ كوئته.
- نتائج الأفكار: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي عبد المجيد السلفي،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.
- النجم الوهاج في شرح المنهاج: للعلامة كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري (٨٠٨هـ)،دار المنهاج ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- النُخْبَة البَهِيَّة في الأحاديث المكذوبة علي خير البَرِيَّة: للعلامة محمد الأمير الكبير المالكي (١١٥٤هـ/١٢٣٢هـ)،المكتب الإسلامي ـ بيروت.
- نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي(٨٩٤هـ)،دار الفكر.
- نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي(٨٩٤هـ)،المكتب الثقافي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي(٨٩٤هـ)،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة ١٤٣٨هـ.
- نزهة المجالس أردو: ايچ ايم سعيد كمبني ـ كراتشي.
- نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري(٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة.
- نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري(٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

- نصاب الاحتساب: للعلامة ضياء الدين عمر بن محمد بن عوض السنامي(المتوفى قبل۷۲۵هـ)، ت:مريزن سعيد مريزن عسيري،مكتبة الطالب الجامعي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- نصب الراية: للحافظ جمال الدين ابو محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي(۷٦٢هـ)،ت: محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده.
- نظم الدرر في تناسب الآيات والسور: للعلامة برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر البِقَاعِي (۸۸٥هـ)،دار الكتاب الإسلامي ـ القاهرة.
- النقد الصحيح: للحافظ صلاح الدين خليل بن كيكلدي العلائي(٦٦٤هـ/٧٦١هـ)،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت: إسماعيل إبراهيم،مكتبة الإمام البخاري ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت:توفيق محمود تكلة،دار النوادر ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.
- نهاية الإقدام: للعلامة محمد بن عبد الكريم الشهرستاني(٥٤٨هـ)،أحمد فريد المزيدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادت المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير(٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،ت:طاهر أحمد الزاوي ومحمود محمد الطناحي، المكتبة الإسلامية،الطبعة الأولى ١٣٨٣هـ.
- النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادت المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار ابن الجوزي ـ الرياض،ت:علي بن حسن الحلبي، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- النهاية في الفتن والملاحم: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت:عصام الدين الصبابطي،دار الحديث.
- نهاية المطلب في دراية المذهب: للإمام الحرمين أبي المعالي عبد الملك بن عبد الله الجويني (٤١٩هـ/٤٧٨هـ)،ت:عبد العظيم محمود الديب،دار المنهاج ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- الوسيط في المذهب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)، ت:محمد محمد تامر،دار السلام ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

- وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: للعلامة نور الدين أبي الحسن علي بن عبد الله بن أحمد الحسني السمهودي(٨٤٤هـ/٩١١هـ)،ت:خالد عبد الغني محفوظ،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- الهجرة والجهاد: لمرتضى المطهري، مترجم:محمد جعفر باقري،معاونية العلاقات الدولية ـ إيران.
- الهداية: للإمام برهان الدين علي بن أبي بكر بن عبد الجليل المرغيناني الحنفي(٥٩٣هـ)، ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- الهواتف: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا(٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- اليواقيت الغالية: للعلامة محمد يونس الجونفوري(١٣٥٥هـ/١٤٣٨هـ)،ترتيب:محمد أيوب سورتي، مجلس دعوة الحق لستر،الطبعة ١٤٢٩هـ.
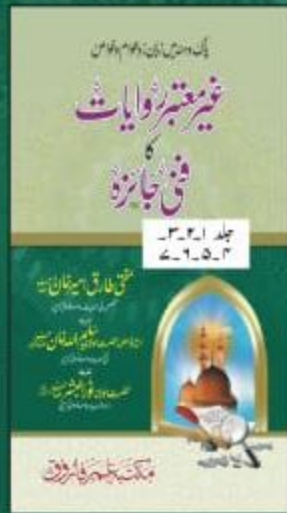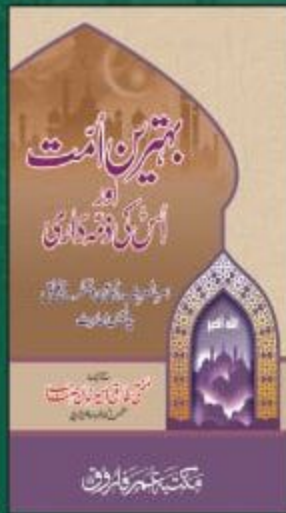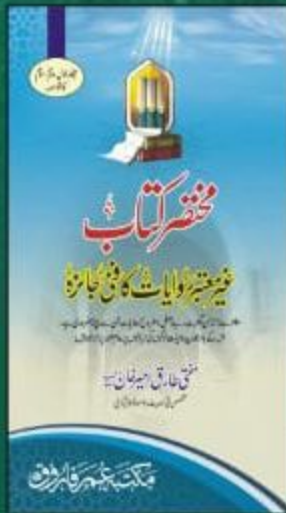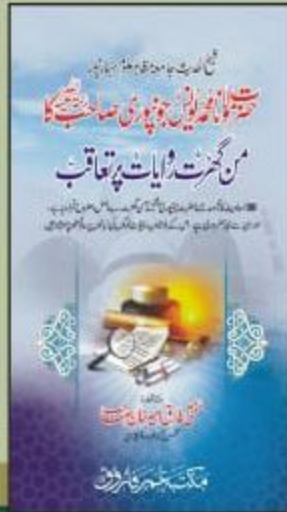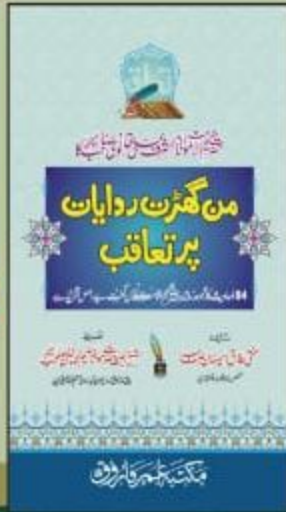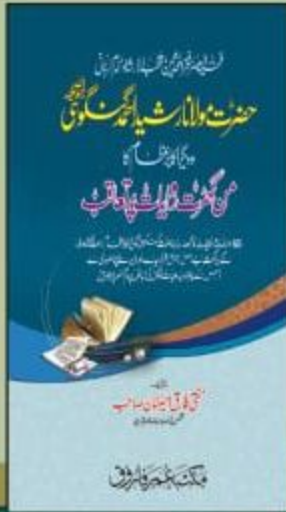
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 02134604566 Cell: 0334-3432345